عشق خاتم

Wahiba Fatima

عشقِ خاتم

واجبہ_فاطمہ

آج تقریبا بیس سال بعد اس نے پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھا تھا۔ اٹلی سے فلائیٹ لاہور ائیر پورٹ پر لینڈ ہوئی تھی۔ وہ وائیٹ ڈنر سوٹ پہنے آنکھوں پر گلاسز لگائے۔ ایک ہاتھ میں کوٹ تھام کر کندھے پر گرائے اور ایک ہاتھ سے موبائل میں کچھ دیکھتا ائیر پورٹ سے باہر نکلا تھا۔

اس کے پیچھے اس کا پی اے لیگج گھسیٹتا اس کے مقابل چلنے کے لیے تقریباً بھاگ رہا تھا۔

ہر نظر مرزا احمد اثیر ہاشم پر آ کر ٹھہر رہی تھی۔ وہ اس قدر خوبرو تھا کہ ائیر پورٹ پر مرکز نگاہ بنا ہوا تھا۔ یونانی دیوتاوں سا اونچا لمبا

چھ فٹ سے نکلتا سر و قد، سرخ و سفید رنگت،، سر اور ہلکی بڑھی بئیرڈ کے سنہری بال اسے مزید جاذب نظر بنا رہے تھے۔ سنہری آنکھوں میں دنیا فتح کر لینے کی چمک، نشہ اور غرور سا تھا۔

قدموں کی دھمک یوں تھی جیسے زمین پر اکڑ کر چلتا اس دھرتی پر کوئی احسان عظیم کر رہا ہو۔ وہ دیوتا مغرور تھا۔ جیسے دنیا کو اپنے پیروں تلے کچل دینا چاہتا ہو۔

گارڈ نے بھاگ کر اس کے لیے پہلے سے کھڑی طویل ترین کار (لیمبر گنی) کا ڈور اوپن کیا تھا۔

وہ شان بے نیازی سے آ کر کار میں بیٹھا۔ کار مخصوص راستوں پر رواں دواں تھی۔ اور مرزا احمد اثیر آسلام آباد کی خوبصورت ترین سڑکوں کو دیکھ کر بھی ناک بھوں چڑھا رہا تھا۔ رہی سہی کسر ٹریفک سگنلز پر موجود ان گندے مندے بچوں نے کر دی تھی جو کھڑکی بجا بجا کر اس سے کچھ مانگ رہے تھے۔

گارڈز ہٹاؤ انھیں یہاں سے،، گاڑی گندی کر رہے ہیں،، وہ انگلش میں دانت پیس کر غرایا تھا۔ جسے وہ بچے کیڑے مکوڑوں سے بھی بدتر لگ رہے تھے۔

گارڈز نے نہایت بدتمیزی سے انھیں دھتکارا تھا۔

گاڑی کمرشل ایریا کی پچاس منزلہ عمارت کے پارکنگ میں آکر کھڑی ہوئی تھی۔اب بھی گارڈ نے لپک کر اس کے لیے گاڑی کا ڈور کھولا تھا۔

وہ اس میں سے نکل کر وہی مغرور چال چلتا اب ہاشم بلڈرز کی پرشکوہ عمارت میں داخل ہوا تھا۔وہاں ہر طرف پھولوں کے بوکے رکھے ہوئے تھے کہ وہاں سب ایمپلائیز جانتے تھے کہ سالہا

سال بعد مسٹر مرزا ہاشم کا چھوٹا اور لاڈلا بیٹا یورپ سے سیدھا ادھر تشریف لا رہا ہے۔

گڈ ایوننگ سر،،

گڈ ایوننگ سر،،، ہر طرف سے اسے آوازیں آ رہی تھی۔ وہ سر کو ہلکا سا خم دیتا ان کی وشز قبول کرنے کا احسان کر رہا تھا۔

وہ لفٹ سے ہوتا اوپر تیسویں منزل پر گیا۔ کیونکہ اس کا پی اے اسے ساتھ ساتھ گائیڈ کر رہا تھا۔ بڑے سے آفس کے اندر داخل

ہونے سے پہلے لپک کر گارڈ نے اس کے لیے اس شاندار آفس کا دروازا کھولا۔ وہ سکون سے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا اندر داخل ہوا۔

سامنے ہی شاندار لگژری سے آفس میں لگے طویل ٹیبل و کرسیوں کی سربراہی کرسی پر مرزا ہاشم اور ان کے ساتھ ہی ان کا بڑا بیٹا مرزا شیراز ہاشم بیٹھا تھا۔

مرزا ہاشم اپنے جواں سالہ خوبرو بیٹے کو دیکھ کر مسکرائے۔

کیا بات ہے ڈیڈ،، آج اتنے سالوں کے بعد اپنے چھوٹے بیٹے کی یاد کیسے ستا گئی آپ کو،،، اتنی ایمر جنسی کہ مجھے یہاں بلانا پڑ گیا،، اس گندے سے ملک میں،، وائی،،

وہ بیزار سی شکل بنا کر بولا تھا۔

ہمارے کام میں ایک بہت بڑی رکاوٹ آن پڑی ہے،،، وہ بڈھا اور اس کا وہ یتیم خانہ ہمارا دشمن بن بیٹھا ہے،، جو ہمیں ہمارے کام ہمارے مقصد میں بری طرح فیل کر دیتے ہیں ہر بار،،، ہم جسے بھی اپنی جانب کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں وہ بڈھا اور اس کی وہ یتیم پوتی اسے ہمارے ناک کے نیچے سے نکال لے جاتے ہیں،،

ایک عرصے سے ہم فیل ہو رہے ہیں،، اسی لئے تمھیں بلایا،،، اس چھٹانک بھر کی لڑکی کو قابو کرنے جو کسی کے قابو میں نہیں آرہی ہے،،،

تفصیلات سن کر اب مرزا احمد اثیر کو اس سب میں دلچسپی ہونے لگی تھی تبھی خاموشی سے ساری تفصیل سنے گیا۔

پروجیکٹر کی روشنی میں اب اسے وہ یونیورسٹی، اور اس دارلامان اور وہ چہرے دکھائے جارہے تھے جنھیں اسے اپنے دام میں پھانسنا تھا۔

اور پھر پروجیکٹر پر ایک سرمئی بڑی بڑی آنکھوں والی لڑکی دیکھ کر وہ پوری طرح اس مشن کی جانب متوجہ ہوا تھا جو اسے سونپا جا رہا تھا۔

پتا نہیں کیا سرخاب کے پر لگے ہیں اس بالشت بھر کی چھوکری میں کہ ہماری ہزار کوششوں کے باوجود،، کئی حملوں کے باوجود وہ بچ نکلتی ہے،، ایسڈ اٹیک،، کڈنیپ اٹیمپ،، مرڈر اٹیک،،وہ بچ نکلتی ہے،، جیسے اس کے ساتھ کوئی ان دیکھی طاقت ہو،، جیسے کوئی اس

کی حفاظت کرتا ہو،، یقیناً ایسا ہی ہو گا،،، اتنی تو کوئی تیس مار خاں ہے نہیں ہے یہ بی بی،،

مرزا ہاشم دانت کچکچا کر بولے تھے۔

اونہووووووں،،، مرزا احمد اشیر کو اس معمولی کام کے لیے آپ نے اتنی دور سے بلایا ڈیڈ،،،

وہ نخوت سے بولا تھا۔

معمولی نہیں ہے،،شاید ہمارے بھیجے گئے لڑکوں کی طرح تم بھی ناکام ہو جاؤ،،،اور وہ جو ہم نے اپنے لڑکے بھیجے تھے الٹا ان کی باتوں میں پھنس کر واپس ہمارے پاس بھی نہیں آئے،،،

مرزا ہاشم جھنجھلا کر بولے تھے۔

آپ میری توہین کر رہے ہیں ڈیڈ،،،وہ چمک کر بولا تھا۔

Noor Apps

اچھا تو پھر اسے اپنے جال میں پھانس کر برباد کر کے ہمارے قدموں میں گرا کر پھر ہم سے بات کرنا،، ہاشم مرزا نے بھی لاپروائی سے کہا تھا۔

سواٹس او کے ڈیڈ،، مجھے جانتے ہیں ناں اچھی طرح،، بہت جلد وہ میرے بستر کی سلوٹیں بڑھانے کے بعد آپ کے قدموں میں ہو گی،،

وہ بول کر تیزی سے اٹھا تھا اور واپسی کے لیے اسی اکھڑ انداز میں قدم باہر نکالے۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️
❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

یہ اس سے اگلے دن کی بات تھی اس کی آنکھ ہاشم ولا کے محل نما کمرے میں الارم کی آواز سے کھلی تھی۔

اثیر نے الارم اٹھا کر دیوار سے دے مارا تھا۔ اندر آتے مرزا ہاشم اس کا یہ غصیل انداز دیکھ کر مسکرائے۔

بچپن سے اب تک وہ ایک غصیل، بے نکیل، منہ زور، ضدی اور جتنا اکھڑ مزاج تھا اس سے مرزا ہاشم اچھی طرح واقف تھے۔

اب کسی سرونٹ کی تو یہ جرات تھی نہیں کہ وہ اس کے کمرے میں داخل ہو کر اسے جگا پاتا تو مرزا ہاشم خود اسے اٹھانے آئے تھے۔

احمد،، اٹھ جاؤ یار،، سوئے رہو گے تو اپنے مشن پر کب نکلو گے،،،

ان کا لہجہ معنی خیز سا تھا۔ وہ گھنے ڈارک گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھ بیٹھا۔

ڈیڈ،، میں نے جو جو آپ سے کہا وہ کیا آپ نے،،، اس نے سلک کا نائٹ جینٹس گاؤن کھولتے مرزا ہاشم سے پوچھا۔

ہاں میں نے تمھارا فیک آئی ڈی کارڈ بنوایا ہے اور اس میں جو تم نے کہا تھا نیم وہی ہے،، تو ڈونٹ وری،، سب ہو جاتا ہے،، یہاں اس ملک میں ایمان خریدنا کونسا بڑی بات ہے پیسا پھینکو اور تماشا دیکھو،،،

وہ حقارت بھرے لہجے میں بولے۔ اشیر بھی طنزیہ مسکرایا اور اپنا ڈریس لے کر واش روم گھس گیا۔

مرزا ہاشم مسکراتے اٹھے تھے کہ اب جانتے تھے یہ کام احمد اشیر کے حوالے کر کے وہ بے فکر ہو جائیں گے۔ کہ جانتے تھے ایک

مرتبہ احمد اثیر جس کام کے پیچھے پڑ جاتا تھا پھر اسے پورا کر کے ہی سکون سے بیٹھتا تھا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️
❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

Noor_Apps

کچھا کھچ سٹوڈنٹس سے بھرے یونی کے آڈیٹوریم میں اس وقت پن ڈراپ سائلنس چھائی ہوئی تھی۔ وہ اپنی سحر طاری کرتی پر نور شخصیت کی بدولت پورے ماحول پر فسوں اور سحر طاری کیے ہوئے تھی۔

اور آج ان ڈھیر سارے سٹوڈنٹس میں دو سنہری آنکھیں بھی شامل تھیں۔جو سر تاپا بڑی حقارت سے اس کا تفصیلی جائزہ لینے میں مشغول تھیں۔

سامنے وہ سرمئی بڑی بڑی آنکھوں سمیت سرخ و سفید رنگت میں پردے میں کوئی پاکیزگی کی جیتی جاگتی مورت لگ رہی تھی۔

سر تا پیر سر مئی لباس میں سر مئی حجاب میں وہ مائیک کے سامنے کھڑی بہت ٹھہرے میٹھے لہجے میں اتنی محبت و عقیدت سے وہ الفاظ ادا کر رہی تھی کہ سننے والا بے اختیار ہو کر عقیدت و سرشاری سے وہ الفاظ اپنے دل وروح میں اتار رہا تھا۔

آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا،،، قرآن وسنّت کے قطعی نصوص سے ثابت ہے کہ نبوت ورسالت کا سلسلہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم کر دیا گیا،، آپ ﷺ سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی ہیں،، آپ ﷺ

Noor_Apps

کے بعد کسی شخص کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا،،

قرآن مجید کی سورۃ احزاب آیت نمبر 40 میں ہے

ترجمہ: "محمد (ﷺ) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں،،

تمام امت کا اس پر اجماع ہے اور تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ "خاتم النبیین" کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کسی قسم کو کوئی نبی ہو گا اور نہ کسی قسم کا کوئی رسول،،، اس پر بھی

Noor_Apps

اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل یا تخصیص نہیں،،، پس اس کا منکر یقینا اجماع امّت کا منکر ہے،،

آنحضرت ﷺ نے متواتر احادیث میں اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا اور ختم نبوت کی ایسی تشریح بھی فرما دی کہ اس کے بعد آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے میں کسی شک وشبہ اور تاویل کی گنجائش باقی نہیں رہی،،

عقیدۂ ختم نبوت قرآن مجید کی ایک سو آیات سے ثابت ہے اور دو سو دس احادیث مبارکہ میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے،،، آج کا بیان اس نعت پر مکمل کروں گی کہ (اس نے عقیدت سے آنکھیں موندے جزب کے عالم میں نعت بیان کی تھی)

Noor_Apps

در نبی پر پڑا رہوں گا پڑے ہی رہنے سے کام ہو گا،،

کبھی تو قسمت کھلے گی میری کبھی تو میر اسلام ہو گا،،

وہ خاموش ہو کر ڈائس سے نیچے اتری تو ہال سبحان اللہ اور درود سلام کی پکار سے گونج اٹھا۔ وہ مسکرا کر نیچے اتری تھی۔

Noor-Apps

آیت آپ بہت میٹھا بولتی ہیں جو سیدھا دل سے روح میں اترتا محسوس ہوتا ہے،، آپ کے الفاظ اعصاب پر سحر طاری کر دیتے ہیں،،،

فرسٹ ائیر کی ایک سٹوڈنٹ آگے بڑھ کر عقیدت سے اس کا ہاتھ تھام کر بولی تو وہ مہربان سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلکا سا تسلیم خم کرتی آگے بڑھی۔

کچھ سٹوڈنٹس اس کے پاس آکر اس سے باتیں کر رہے تھے اور وہ خندہ پیشانی سے اسی مہربان سی مسکراہٹ سمیت ان سب کے

چھوٹے موٹے سوالوں کا جواب دے رہی تھی۔ آج آیت کو کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی کی نگاہوں کے حصار میں ہو۔

اور پھر اس کا شک یقین میں بدل گیا جب نظر ڈائس کے سامنے چیئرز کی رو کے درمیان میں بیٹھے ایک شخص پر پڑی جو شکل و حلیے سے ہی ایلیٹ کلاس کے کسی امیر کبیر گھرانے کا چشم و چراغ دکھائی دے رہا۔

وہ بلو کلر کے ٹو پیس میں علامہ اقبال سٹائل میں مہنگی ترین گولڈن ڈائل واچ ہاتھ میں پہنے اس ہاتھ کی دو انگلیاں اپنے ماتھے پر ٹکائے اسے مسلسل دیکھ رہا تھا۔

آیت نے اسے دیکھے۔ وہ اپنی سنہری آنکھیں اسی پر گاڑھے ہوا تھا۔ اور آیت کے دیکھنے کے باوجود اس نے اپنی نگاہوں کا فوکس بدلا نہیں کیا تھا۔

Noor Apps

آیت الجھی مگر پھر سر جھٹک کر باہر کی جانب بڑھ گئی۔ اسے سر منیب احمد سے اپنے نوٹس کے حوالے سے کچھ ڈسکس کرنا تھا تو وہ آڈیٹوریم سے نکل کر سر کے آفس کی جانب بڑھی۔

وہ گراؤنڈ سے آفس کی جانب بڑھ رہی تھی جب اسے اپنے فون کی رنگ ٹون سنائی دی۔ رک کر بیگ میں سے فون نکالا اور یس کر کے کان کو لگایا۔

یس مینا،، بولو کیا بری خبر سنانی ہے،، آیت نے چھوٹتے ہی جھنجھلا کر پوچھا۔

Noor-Apps

ہووووو،،، گڑیا،،ماڑایہ توبوت بری بات اے،، مینابر امان گئ۔

حالانکہ یہ حقیقت بات ہی تھی کہ جب جب زرمینہ نے اس فون کیا تھا کوئی منہوس اور بری خبر ہی سنائی تھی۔

اچھابتاؤ کیاہوا،،،اس نے سرسری انداز میں پوچھا۔ محسوس اب بھی یونہی ہورہاتھا جیسے اسے پھر کوئی دیکھ رہاتھا۔

وہ گڑیا بے بی،،، امید بی بی نے پھر سے خود کشی کرنے کا کوشش کیا،،، مینا نے حسبِ معمول اس کے سر پر بم پھوڑا۔

واٹ،،،،، کب کیسے،،، آیت نے ٹینشن میں اپنے ماتھے کو مسلا۔ جو کہ اس کی عادت تھی کنفیوز ہوتے اور ٹینشن، فکر پریشانی یا ڈپریشن میں وہ اپنا ماتھا مسلا کرتی تھی۔

آج صبح وہ بلڈنگ کی چھت پر چڑھ گیا تھا،، وہ تو شکر ہے کہ سکینہ نے اسے دیکھ لیا اور زبردستی پکڑ کر نیچے اتار لایا،،

اوکے تم بابا سے بولو،، اس کے پاس رہیں میں واپس آ رہی ہوں،،

وہ پریشانی سے بولی۔ اور فون رکھا۔ ادھر ادھر دیکھا تو وہی صاحب اب آڈیٹوریم سے باہر تشریف لا کر اس سے کچھ فاصلے پر کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔

وہ یونی کے بیرونی گیٹ کی جانب بڑھی۔ کچھ غیر معمولی محسوس ہونے پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ وہ خراماں خراماں اس کے پیچھے

Noor_Apps

ہی بیرونی گیٹ کی جانب چلا آرہا تھا۔اب آیت کوفت کا شکار ہو رہی تھی۔

وہ گیٹ کے باہر آکر کھڑی ہوئی۔اور ٹیکسی رکشہ کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

مے آئی ہیلپ یو،، میں ڈراپ کر دوں آپ کو،،،

اپنے پیچھے سے بھاری ہموار سی آواز سنائی دی تو آیت نے پلٹ کر دیکھا۔وہی شاندار سا بگڑا امیر زادہ تھا۔

نو تھینکس،،،وہ رکھائی سے بولی تھی۔اور ایک رکشہ کو رکنے کا اشارہ کیا۔جبکہ وہ گہرا مسکرایا تھا۔اب وہ خاموش ہی رہا اور کچھ نہیں بولا۔

مرزا احمد اثیر نے اس بالشت بھر کی لڑکی کو خونخوار نگاہوں سے) گھورا۔کیونکہ صبح سے وہ جب سے یونی آیا تھا۔آدھے سے زیادہ یونی کی لڑکیاں اس کی جانب متوجہ ہو رہی تھیں۔ایک تو اس کی یونانی دیوتاؤں سی پر سنیلٹی اوپر سے اس کی ہسٹری جیو گرافی مطلب ہاشم بلڈرز اینڈ ٹریڈرز کا چشم و چراغ ہونا کوئی معمولی بات تو

نہیں تھی۔اور یہ معمولی سی لڑکی جو یہاں رکشہ کی تلاش میں
(کھڑی تھی اسے اگنور کر رہی تھی۔چہ معنی خوب

جبکہ آج لگتا تھا کوئی بھی رکشہ ٹیکسی ڈرائیور اس کی سننے کے موڈ
میں نہیں ہے۔کچھ وہ اب پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ دیئے اس کے
پاس اطمینان سے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔آیت بری طرح
جھنجھلائی۔مگر کہا کچھ نہیں۔اور اپنا ماتھا مسلنے لگی۔۔

اس سے جان چھڑانے کو وہ دھیمے قدموں سے آگے چل پڑی۔

اب وہ جا کر اپنی بی ایم ڈبلیو میں بیٹھا تھا۔ اور بیک ویو مرر سے اسے دیکھے گیا۔

آخر ایک رکشہ والے کو اس پر رحم آ ہی گیا۔ وہ جلدی سے رکشے میں سوار ہوئی۔

میڈم کہاں جانا ہے آپ کو،،؟ رکشے والے نے پوچھا۔

Noor_Apps

عشقِ خاتم فاؤنڈیشن،،، اس نے کہتے بیگ سے موبائل نکالا۔

گاڑی چودھری ولا کے طویل پورچ میں آ کر رکی تھی۔ اثیر یونی سے سیدھا آج یہاں اپنی ماں کے پاس چلا آیا تھا۔ وہ گاڑی سے اترا۔ اور اندر کی جانب رخ کیا۔

اندر آیاتو پاکیزہ بیگم نفیس سی ساڑھی میں بہت سوبر سے انداز میں تیار ہوئیں بہت گورجس لگ رہی تھی۔سامنے اشیر کو دیکھ کر اپنی بانہیں پھیلا کر اس کا استقبال کیا۔وہ آکر ان کے سینے سے لگا۔

کب آئے،،،انھوں نے اس کا ماتھا چوما۔

کل ہی،،، مختصر جواب آیا۔پاکیزہ بیگم نے اپنے مغرور شہزادے کو غور سے دیکھا۔

تمھارے بابا نے بلایا تمھیں،،، پاکیزہ بیگم سے رہا نا گیا تو پوچھ ہی لیا۔

آف کورس مما،، نہیں تو اس گندے سے ملک میں کون آنا چاہے گا،،،

وہ برا سا منہ بنا کر بولا اور صوفے پر ڈھے گیا۔

کس کو برباد کرنے آئے ہو اثیر،، یا کس کی بربادی لکھ دی ہے

تمھارے بابا نے جو تمھیں یہاں بلانا پڑا،، پاکیزہ بیگم کا لہجہ معنی خیز

تھا۔ اثیر چونکا۔

اب کوئی اثیر کے باپ مرزا ہاشم سے الجھے گا تو اس کی قسمت تو خود

مرزا احمد اثیر کو پکارے گی ناں کہ آؤ مجھے برباد کردو،،

وہ مزاق اڑانے والے انداز میں بولا۔ اور فروٹ باسکٹ سے سیب

اٹھا کر اس کی بائٹ لینے لگا۔

Noor Apps

اثیر،،، خبردار تم،،،،،

مما آپ کب تک بابا سے ناراض رہیں گی،، اب تو مان جائیں،، کب آئیں گی ہاشم ولا،،،

پاکیزہ بیگم اس سے پہلے ہزار بار کی دہرائی ہوئی نصیحتیں دوبارا دہراتیں اثیر نے ان کی بات بیچ میں ہی اچک لی۔ اور ہر بار کا پوچھا ہوا سوال دوبارا دہرایا۔

Noor-Apps

کبھی نہیں اثیر،، میں ہاشم ولا تو کبھی پاؤں بھی نہیں رکھوں گی،،، بھول جاؤ،، مگر تم اپنے باپ کے نقش قدم پر چلو میں یہ بھی کبھی نہیں چاہوں گی،،، پاکیزہ بیگم نے اس پتھر سے سر پھوڑنے کی کوشش کی۔

ٹیک آ چل پل مما،، ارقم کدھر ہے،،

احمد اثیر نے اکتا کر انھیں اس موضوع سے ہٹایا۔

Noor Apps

اس کی سرگرمیاں بھی عجیب ہیں،،وہ کونسا تم لوگوں سے کم ہے،،

پورے خاندان نے ہی لہو پی رکھا ہے میرا تو،،،

وہ جھنجھلا کر بولیں تو اشیر مسکرا دیا۔

اس کی وہ منکوحہ ملی؟؟ جسے آپ لوگ ڈھونڈ رہے تھے،،؟؟ اشیر

کو اچانک یاد آیا تو پوچھ لیا۔

نہیں،، نہیں ملی،، پاکیزہ بیگم نے دانستہ جھوٹ بولا۔ تب ارقم سیٹی

پر کوئی دھن گنگناتا اندر داخل ہوا۔

Noor - Apps

ہیپے واٹس اپ برو،، اس نے اشیر سے ہائی فائی کیا۔پاکیزہ بیگم افسوس سے سر ہلا کر رہ گئیں۔ان کے یہ خود پرست، مغرور،، آنا زادے، حسن پرست بچے اپنی تہزیب و تمدن اپنا ورثہ اپنے اقدار سرے سے بھلا ہی چکے تھے۔

پاکیزہ بیگم نے مرزا ہاشم سے اپنے بابا بشارت چوہدری کی مرضی کے خلاف جا کر شادی کی تھی۔بشارت چودھری کا تعلق ملک کی سیاست سے تھا۔اور وہ ایک با اثر ور سوخ انسان تھے۔مرزا ہاشم ایک معمولی مڈل کلاس گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔اور تعلیم

مکمل کر کے کافی وقت سے جاب کی تلاش میں مارے مارے پھرتے کہ ان کی ملاقات پاکیزہ بیگم سے ہوئی۔ اور یونی کی پسند اب محبت میں بدل گئی۔

پاکیزہ بیگم نے بشارت چودھری کی ہزار مخالفت کے باوجود مرزا ہاشم سے شادی کر لی۔ کچھ عرصہ سکون رہا۔ اور اس عرصے میں پاکیزہ بیگم چار بچوں کی ماں بن چکیں تھیں۔ سب سے بڑے اور جڑواں مرزا شیراز اور ماہ پارہ تھیں۔ پھر ان سے چھوٹا احمد اشیر اور سب سے چھوٹا ارقم تھا۔

ارقم ابھی تین چار ماہ کا تھا کہ مرزا ہاشم نے دولت کے حصول کے لیے حلال و حرام کی تمیز بلکل بھلا دی کہ اپنا ایمان تک بیچ ڈالا۔ اور راتوں رات دولت ان کے گھر کی باندی بن گئی۔ یہ سب کیسے ہوا یہ معلوم پڑنے پر پاکیزہ بیگم سکتے میں آ گئیں۔

تب پاکیزہ نے بہت احتجاج کیا۔ مگر مرزا ہاشم پر زرا سا بھی اثر نہیں ہوا۔ جب پاکیزہ بیگم نے احتجاج کرنے کی کوشش کی تو مرزا ہاشم نے انھیں ڈرایا دھمکایا۔ آخر پاکیزہ بیگم بچوں سمیت ایک مرتبہ پھر بشارت چودھری کے گھر آن پہنچیں اور ان سے معافی مانگی۔

بعد میں مرزا ہاشم کے بہلانے پھسلانے پر ماہ پارہ، شیراز اور احمد اثیر اپنی مرضی سے اپنے بابا کے پاس چلے گئے۔ جبکہ ارقم ابھی چھوٹا تھا تو اس کی تربیت بشارت چودھری اور پاکیزہ بیگم کے ہاتھوں میں ہی ہوئی تھی۔ وہ باپ کے نقشِ قدم پر تو نا چلا مگر بہت خود پسند، حسن پرست اکھڑ اور ضدی تھا۔ اور یہ سب تو شاید اس کے خون میں شامل تھا کہ پاکیزہ بیگم جتنا افسوس کرتیں اتنا کم تھا کہ ان کا ایک بھی بچہ تحمل مزاج یا خوش خلق نہیں تھا۔

اب بھی وہ دونوں بھائی سامنے بیٹھے اپنی اپنی گرل فرینڈز کی باتیں ایک دوسرے کو یوں سنا رہے تھے جیسے کہ وہ خدا جانے کتنی نیکی کی گفتگو کر رہے ہوں۔

پاکیزہ بیگم نے افسوس سے سر ہلایا اور اشیر کے لیے کھانے کا بندوبست کروانے کچن میں چلیں گئیں۔

Noor_Apps

پورے رستے آیت نے رکشے والے بھائی صاحب کے کان کھا کر رکھے تھے۔ کہ رکشہ جلدی چلائے۔ عشقِ خاتم فاؤنڈیشن کے باہر رکشہ رکھا تو بھاگ کر رکشے سے اتری۔ اور رکشے والے کو پیسے دیئے۔

فاؤنڈیشن پلس دارالامان کے بڑے سے گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔ بڑا سا میدان کراس کر کے سامنے بنی دو منزلہ عمارت کے دائیں طرف جا کر عمارت کے پچھلی جانب کے میدان پار کر سامنے بنے زیادہ سارے اپارٹمنٹس میں سے ایک میں گھسی۔

بابا،،اس نے پکارا۔ تبھی حاجی فرید ایک کمرے سے میں سے چلتے باہر نکلے۔

آپ کو ایک چھوٹا سا کام سونپا تھا بابا کہ امید کا خیال رکھیے گا،، آپ سے وہ بھی ٹھیک طرح سے نہیں ہو پایا،،

اس نے تیکھے چتونوں سے بابا کو دیکھا تو وہ مسکرا دیئے۔

جا کو را کھے سائیاں،،مار سکے ناں کوئی،،،

Noor-Apps

وہ مسکراتے بولے تھے۔ آیت اپنا بیگ ایک طرف رکھ کر اس کے کمرے تک گئی تھی۔ کمرے کہ اندر داخل ہوئی تو حسب معمول وہ چت لیٹی سرد وسپاٹ اور اسی بے تاثر چہرے کے ساتھ چھت کو گھور رہی تھی۔ اور پاس ہی مدینہ بیٹھی اس کا سر دبا رہی تھی۔

اسلام و علیکم،،،،،بیوٹیفل لیڈیز،،، کیا ہو رہا ہے،، آیت نے آتے ساتھ ہی ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کروانے کو خوشگوار لہجے میں بات کا آغاز کیا۔ اس کو دیکھ کر مدینہ مسکرائی تھی۔

وعلیکم السلام،، کچھ خاص نہیں،، آج آپ جلدی آگئیں،،، مدینہ نے مسکراتے اسے دیکھا جو سب کے لیے،، ان جیسوں کے لیے ایک بے حد قیمتی ٹھنڈی میٹھی چھاؤں کی مانند تھی۔

کیسی طبعیت ہے اب امید تمھاری،، وہ امید کے قریب آئی تھی۔ اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے پھر سے مخاطب کرنے کی کوشش کی۔ کئی دن کی کوششوں کے باوجود وہ کوئی رسپانس نہیں دے رہی تھی جانے کیوں؟؟

Noor Apps

وہ آیت کو فائونڈیشن سے ملحقہ بچوں کے چھوٹے سے پلے (
گراؤنڈ میں بیہوش پڑی ملی تھی۔ محض بیس سال کی اس نازک سی
سنہری گڑیا کو جانے کس نے اپنے پیروں تلے روند ڈالا تھا۔ کس
نے مسل ڈالا تھا اس کی شخصیت کو۔ کس نے برباد کیا تھا اسے۔
تین ماہ کی حاملہ تھی۔ کچھ بتاتی بھی تو نہیں تھی۔ جو آیت اس کی
کاؤنسلنگ کرتی یا اس کا علاج یا پھر اس کو اس کے گھر پہنچانے میں
مدد کرتی۔

اس کے پاس ایک چھوٹا سا بیگ تھا جس میں اس کی اسناد اور
ضروری کاغذات تھے۔ جس میں انھیں اس کا نکاح نامہ بھی ملا تھا۔
شوہر کا نام ارزانش خان تھا۔ تو اس کا سسرال کدھر تھا۔ اس کا

شوہر۔ کسی نے اسے ڈھونڈنے کی کوشش کیوں نہیں کی تھی۔ کیا اس کے سسرال والوں نے اس کے ساتھ کیا تھا یہ سب۔ ان سب سوالوں کے جوابات تب ہی ملتے جب وہ انھیں کچھ بتاتی۔ دو (ماہ سے وہ ان کے پاس تھی اور انھیں کچھ نہیں بتا رہی تھی۔

اب بھی اس نے بے تاثر ویران آنکھیں لیے آیت کی جانب دیکھا۔

آیت سمجھ گئی تھی کہ بہت ہو چکی نرمی اب تھوڑی سختی ہی کرنی پڑے گی اس کے ساتھ۔

امید،،بس کرو اب،، کیوں مرنا چاہتی ہو،، کس لئے کس کی خاطر،،، مرنے کے لیے تمھارے پاس چند وجوہات ہیں تو جینے کے لیے بھی تو کوئی وجوہات ہوں گی،،، اور اگر تمھارے ساتھ کچھ غلط ہوا ہے تو مرنے جیسی بزدلی دکھانے سے تو بہتر تھا اس غلط کرنے والے کی جان لے لیتی تم،،،

آیت نے درشتگی سے کہا تھا۔(اثر ہو رہا تھا کہ اس کی آنکھیں لبا لب پانی سے بھرنے لگیں تھیں۔)

Noor_Apps

امید،،، آخر بتاتی کیوں نہیں،،؟ کیا ہوا تمھارے ساتھ،،؟ یہ بچہ کس کا ہے،، کس نے کیا یہ تمھارے ساتھ،،،، کیوں مرنا چاہتی ہو،،؟

آیت جو ہمیشہ صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نا دیتی تھی مگر اس پاگل لڑکی کی بے وقوفیوں کی وجہ سے آج اس کے بھی اعصاب چیخ گئے تھے۔ کیونکہ ہزار کوشش کے باوجود وہ اور اس کی ٹیم اس چھوٹی سی لڑکی کے منہ پر پڑے خاموشی کے قفل توڑ نہیں پا رہے تھے۔

تمھارے نکاح نامے پر تمھارے شوہر کا نام ارزانش خان لکھا ہوا ہے،، شوہر محافظ ہوتا ہے،، کہاں ہے وہ تمھیں اس حال میں چھوڑ کر،،، آیت نے ایک مرتبہ پھر پوچھا تھا۔ اور یہ نام سن کر اس کا چہرہ خوف سے لٹھے کی طرح سفید پڑ چکا تھا۔ یا نفرت سے،، یا بے انتہا نفرت کے شدید ابال سے۔

وہ محافظ نہیں لٹیرا ہے میری عزت کا،، میرے ارمانوں کا،، میرے اعتبار کا قاتل،، مجھے اس حال میں پہنچانے والا وہی درندہ ہے،،

وہ کسی غیر مرئی نقطے پر نگاہیں جمائے سرد و سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔

Noor_Apps

آیت یہ سن کر شاکڈ رہ گئی۔ اور بے اختیار مدینہ کی تلخ مسکراہٹ کی جانب دیکھا۔ اسے بھی تو اس کے محافظ، اس کے اپنے نے ہی ڈسا تھا۔ اسے اس حال میں پہنچنے پر مجبور کر دیا کہ اپنے محافظ اپنے سر کا سائیں ہونے کہ باوجود وہ ایک یتیم خانے میں میں دوسروں کے ٹکڑوں پر پل رہی تھی۔

پل پل سسک رہی تھی۔ جس نے اسے دھتکارا تھا اس سے انتقام لینے کو وہ خود کو برباد کر رہی تھی۔

امید،، ہمت پھر بھی نہیں ہارتے،، تم مجھے تفصیل بتاؤ ہوا کیا تھا،،

آیت نے اسے پچکارا۔

میں وہ سب کچھ یاد ہی نہیں کرنا چاہتی آپی،، بلکہ میں چاہتی ہوں میری یادداشت چلی جائے،، یا میرا دل پھٹ جائے،، پتہ نہیں میں اتنی ڈھیٹ کیوں ہوں،، کہ جب اس نے مجھے، میری عزت، میرے یقین اعتبار کو روند کر مجھے درد کی انتہاؤں پر پہنچا دیا میں پھر بھی زندہ ہوں،،،

وہ بلکل بلک کر رو رہی تھی۔ آیت نے اس کا سر اپنی گود میں رکھا۔
مدینہ نے اسے میڈیسن دے رکھی تھی۔ تبھی وہ روتی روتی گہری
نیند میں چلی گئی۔ آیت چاہتی تھی وہ اپنے دل کی ساری بھڑاس
نکال باہر کرے۔ تبھی اسے رونے دیا۔ مگر اب وہ سو گئی تو آیت کو
سکون کا سانس آیا۔

کیسی تیاری ہے پیپرز کی،،؟؟

اب آیت مدینہ کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

کافی بہترین،،، انشاللہ اسے پلس آئے گا،،،

نک سک سی تیار وہ اپنے نیل پالش لگے ناخنوں کو کھرچ رہی تھی۔

آنکھوں میں کچھ کر دیکھانے کا جنون سا تھا۔

تمھیں انھیں بتا دینا چاہیے کہ تم کہاں ہو،،وہ شاید تمھیں ڈھونڈ رہے ہوں،،،

آیت نے کہا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔ مگر آیت کو وہ قہقہہ کافی کھوکھلا لگا۔

کاش کہ میں اس خوش فہمی کو پالنے کی جرات کر سکتی کہ وہ مجھے ڈھونڈ رہا ہو گا،،

مدینہ کا لہجہ اتنا یاسیت بھرا تھا کہ آیت سرد سی آہ بھر کر رہ گئی۔

وہ جھٹکے سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکلی تھی۔

امید،، اے امید،، کہاں مر گئی ہو،، کام چور،، ہڈ حرام یہ لڑکی،،

Noor_Apps

کوثر بیگم کی پاٹ دار آواز پورے گھر میں گونجی تھی اور امید جو پڑھائی کر رہی تھی منہ بنا کر رہ گئی۔بی ایس سی کی سٹوڈنٹ تھی۔ اور پڑھائی بہت مشکل۔جب مسلسل آتی ان بھونپو نما آوازوں کی وجہ سے وہ پڑھائی پر فوکس نا کر سکی تو بھنا کر اٹھی۔

کیا ہے تائی امی،،

وہ کچن میں آکر کمر پر ہاتھ رکھے ان سے پوچھنے لگی۔

کام والی چھٹی پر ہے آج تو کچن میں جا کر وہ برتنوں کا انبار سمیٹو اور جا کر رات کا کھانا بناؤ،، انھون نے حکمیہ لہجہ اختیار کیا۔

اور تارا اور چندہ کدھر ہیں،،

وہ کہاں لگی لپٹی رکھنے والی تھی۔

ان دونوں کے پیپر ہو رہے ہیں،، پڑھ رہی ہیں دونوں،، تمھارے نہیں ہو رہے تو جاؤ جو کہا ہے وہ کرو،،

تائی امی نے دانت پیس کر کہا۔

Noor_Apps

(جب کہ وہ ان کہ سفید جھوٹ پر ایک مرتبہ پھر سر تا پیر تک سلگ اٹھی۔

مگر وہ اب ان کے پینترے جان چکی تھی۔اسی لئے آتے وقت دیکھ کر آئی تھی کہ چندا اور تارا کیا کر رہیں تو دونوں مزے سے بیٹھی کوئی انڈین مووی دیکھ رہی تھیں۔وہ جو پہلے ان کی اس پاٹ دار آواز پر تھرا کر رہ جاتی اب تو اس نے ان سے دبنا اور ڈرنا بھی (کب کا چھوڑ دیا تھا۔اپنی سپر پاور کا ادراک جو ہو گیا تھا غلطی سے

کوئی پیپرز و پیپرز کی تیاری نہیں ہو رہی ہے تائی امی وہ دونوں بیٹھ کر مووی دیکھ رہی ہیں آپ ان سے کہیں یہ کام،، جبکہ میرا توکل بہت ضروری ٹیسٹ ہے،، اسی لئے میں پڑھائی کر رہی ہوں،، اور اب آپ اپنی اس میٹھی سی کوئل (کوے) نما آواز سے مجھے پکاریئے گا نہیں،،،

وہ میٹھے سے لہجے میں بول کر وہاں سے نو دو گیارہ ہوئی تھی اور پیچھے ان کے سینے پر سانپ لوٹنے لگے۔

موبائل میں جو ویڈیو کال ملا رکھی تھی۔غصے سے منہ سے جھاگ اڑا کر گویا ہوئیں تھیں۔

دیکھ رہے ہو اس کے لچھن،، اس کا لہجہ،، یہ کل کی چھوکری اب مجھ سے زبان لڑاتی ہے مجھے آنکھیں دکھاتی ہے،، ساری زندگی اس کی ماں نے یہی کیا میرے ساتھ اور اب یہ بات بات پر میری بے عزتی کرتی ہے،، میرے ساتھ بد تمیزی کرتی ہے،، بہنوں کو بھی برا بھلا کہتی ہے، ارے ان کو تو گالیاں تک دیتی ہے،، ہمیں بھوکے ننگے اور اس کے ٹکڑوں پر پلنے والا کہتی ہے،،

وہ پھپھک کر رو پڑیں تھیں۔

جبکہ سامنے والا جو مٹھی بنا کر اپنے ہونٹوں پر رکھے ہوئے تھا۔ ان کا ایک ایک لفظ انتہائی غور سے سن رہا تھا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️
❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

قسط نمبر 2

بشارت چوہدری آج سالوں بعد اپنے آبائی گاؤں آیا تھا۔ روح کو کھینچ پڑتی تھی۔ خوابوں میں بچپن کی طرح گاؤں کی گلیوں میں بھاگے پھرتے جہاں سارا بچپن گزارا تھا۔ بلکہ فون پر سب سے

Noor_Apps

دیرینہ اور پرانے دوست نواز چوہدری نے ملنے کے لیے بلایا تو وہ بھاگے بھاگے یہاں چلے آئے۔

وہ جانی پہنچانی بیٹھک میں داخل ہوئے تو کامے نے انھیں پہچانا نہیں مگر پھر بھی عزت واحترام سے بیٹھک میں بٹھا دیا۔ ان کے ساتھ نک سک سا تیار شہزادوں کی سی آن بان شان لیے پندرہ سالہ ارقم تھا جو دلچسپی سے وہاں کی ہر چیز کو دیکھ رہا تھا۔

دو منٹ گزرے تھے کہ نواز چوہدری ایک ڈری سہمی سی بچی کی انگلی تھامے بیٹھک میں داخل ہوئے تھے۔ پھر بے تحاشا گرمجوشی کے ساتھ آگے بڑھ کر بشارت چودھری سے بغلگیر ہوئے۔

کیسے ہو یار،، اور یہ پیارا سا لڑکا کون ہے ساتھ،، نواز چوہدری نے دلچسپی سے ارقم کی جانب دیکھتے پوچھا۔

نواسا ہے میرا ارقم چوہدری، ارقم سلام کرو نانا جی کو،،

آسلام علیکم،،، بشارت نے کہا تو ارقم نے انتہائی باادب طریقے سے انھیں سلام کیا۔

وعلیکم السلام،، جیتے رہو،،، ایاز چوہدری خوش ہوئے۔

Noor Apps

اور یہ تمھارے ساتھ اتنی پیاری سی گڑیا کون ہے،،،بشارت نے" نواز کے پیچھے دبکی ہوئی مدینہ کی جانب دیکھ کر پوچھا۔

یہ نواسی ہی ہے میری،،نورِ مدینہ یہ بھی نانو کی طرح ہے چلو سلام کرو انھیں،،

نواز نے خود سے تقریباً چمٹی ہوئی گیارہ سالہ مدینہ کو دور ہٹا کر بشارت کے سامنے کرنے کی کوشش کی مگر وہ کپکپاتی۔مزید ان سے لپٹ گئی۔ارقم نے حیرت سے اس ڈرپوک لڑکی کو دیکھا۔

نوازیہ اتناڈر کیوں رہی ہے،،،بشارت نے حیرت سے پوچھا۔

ظلم ہے یار یتیم پر،،بربریت،، میں نے اسی سلسلے میں مدد مانگنے تمھیں یہاں بلایا ہے،،یہ میری دوسری بیوی کی بیٹی میں سے ہے،، پہلی بیوی میں سے میرے دو بیٹے ہیں،، میری ساری جائیداد میری دوسری بیوی کی ہے،،جو اس کے باپ نے اکلوتا ہونے کی وجہ سے اسے دی تھی،، جو کہ میری بیوی کے بعد اس کی بیٹی اور میری بیٹی کے مرنے کے بعد اس معصوم جان کی ہے،،نورِ مدینہ کے ماں باپ تو ایک حادثہ میں گزر گئے،،حالانکہ میرے بے ضمیر بیٹوں کا بلکل کوئی حق نہیں بنتا تھا مگر پھر بھی میری بیوی نے انسانیت کے

تحت جائیداد میں سے اچھاخاصا حصہ انھیں بھی دیا مگر لالچی انسان کا پیٹ کنوئیں کی طرح ہوتا ہے یا غلیظ دلدل کی طرح جو بھرتا نہیں،، مجھے پتہ ہے اب میرے بیٹوں کی نظر اس کی جائیداد پر ہے،،، وہ بے تحاشا لالچی اور بے ضمیر واقع ہوئے ہیں،، پتہ نہیں کون سی کمی رہ گئی میری تربیت میں،، میری بیوی نے احتیاطاً ابھی سے بیٹی کا سارا حصہ اس کے نام لگا دیا،، اسی لئے وہ اس پر مظالم ڈھاتے ہیں کہ جتنا اسے دبا سکیں دبا لیں،، ممانیاں بات بے بات پیٹ دیتی ہیں، اور یہ سب میری یا بیگم کی غیر موجودگی میں ہوتا ہے،، وہ اسے ڈراتے دھمکاتے ہیں تا کہ وقت پڑنے پر اس سے ساری جائیداد ہتھیالیں،، بالا ہی بالا مجھے معلوم پڑا کہ دونوں اس

تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح میری غیر موجودگی میں
اس معصوم کا نکاح اپنے درندہ صفت بیٹوں میں سے کسی ایک سے
کروادیں،،وہ نواسے تو میرے ہی ہیں مگر بہت بد ذات اور بد کردار
ہیں،،اس معصوم پر بھی نظر رکھی ہوئی ہے،،بیمار رہنے لگا ہوں
یار،،مجھے معلوم ہے ادھر میری آنکھیں بند ہوں گی اور ادھر وہ
درندے حیوان اس معصوم کو نوچ کھائیں گے،،مرنے سے پہلے
میں اسے کسی محفوظ ہاتھوں میں سونپنا چاہتا ہوں،،،بشارت خدا
کے لیے میری مدد کرو،،

نواز کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ جب کہ بشارت چودھری نے افسوس سے سر ہلایا۔ آخر انسانوں میں سے انسانیت کہاں جا سوئی تھی۔

تم بتاؤ نواز میں تمھارے لیے کیا کر سکتا ہوں حکم کرو،،،

بشارت نے اس کے ہاتھ تھام کر عاجزی سے کہا تھا۔

تم بشارت،، تم اس کا نکاح اپنے اس نواسے سے کروا دو،،، یہ کم از کم ان درندوں سے محفوظ ہو جائے گی،، یہ نکاح ہم رجسٹرڈ کروا

Noor Apps

دیں گے،، نکاح پہ نکاح ممکن نہیں ہو گا تو وہ کچھ نہیں کر پائیں گے،،، اور یوں مدینہ بھی محفوظ ہو جائے گی،، مجھے تم پر بھروسہ ہے،، تمھاری تربیت پر بھی،، بچے کی آنکھ سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ کس مزاج کس فطرت کا ہے،، مجھے بھی اندازہ ہو گیا ہے،،

نواز نے عاجزانہ انداز میں کہا تھا۔ ارقم بیٹھک سے باہر گلی میں کھڑا دلچسپی سے جوہڑ میں تیری بطخوں کو دیکھ رہا تھا۔

بشارت چوہدری کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

نواز چوہدری پھر نیک کام میں دیر کیسی،، یہ نکاح آج ہی ہو گا،، لیکن یوں کرو کہ وہ جائیداد اپنے بیٹوں کے منہ پر دے مارو،، تاکہ

میری بہو کو پھر کسی قسم کا کوئی نقصان نا ہو یار،، ویسے بھی میرے پاس دولت بیشمار ہے،، ہمیں صرف بچی سے مطلب ہے،،

ایسے کیسے کر دوں یار،، ظالم کو ڈھیل دینے سے ان کی ہمت اور بڑھ جائے گی،، وہ تو یہ بھی لینے کے بعد کہیں کہ اب ہم نے بچی کا خون بھی پینا ہے تو کیا میں دے دوں گے انھیں،، ویسے بھی ایک یتیم کا حق میں انھیں کیوں دوں،،۔ ظالم کا ساتھ دینے والا یا چپ چاپ ظلم برداشت کرنے والا خود بھی ایک بہت بڑا ظالم ہوتا ہے،، اسی لئے میں ظالموں میں شامل نہیں ہونا چاہتا یار،،،

ایاز چوہدری جھنجھلا کر بے بسی سے بولے تھے۔

بشارت نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔وہ بیٹھک میں سے ہی نورِ مدینہ کو لے کر چپکے سے بشارت چودھری کی گاڑی میں ان کے ساتھ نکلے تھے۔

وہ کچھ ہی گھنٹوں میں شہر میرج رجسٹرار آفس آئے تھے۔بشارت چودھری نے گواہان کے طور پر کافی اثر رسوخ والے بندوں کو بلایا تھا۔

ارقم ان کی بات سن کر حیران ہوا تھا۔ اسے کافی سمجھ بوجھ تو تھی۔ اس دبو سی ڈرپوک لڑکی کو دیکھ کر احتجاج کرنا چاہے۔ مگر بشارت چودھری کی غیر معمولی سنجیدگی دیکھ احتراما خاموش ہی رہا۔

پھر گھنٹے بھر کی کاغزی کاروائی کے بعد نور مدینہ کا نکاح ارقم چوہدری سے کر دیا گیا تھا۔ وہ جو نواز چوہدری کی گود میں دبکی ہوئی تھی۔ جو کہتے گئے وہ وہ کرتی گئی۔ ان کے سینے سے منہ نکالتی تو کچھ دیکھتی اور سمجھتی بوجھتی کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ نکاح ہو چکا تھا۔ نواز اور بشارت ایک دوسرے سے پھر بغلگیر ہوئے۔

بہت بہت مبارک ہو یار،، بشارت نے دوست سے کہا۔ وہ ضروری کام نمٹا کر پھر واپس آئے تھے۔ ارقم کو اپنے ڈرائیور کے ساتھ ابھی گھر بھیج دیا تھا کہ نواز چوہدری نہیں چاہتے تھے کہ ابھی وہ چھوٹا سا بچہ ان کے بدنیت بیٹوں کی نظر میں آئے۔

نواز چوہدری کی جان میں جان آئی تھی۔ وہ واپس آئے تو بیٹھک میں جانے کی بجائے۔ نواز چوہدری ان کو حویلی کے اندر ہی لے آئے تھے۔

نسیم بیگم کو بلاؤ،، اور سب کو کہو چوہدری جی نے بلایا ہے،،،

نواز چوہدری نے ملازمہ کو کہا تھا۔ وہ سر ہلاتی اندر راہداریوں میں گم ہو گئی۔

کچھ ہی دیر میں نسیم بیگم اندر آئیں۔ اب مدینہ نواز چوہدری کی گود سے اتر کر نسیم بیگم سے چپک گئی تھی۔

خیریت ہے ناں چوہدری جی،،، نسیم بیگم دہل گئیں تھیں۔ ساتھ ان کے دوست کو اندر بیٹھے دیکھ پریشان ہو گئیں۔

سب خیریت ہی ہے چوہدرانی،،، بلکہ ابھی ہی تو خیریت ہوئی ہے،،

وہ مسرور سی مسکراہٹ کے ساتھ بولے تھے۔ اتنے میں ہی جمیل (نواز کا بڑا بیٹا) عمران (چھوٹا بیٹا) اور ان کی بیویاں صغراں اور ہاجرا گردن میں سریا فٹ کیے اندر آئے۔ ناسلام نادعا سچ کہتے ہیں بد خصلت انسانوں کی پہچان ان کے اعمال سے ہی ہو جاتی ہے۔

وہ آکر ٹھسے سے نواز چوہدری کے سامنے صوفوں پر بیٹھ چکے تھے۔

کیا بات ہے ابا جی،، جمیل نے ہی پوچھنے کی زحمت گوارہ کی تھی۔

نواز نے انھیں نظر انداز کیا۔

چوہدرانی، آج میں نے نورِ مدینہ کے لیے ایک فیصلہ لیا تھا،، بلکہ اس پر عمل بھی کر دیا ہے،، یہ میرے دوست بشارت چوہدری ہیں،، میں نے نورِ مدینہ کا نکاح ان کے نواسے ارقم چوہدری سے کر دیا ہے،، ابھی وہ نابالغ ہے،، زرا سی بالغ ہوئی تو میں رہوں نا رہوں، یہ مدینہ کو لینے آئیں گے تو تم بلا جھجھک ان کے ساتھ مدینہ کو بھیج دینا،،،

نواز چوہدری کے ایک ایک لفظ پر نسیم بیگم کے چہرے پر سکون دوڑ گیا تھا۔

جبکہ سامنے بیٹھے جمیل، عمران، صغراں اور ہاجرا کے چہروں پر سیاہی بھری تاریکی سی پھیل گئی تھی۔

Noor_Apps

ایسے کیسے آپ اکیلے فیصلہ کر سکتے ہیں جب میں نے بول دیا تھا کہ

اس کی شادی یا تو میرے بیٹے انور یا عمران کے بیٹے اسلم سے ہو گی تو

ایسے کیسے آپ لڑکی کو کسی بھی راہ چلتے اٹھائی گیرے کے حوالے

کر سکتے ہیں،،،

جمیل انتہائی بد تمیزی سے چلایا تھا۔بشارت چوہدری کا چہرہ ہتک

کے احساس سے سرخ پڑا۔

تمیز کے دائرے میں رہ کر بات کرو میاں،،اور زبان کو لگام دو،،

وزیر اعلیٰ بشارت چودھری کا نام نہیں سنا تم نے جو یوں اچھل رہے

ہو،،زیادہ بکواس کی تو ایسے پاتال میں اتاروں گا کہ جہاں سے نم و نشان بھی نہیں ملے گا کسی کو،،،،

بشارت چوہدری دھاڑے تھے۔

اور ان چاروں کی اکڑ اور اابال جھاگ کی طرح بیٹھ گیا جو کب سے یہ سوچ رہے تھے کہ اس بڈھے کو کہاں دیکھا ہے اب پتہ چلا ٹی وی میں دیکھا ہو گا۔

میرا بیٹا اسلم پسند کرتا ہے نور کو،، میں یہ نکاح نہیں مانتا ابھی بچی نابالغ ہے بڑی ہو کر خود اپنا فیصلہ کرے گی،، ہم کہیں نہیں جانے دیں گے اس کو،،،

عمران پھر بھی بھونکا تھا۔

اچھا اور تم کون ہوتے ہو یہ فیصلہ کرنے والے جبکہ آج وہ پوری طرح میرے نواسے کی ملکیت ہے،،، اس سے زیادہ اس بچی پر کسی کا حق نہیں،، وہ اب بشارت چودھری کے گھر کی بہو اور چوہدری خاندان کی عزت ہے،، نواز کسی نے میلی نگاہ سے اسے دیکھا بھی تو بوٹی بوٹی کر کے اپنے کتوں کو کھلا دوں گا،،

میں جا رہوں نواز،، میرے خفیہ گارڈز ہر وقت بچی کی نگرانی کریں گے،، اب اس کے بعد میری بہو کو زرا سی بھی کھروچ آئی تو اپنے گارڈز کو حکم دوں گا اسے وہیں بھون کر رکھ دے،، باقی کورٹ کچہری تو میری جیب میں پڑی ہے،،،

بشارت چوہدری ان درندوں کو اچھی طرح اپنی طاقت باور کرواتا نواز چوہدری سے ہاتھ ملاتا اٹھا تھا۔ جو تشکر کر کے احساس سے چور اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کیونکہ جمیل عمران اور ان کی بیویاں بکتی جھکتیں وہاں سے دفع ہو گئیں تھیں۔

بہت شکریہ یار،، مجھے امید ہے کہ اب یہ شیطان اپنی شیطانی چالوں سے باز رہیں گے،،

نواز ان کے گلے لگا۔

بہت شکریہ بھائی صاحب اب کہیں جا کر میری جان میں جان آئی،، نسیم بیگم نے بھی سکھ کا سانس لیا تھا۔وہ بھی دن رات نواسی

Noor_Apps

کو گھٹ گھٹ کر جیتے دیکھ پریشان رہتی تھیں۔اب کہیں جا کر سکون آیا تھا۔

بشارت چوہدری انھیں تسلیاں دے کر رخصت ہو گئے تھے۔

حویلی میں اس دن خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

کیا یہ خاموشی کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ تو نہیں تھی یقیناً ایسا ہی کچھ تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤
❤❤❤❤❤❤❤

Noor Apps

آیت دھیمے قدموں سے یونی میں داخل ہوئی تھی۔ کل سے ہی دھیان کے تمام دھاگے امید میں الجھے ہوئے تھے۔ کیا ایک شوہر بھی اتنا بے رحم اور سفاک ہو سکتا ہے۔ وہ پوری بات جاننا چاہتی تھی۔ مگر امید نے اتنی سی بات بتا کر پھر چپ سادھ لی تھی۔

وہ غائب دماغی سے نگاہیں نیچی کیے آگے بڑھ رہی تھی۔ جب برآمدے میں داخل ہوتے ہوئے سر بری طرح پلر سے ٹکرانے والا تھا۔ تبھی اس کا سر ایک نرم سی چیز سے ٹکرایا تھا۔ وہ جو کوئی

بھی تھا تیزی سے آگے بڑھ کر پلر پر ہاتھ رکھ کر اس کے سر پر
چوٹ لگنے سے بچا چکا تھا۔

آیت نے شرمندہ ہو کر چونک کر سر اوپر اٹھایا مگر اپنے سامنے اسی
دن والے شخص کو دیکھ کر اپنی جگہ پر ٹھٹھک گئی۔وہ آج بھی ہر
طرح سے اپنی سحر طاری کرتی شخصیت سمیت اپنی امارت سے
دوسروں کو بھرپور مرعوب کرتا اس کے سامنے تھا۔

مرزا احمد اثیر نے اسے بغور دیکھا جو آج پھر سر تا پا ہلکے گلابی رنگ
کے لباس میں ہم رنگ حجاب میں اس کے سامنے تھی۔ہاتھ اور

چہرا دکھائی دیا جو کپڑوں کے ساتھ کافی میل کھا رہا تھا اور وہ گھبرا کر اب اپنا ماتھا رب کر رہی تھی۔

اثیر سمجھ چکا تھا یہ شاید اس کی عادت تھی کہ گھبراہٹ میں اپنا ماتھا رب کیا کرتی ہو گی۔

حیرت سے دیکھا آئبرو پر بنا وہ چھوٹا سا تل اس کے ظلم کا شکار ہوا تھا اور سرخ پڑ گیا تھا۔

یقیناً آج بھی وہ اسے فولو کر رہا تھا۔ کبھی اس تک اتنی جلدی پہنچا تھا۔ آیت نے ایک نظر اسے دیکھا اور دھیمی سی آواز میں شکریہ بولتی اپنی کلاس میں چلی گئی۔

مرزا احمد اثیر بھی اسی کلاس کی جانب آیا۔ یونی میں سینکڑوں لڑکیاں اسی کی جانب متوجہ ہوئیں تھیں۔ اور اس سے بات چیت کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس کے ماتھے کے بلوں نے کسی کو اس سے زیادہ فری ہونے نہیں دیا تھا۔

Noor-Apps

کلاس میں آیت آکر اپنے مخصوص ڈیسک پر بیٹھی تھی۔وہ بھی کلاس میں داخل ہوا تھا اور ٹھیک آیت کے بلکل پیچھے والے ڈیسک پر بیٹھ گیا۔حالانکہ آیت وہاں بیٹھتی تھی جہاں اس کے آس پاس لڑکیاں ہی بیٹھتی تھیں۔آیت کلس کر رہ گئی۔لیکچر کے دوران بھی وہ اپنی کمر جلتی سلگتی محسوس کر رہی تھی۔اور اب اس بات سے بری طرح جھنجھلا رہی تھی کیونکہ وہ لیکچر پر فوکس نہیں کر پا رہی تھی۔

Noor Apps

لیکچر جونہی مکمل ہوا۔سب سے پہلے آیت ہی جھنجھلا کر اٹھی تھی وہاں سے۔اس کے پیچھے بیٹھے مرزا احمد اثیر کے لبوں پر پر اسرار سی مسکراہٹ رینگ گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤
❤❤❤❤❤❤❤

اتوار کا دن تھا۔کالج میں ٹیسٹس کے بعد آج کافی دنوں کے بعد ریسٹ ملا تھا۔وہ اچھی سی نیند لے کر اٹھی تھی۔بستر سے نکلی۔ فریش ہو کر باہر آئی تو پورے گھر میں الو بول رہے تھے۔امید کو

Noor_Apps

حیرت ہوئی۔ تعجب سے تائی امی اور چندا اور تارا کے کمروں میں بھی جھانک کر دیکھا۔

مگر وہ اپنے کمروں میں موجود ہی نہیں تھیں۔

دل میں ایک کمینی سی خوشی محسوس ہوئی۔ وہ گنگناتی کچن میں چلی آئی۔

Noor_Apps

افففففف،، کیا سکون تھا۔ کیا آزادی تھی۔ کیا خاموشی تھی۔ رگ و پے میں سکون سا اترا تو امید خوشگوار سے موڈ میں اپنے لئے ناشتہ بنانے لگی۔

کئی سالوں سے تو جیسے اپنے ہی گھر میں غلامی کی زندگی جی رہی تھی۔ یہ زندگی گھٹن زدہ اور دوسروں کی مرضی کے مطابق ہی تو تھی۔

ملک افضل حسین کی دو اولادیں تھیں۔ بڑا وجاہت حسین اور چھوٹا اکمل حسین۔ کوئی بیٹی نہیں تھی۔

ملک افضل حسین جتنے سلجھے ہوئے تھے ان کا بڑا بیٹا وجاہت غلط سنگت میں پڑ کر اتنا ہی باغی و خود سر ہو چکا تھا۔ بہت ہی زیادہ منہ پھٹ بد تمیز اور غلط عادات کا شکار تھا۔

روز کی تکرار اور تو تو میں میں گھر میں رہنے لگی۔ گھر کا ماحول آئے دن خراب ہونے لگا۔ تب افضل حسین نے تنگ آکر وجاہت کو گھر سے نکال دیا۔ اب ان کا واحد سہارا اکمل حسین تھا جو کہ انتہائی نیک سیرت اور فرمانبردار ثابت ہوا تھا۔

وجاہت حسین اپنی زندگی کی مستیوں میں گم ہو گیا۔ افضل حسین اس کی خیر خبر رکھتے تھے۔ مگر حد تو تب پار ہوئی جب وجاہت حسین نے ایک گانا گانے والی سے شادی کر لی۔

شدید طیش و غصّے میں افضل حسین نے وجاہت کو اپنی تمام جائیداد سے عاق کر دیا۔ باقاعدہ اعلان بھی کیا اور قانونی طور پر بھی اپنی ساری جائیداد اکمل حسین کے نام لکھ دی۔

دن گزرتے رہے دن مہینوں اور مہینے سالوں میں گزر گئے۔۔

وجاہت حسین کے حالات اپنی عیاشیوں کی وجہ سے دن بدن

خراب ہوتے چلے گئے۔ پھر ایک دن اچانک ہوئے ہارٹ اٹیک سے وہ انتقال کر گئے۔

تب کوثر بیگم کی گود میں ان کے تین بچے تھے۔ سب سے بڑا بیٹا ارزانش پندرہ سال کا ہو چکا تھا۔ اس سے چھوٹی چندا اور تارا بارہ بارہ سال کی جڑواں بہنیں تھیں۔

وہ بچوں کو لے کر افضل حسین کے گھر آن پہنچیں جنھوں نے انھیں قبول کرنے سے انکار کیا تو کوثر نے بہت شور مچایا۔

اپنے سمیت بچوں کو بھی ادھر ہی زندگی جلا دینے کی دھمکی دی۔

اور باقاعدہ اپنے اور بچوں کے اوپر مٹی کا تیل تک چھڑک لیا۔

کیونکہ اکمل حسین کے پاس بس ایک بیٹی امید تھی تو پوتے کی شکل

دیکھ کر افضل حسین پسیج گئے اور انھیں گھر میں جگہ دے دی۔

ابھی کچھ وقت گزرا تھا کہ افضل حسین، اکمل اور ان کی بیوی

حادثاتی طور پر انتقال کر گئے۔

دس سالہ امید کے لیے وہ دن قیامت صغریٰ کی طرح برپا ہوا تھا۔

Noor_Aps

اور اس دن کے بعد سے اس کی زندگی سنگلاخ چٹانوں پر چلنے جتنی مشکل ترین ہو گئی۔ تائی امی کے تو رنگ ڈھنگ ہی بدل گئے۔ ننھی سی جان کو پورا پورا دن الجھائے رکھتیں۔ پڑھائی بھی رشتے داروں کے لحاظ سے اس کی بادل نخواستہ جاری رکھی تھی۔ نہیں تو پڑھائی چھڑوا کر اسے نوکرانی بنانے کا فل پروگرام تھا۔

گھر میں نوکرانیاں بھی تھیں مگر کوثر بیگم کو ننھی سی جان کو ڈرا دھمکا کر اور کام کروا کر جانے کونسا سرور آتا تھا۔ وہ اپنے جانے کونسے

جزبے کی تسکین کرتیں تھیں۔ معمولی سی غلطی پر اکثر تو ہاتھ بھی صاف کر دیتی تھیں۔

شہر کے مین بازار میں دس دکانیں تھیں۔ جن کا کرایہ ہر مہینے بینک میں جمع ہوتا۔ ہر مہینے بینک سے مینجر آتا اور تائی امی اس کا انگوٹھا لگوا کر اسے اپنے کمرے میں روانہ کر دیتیں۔

اپنے بچے اعلی سے اعلی سکول میں پڑھائے۔ مجبورا اسے بھی اسی سکول میں پڑھانا پڑا۔ ارزانش جب اٹھارہ کا ہوا تو اسے اعلی تعلیم کے لیے لندن بھیج دیا۔ جبکہ چندا اور تارا ادھر ہی پڑھتی رہیں مگر

ایف اے سے زیادہ نہیں پڑھ سکیں۔ کہ انھیں پڑھنے لکھنے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ بلکہ فیل ہی ہوتیں رہیں۔

سالہا سال یہی سلسلہ چلتا رہا۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر وہ بے عزت ہوتی اور مار کھاتی رہی۔ مگر پھر اس نے عقل و شعور کی سیڑھی پر قدم رکھا۔ تب اسے ہر بات سمجھ آنے لگی۔ یہ بھی کہ اس کے سائن کے بغیر تائی کو ایک پھوٹی کوڑی نہیں ملے گی۔ وہ میٹرک میں تھی تب جب ہر بات سمجھ آنے لگی۔

Noor Apps

اس نے بغاوت شروع کر دی۔ اس دن تائی کو سانپ سونگھ گیا جب تائی اسے مارنے کو لپکی۔ اور اس نے بول دیا کہ خبر دار مجھے ہاتھ لگایا۔ سائن نہیں کروں گی اور اب اگر ہاتھ اٹھایا تو آپ کو ایک پھوٹی کوڑی نہیں ملے گی۔

پھر جب تائی نے اپنا ہاتھ واپس کھینچا تو اسے بے حد خوشی ہوئی۔ اب اکثر وہ ان کی ان باتوں سے انحراف کرنے لگی جہاں وہ اس سے زیادتی یا ناانصافی کرنے کی کوشش کرتیں۔

Noor Apps

جبکہ اگر وہ سیدھے سبھاؤ اس سے کوئی کام کرنے کو بولتیں تو وہ کر دیا کرتی تھی۔

اتنے سالوں میں تائی نے اپنے بچوں کے دل و دماغ میں اس کے لیے کوٹ کوٹ کر نفرت ہی بھری تھی۔ کہ چندا اور تارا اس کو منہ تک نہیں لگاتیں تھیں۔ حالانکہ شکل و صورت میں جتنا حسن امید کے پاس تھا وہ دونوں تو اس کے آس پاس کی بھی نہیں تھی۔ مگر ماں کی وجہ سے انھیں اپنے اوپر کافی گھمنڈ تھا۔

وہ آدھی دوپہر تک خالی گھر میں بولائی بولائی پھرتی رہی۔ کوثر بیگم کی پاٹ دار آواز نہیں گونج رہی تھی۔ جسے وہ کوئل کی آواز بول

کر انھیں چھیڑ دیا کرتی تھی اور حسبِ معمول وہ آگ بگولہ ہو اٹھتیں۔تب امید کو ان کی شکل دیکھ کر بہت ہنسی آتی۔

واٹ،،،،امید تم اپنی کوئل عرف کو ابرڈ (تائی امی) کو اور ان کبوتریوں کو مس کر رہی ہو۔

امید کو اپنی کیفیت پر ہنسی آئی تھی۔

وہ کچن میں بیٹھی دوپہر کے لیے بنائے ہلکے پھلکے سینڈوچ سے انصاف کررہی تھی۔ جب ملازمہ پورے گھر کا کام نمٹا کر کچن میں آئی تھی۔

امید بی بی یہ کوثر بیگم نے مینیو دیا ہے جو کہ آج آپ کو شام کی چائے میں لوازمات بنانے ہیں،، چندا بی بی کو دیکھنے کچھ لوگ آ رہے ہیں،، میں نے کہا میں بنالوں گی تو بولیں نہیں تمھارے ہاتھ میں ذائقہ نہیں امید سے بولنا وہ بنائے گی،،،

Noor Apps

ملازمہ نے جلدی سے بات مکمل کر کے ڈرتے ڈرتے اسے دیکھا کہ اب وہ بھڑکے گی۔ مگر ملازمہ پر تو شادی مرگ جیسی کیفیت طاری ہو گئی۔

ملازمہ کی بات سن کر وہ مسکرائی تھی۔ گردن میں سریا آ گیا۔ مطلب کے دشمن بھی اس کے ہاتھ کے ذائقوں کے متعارف تھے۔

بوریت تو ویسے بھی ہو ہی رہی تھی۔ اس نے چٹ پکڑی۔ پکوڑے، رول شامی کباب کی لسٹ تھی باقی سامان بیکری سے منگوانا تھا۔

Noor Apps

وہ کمر کس کر تیاری کرنے لگی۔ کچھ ہی دیر میں تینوں ماں بیٹی شاپنگ بیگز سے لدی پھدی گھر میں داخل ہوئیں تھیں۔ چندا کی سکن کافی لشکارے مار رہی تھی۔ مطلب وہ لوگ صبح سے شاپنگ کے بعد پارلر گئیں ہوئیں تھیں۔

امید کو کچن میں کام کرتے دیکھ کوثر بیگم نے سکھ کا سانس لیا تھا۔ وہ کچن میں ہی چلیں آئیں اور کچن کے ٹیبل پر ہی سامان رکھ کر اس پر تبصرے کرنے لگیں تھیں۔

شاید موڈ کچھ زیادہ ہی خوشگوار تھا تبھی اس کے سامنے ہی چیزیں نکال نکال کر دیکھ رہیں تھیں۔ کیونکہ یہ لوگ جا کر لڑکے کو پسند کر آئے تھے اور لڑکے والوں کے ساتھ اچھی خاصی شناسائی بھی ہو گئی تھی اسی لیے امید روشن تھی کہ رشتہ پکا ہو جائے گا۔

امید کے دل میں ایک ہوک سی اٹھی۔ کاش کہ تائی امی اسے بھی بیٹی نا سہی بیٹی جیسا ہی سمجھ لیتیں تو زندگی آج کتنی خوشگوار ہوتی۔

مگر

کچھ حسرتیں ہمیشہ نا تمام ہی رہتی ہیں۔

اے سن بی بی،، جب مہمان آئیں گے تو خود کو اپنے کمرے میں بند کر لینا،، میں نہیں چاہتی یہاں کوئی تماشہ ہو،،

تائی نے کر ختگی سے کہا تو اس کے رول بناتے ہاتھ تھم سے گئے۔

جنھیں تھمتے دیکھ کوثر بیگم نے مزید بات جاری رکھی۔

یہ صرف تجھے ہی نہیں بول رہی میں یہ تارا بھی اپنے کمرے میں رہے گی،، میں بہانہ بنا دوں گی کہ لڑکی کی بہنیں ٹیوشن سنٹر گئیں ہیں ضروری ٹیسٹ کی وجہ سے،،،

تائی نے فورا پینترا بدلا۔

امید نے ایک سرد سی آہ بھری۔ اور پھر سے اپنی کام کی جانب متوجہ ہو گئی۔ تائی امی نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد ملازمہ نے مہمانوں کے آنے کی اطلاع دی۔ امید چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی آئی۔ اب اس کی بلا سے ماں بیٹیاں جو مرضی کرتی پھریں۔

وہ سکون سے آ کر اپنی پڑھائی میں مگن ہوئی تھی۔ مگر سکون کہاں؟

کچھ ہی دیر میں چندا بی بی ٹک ٹک کرتی آکر اس کے سر پر سوار ہوئی۔

آکر ٹرالی ارینج کرو مجھ سے نہیں ہو رہی،،وہ امید کے سر پر سوار ہوئی۔

نہیں میں نہیں آؤں گی تم خود جا کر کر لو،،ویسے بھی تائی امی نے مجھے منع کیا باہر آنے سے،،

Noor_Apps

رائیلی،،،امید پہلے تم بڑاامی کا ہر حکم مانتی ہو جواب اٹیٹیوڈ دکھا رہی ہو،، آکرارینج کروڑالی،، مجھ سے نہیں ہورہی،،،

وہ رعب بھی جماگئ تھی۔اور لہجہ ملتجی بھی تھا۔

جاکر خود کرلو یار،، میرادماغ مت کھاؤ،، جاؤ،،، امید جھنجھلائی۔

نہیں تم آؤ،،، چنداس کے سر پر سوار رہی تو مجبوراًاسے اٹھنا ہی پڑا۔وہ پیر پٹختی اس کے ساتھ کچن میں آئی۔

جلدی سے ارینج کر دو،، چیزیں اتنی ساری ہیں مجھ سے توٹرالی میں جگہ ہی مینج نہیں ہو رہی،،

وہ اپنے پھوہڑپن کی داستان بڑے فخر سے امید کو بتا رہی تھی۔

امید نے افسوس سے سر ہلایا اور کافی سلیقے سے ٹرالی سجائی۔

ابھی وہ یہ کام مکمل کر ہی رہی تھی جب چندا کی مستقبل قریب میں ہونے والی نند نمرہ ٹک ٹک کرتی کچن کی جانب چلی آئی۔ مگر وہاں امید کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رک کر رکی۔

Noor-Apps

یہ کون ہے چندا،،،،

وہ تجسس کے مارے پوچھ بیٹھی اور جو اس دن سے چندا کو چندا بھابھی چندا بھابھی لگار کھا تھا اب امید کو دیکھ کر بس چندا بولنے پر اکتفا کیا تو چندا جز بز ہو کر رہ گئی۔

یہ میری چھوٹی بہن ہے،، چچا کی بیٹی،،،

چندا نے مریل سی آواز میں کہا۔ امید دہل کر رہ گئی۔ چندا کی نند کے سلام کا جواب دیا اور فورا اپنے کمرے میں جانے لگی۔

ارے کدھر جا رہیں ہیں آپ،، ہم مہمانوں سے تو مل لیں،،،

نمرہ نے اس کا بازو تقریباً دبوچا۔

نہیں،، کل کو میرا ٹیسٹ ہے مجھے تیاری کرنی ہے،،،وہ رکھائی سے بولی اور ہاتھ چھڑا کر اپنے کمرے میں چلی گئ۔

دیکھا کتنی گھمنڈی اور نک چڑھی ہے،، تبھی ہم اس کا تعارف کسی سے نہیں کراتے،،،

Noor_Apps

چندا نے بودی سی وجہ پیش کی۔ نمرہ پھیکا سا مسکرائی اور واپس لاؤنج میں چلی گئی۔ وہ کیا جانتی نہیں تھی کہ ایسے مواقعوں پر کسی یتیم اور بے سہارا پر کس نوعیت کا دباؤ ڈالا جاتا ہے۔؟

خوشگوار ماحول میں چائے ناشتے سے انصاف ہوا۔ مگر یہ خوشگواریت اس وقت تک قائم رہی جب تک کہ وہ خواتین اپنے گھر نہیں چلیں گئیں۔

گھر پہنچتے ہی ان کا چندا کے لیے انکار اور امید کے لیے رشتے کا فون آچکا تھا۔ ایک طوفان تھا جو اپنے ساتھ اس گھر میں آیا تھا۔ اور کوثر بیگم نے امید کو اس کی چٹیا کھینچنے کے لیے لاؤنج میں بلایا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤
❤❤❤❤❤❤❤

آج پورا ایک ماہ ہو چکا تھا۔ آیت کے صبر کا پیمانہ بس چھلکنے ہی والا تھا۔ وہ ایک ماہ سے اسے اگنور کر رہی تھی۔ مگر وہ اس کا جیسے سایہ

Noor_Apps

بناہوا تھا۔ وہ جہاں جاتی احمد اثیر بوتل کے جن کی طرح حاضر ہو جاتا۔

یونیورسٹی کی سینکڑوں لڑکیاں اس کے پیچھے پیچھے اور وہ دل و جاں سے آیت فاطمہ کا تعاقب کیا کرتا تھا۔ اب تو اس کے اس عجیب بی ہیوپر یونی میں طرح طرح کی سرگوشیاں رنگ برنگی باتیں سرکولیٹ کرنے لگیں تھیں۔

Noor Apps

آیت اس کی ان ٹین ایج والی حرکتوں سے تنگ آچکی تھی۔ آج بھی وہ کلاس سے نکلی تھی۔ تیز قدموں سے دوسری کلاس کی جانب جارہی تھی جب وہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

آیت جھٹکے سے پیچھے مڑی تھی۔

ہیے،،،،یو،،، مسٹر ایکس وائی زی،، کیا مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ،، پرابلم کیا ہے آخر آپ کی،، کیوں فالو کر رہے ہیں مجھے اتنے دن سے،، کوئی پرابلم ہے تو بتاتے کیوں نہیں،،،

آیت جو بہت دنوں سے اسے اگنور کر رہی تھی اس کے اس قدر عجیب و غریب بہیویر آج پھٹ ہی پڑی۔

سنا ہے میں مسلمان نہیں ہوں،، یورپ میں تھا تو اس غلط فہمی میں جی رہا تھا کہ میں مسلمان ہوں،، مگر یہاں پاکستان آکر پتا چلا کہ 1973c کے آئین کے ایکٹ پاکستان پینل کوڈ سیکسشن 298 کے تحت میں اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں بول سکتا،، bاور 298 میں اذان نہیں دے سکتا،، اپنے آپ کو مسلمان بھی نہیں بول سکتا،، اپنے مذہب کو اسلام نہیں بول سکتا،، اپنے مذہب کی دعوت نہیں دے سکتا،،، ہاؤسٹر ینج،،، تو میں اس بارے میں نالج حاصل کرنا چاہتا تھا،، دیٹس وائی،،،؟

احمد اثیر کندھے اچکاتا بلو جینز، لائٹ یلو ٹی شرٹ کے اوپر بلو لیدر جیکٹ میں اب اپنی سنہری آنکھیں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ آیت نے اس کی سنہری آنکھوں میں ایک مرتبہ دیکھا۔ وہ ایک مرتد اور گمراہ انسان تھا۔

مگر وہ تو صاحب علم تھی۔ صاحب عقل اور شاید صاحب فہم بھی۔ اسی لئے

وہ جانتی تھی وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اس کی آنکھوں میں صاف صاف لکھا ہوا تھا کہ اس کا ایسا کوئی نیک ارادہ یا نیت نہیں۔۔

مگر یہ سامنے وہ گمراہ شخص کب کھڑا تھا یہ تو آیت کے لیے ایک اور آزمائش تھی۔ اسے اب جانتے بوجھتے کہ سامنے والا حسب معمول کسی مقصد کے تحت یہاں آیا ہے اسے بھی اب راہ راست پر لانے کو آیت کو ایڑھی چوٹی کا زور لگانا پڑے گا۔ جس میں اسے اپنا ہنڈرڈ پرسنٹ دینا تھا۔

چلیں میرے ساتھ،،، آیت نے کہا۔ وہ اس کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ ایک کلاس روم میں جا کر رکی تھی۔ جہاں پر تین سے چار پہلے بھی سٹوڈنٹ بیٹھے تھے۔

Noor_Apps

بیٹھئیے،،، آیت نے کہا تو وہ پہلی رو میں ایک چئیر پر بیٹھ گیا۔

آیت ڈائس پر کھڑی ہوئی اور اپنے بیگ میں سے ایک نوٹ بک اور پین نکالا۔

آیت نے گلا کھنکار کر تعوز اور تسمیہ کی تلاوت کی تھی۔

آج جس حدیث مبارک کی مفصل تفسیر بیان کرو۔گی وہ یہ ہے

وَعَنْ

Noor Apps

ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيُّ اللَّهِ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ،،

Noor Apps

عربی کا لب ولہجہ اس قدر میٹھا تھا کہ کلاس میں پن ڈراپ سائلنس چھائی ہوئی تھی۔ وہ بار بار پہلو بدل رہا تھا۔ جب آیت نے حدیث کا ترجمہ بیان کیا۔

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب میری امت میں (ایک دوسرے سے لڑائی کے لیے) تلوار مسلط کر دی جائے گی تو وہ روز قیامت تک اس سے نہیں اٹھائی جائے گی، اور قیامت قائم نہیں ہو گی حتیٰ کہ میری امت کے قبائل مشرکین سے جاملیں گے اور حتیٰ کہ میری امت کے قبائل بتوں کی پوجا کریں گے، اور میری امت میں تیس کذاب ہوں گے اور وہ سب دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ کا نبی ہے، جبکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر

ہو گا، وہ غالب رہیں گے ان کا مخالف ان کا کوئی نقصان نہیں کر سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے۔"، رواہ ابو داؤد۔

Mishkat ul Masabeeh#5406

Status: صحیح

آیت وقفے وقفے سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ جیسے جیسے حدیث پڑھ رہی ہے پھر جب ترجمہ بیان کیا سامنے والے کی روشن پیشانی پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہو رہے ہیں۔

Noor_Apps

ابھی وہ تفسیر کا آغاز کرتی کہ وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا۔

آیت نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

ایکسکیوز می،،، ضروری کام یاد آگیا،، اس نے کہتے کچھ سننے کی توفیق بھی نہیں کی تھی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

جاری ہے۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

#عشقِ_خاتم ❤️❤️❤️❤️

مصنفہ #واحبہ_فاطمہ

قسط 3

امید کو پتہ تھا اب اس کی شامت آئے گی۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتی لاؤنج میں آئی تھی۔ جہاں کوثر بیگم شعلے لپکتی آنکھیں لیے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہیں تھیں۔

Noor Apps

جی تائی امی،،، آپ نے بلایا مجھے کوئی خاص بات،،، امید نے اپنا لہجہ حتی الامکان دھیما رکھنے کی کوشش کی۔

لو جی،، پیٹھ میں چھرا گھونپ کر پوچھتی ہے کوئی خاص بات،، ارے میں پوچھتی ہوں جب میں نے منع کیا تھا، اتنے پیار سے کہا تھا کہ اپنے کمرے سے مت نکلنا تو تمھیں آخر ضرورت ہی کیا تھی اپنے کمرے سے باہر آنے کی،، اور مہمانوں کو اپنی خوبصورتی دکھانے کی،، دکھائے بغیر گزارا نہیں ہوا تمھارا،، لیکن میں یہ کیوں بھول رہی ہوں ارے تمھیں تو بچپن سے میری بات کی نفی کرنے کا شوق ہے،، تو کر لیا پورا شوق،، بن گئی غاصب،،

تائی امی اپنے منہ سے شعلے اگل رہیں تھیں اور امید نے ایک شعلہ بار نگاہ چندا پر ڈالی جس نے یقیناً اپنے پھوہڑ پن کی داستان صاف چھپا کر سارا ملبہ اس کے سر پر گرا دیا ہو گا۔ وہ کافی اطمینان سے کھڑی تھی اور امید کا دل کیا اس کا منہ نوچ لے۔

تم تو ہو ہی غاصب،، تم نے میرے بچوں کا حق کھایا اور اب میری بچیوں کے نصیب بھی کھانا چاہتی ہو،، جیسے تمھارے ماں باپ غاصب تھے میرے شوہر کا حق کھا گئے،، کیا قبروں میں لے کر گئے،، نہیں ناں،، بھگت رہے ہوں گے اپنا کیا،، اور،،،،،،

منہ سنبھال کر بات کیجئے تائی امی،،،

کوثر بیگم نے اس کی دکھتی رگ پر وہاں پاؤں رکھا تھا جہاں اسے درد بھی ہوا اور محسوس بھی ہوا تھا۔بات جب مرے ہوئے ماں باپ پر آئی تو امید کا کلیجہ منہ کو آگیا تھا۔

جو کہنا ہے مجھے کہیں تائی امی،، مگر خدا کے لیے مرے ہوؤں کو تو بخش دیں یہ دیکھیں میرے جڑے ہاتھ،،

امید نے ان کے سامنے غصے سے ہاتھ جوڑے۔

سب سے پہلی بات تو انسان اپنے اعمال سے اپنی دینی یا دنیاوی

دولت کماتا اور بناتا ہے،، دادا جی نے یہ سب کچھ بابا کے نام کیوں

کیا مجھے نہیں پتا نا مجھے یہ جاننے میں کوئی دلچسپی ہے،، اور رہی بات

میرے غاصب ہونے کی تو چندا آپی سے پوچھیں،، جن سے ٹرالی

سیٹ نہیں ہو رہی تھی،، جنھوں نے مجھے ٹرالی سیٹ کرنے کے

لیے زبردستی وہاں بلایا تھا،، میں تو جا بھی نہیں رہی تھی کچن میں،،،

وہ ابھی اونچی آواز میں بولی تھی۔

امی یہ جھوٹ بول رہی ہے میں نے نہیں بلایا تھا اسے،،،،چندا نے اطمینان سے جواب دیا۔

دیکھا تم جھوٹ بول رہی ہو،،،اور اب اپنی گھٹیا کرتوت چھپانے کو میری بیٹی پر الزام لگا رہی ہو،،، کوثر بیگم پھنکار کر بولیں تھیں۔

امید کا دل کیا اپنے بال یا ان جھوٹی خواتین کا منہ نوچ ڈالے یا کیا کیا کر بیٹھے۔

جھوٹ چندا آپی بول رہی ہیں تائی امی،، اور مجھ پر الزام لگانے سے بہتر ہے میری ٹوہ میں لگے رہنے سے بہتر تھا کہ آپ اپنی بچیوں کی

پرورش پر زیادہ توجہ دیتی تو آج چندہ آپی کو اپنے پھوہڑ پن کی وجہ سے ریجیکشن برداشت نا کرنی پڑتی،،، یقین نہیں آتا تو فون لگا کر ان کی نا ہونے والی اس چیپ سی نند سے پوچھ لیں کہ جب وہ کچن میں آئی تھی تو میں ٹرالی سیٹ کر رہی تھی،، جھوٹی یہ ہیں میں نہیں،،

امید دھواں دھواں چہرہ لئے اب اونچی آواز میں جواب دے رہی تھی جب لاونج میں داخل ہوئی بھاری بوٹوں کی آواز سن کر وہ خاموش ہو گئی۔

بلکل سامنے وہ شاندار مغرور سا شہزادہ برسوں بعد آج اس گھر میں قدم رکھے ہوئے تھا۔ مگر یہاں کی گرما گرم صورت حال دیکھ ایک ہاتھ سے لگیج تھامے ایک ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے سنجیدگی سے دروازے پر کھڑا سرخ چہرہ لیے سب سن رہا تھا۔

جو ابھی اس نے اس لڑکی کے منہ سے اپنی ماں اور بہنوں کے لیے سنا تھا وہ کافی انسلٹنگ تھا۔ کچھ اس کا حقارت میں ڈوبا ہتک آمیز لہجہ۔

ارزانش وجاہت خان نے اس کو بغور دیکھا۔

امید کی نگاہوں کے تعاقب میں کوثر بیگم نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اور ایک چیخ سی مار کر بیٹے سے لپٹ گئیں۔

بھائی،،

چندا اور تارا بھی اس کی جانب لپکیں تھیں۔

کوثر بیگم پھپھک کر رو پڑیں۔ چٹاچٹ گھبرو جوان بیٹے کا منہ چوم ڈالا۔

Noor - Apps

ارزانش تم کب آئے بتایا نہیں،،؟ کوثر بیگم نے آنسو پونچھتے اس سے پوچھا۔

سرپرائز دینے کے چکر میں تھا مگر یہاں تو خود سرپرائز رہ گیا،،

اس نے ایک جانچتی سی گہری نظر امید پر ڈالی۔ وہ جو ہونق سی بنی کھڑی تھی بغیر سلام دعا کیے ہی وہاں سے نکل آئی۔

ارزانش کے ماتھے پر بلوں کا جال سا تھا۔ اس نے اس کی پیٹھ کو گھورا۔

امید آکر اپنے کمرے میں بند ہوئی تھی۔

یہ جن کہاں سے ٹپک پڑا،، وہ جھنجھلائی۔

تین آفتیں کیا کم تھیں جو سر پر سوار تھیں۔ ایک اور مخالف فرد کا اضافہ ہو چکا تھا۔

Noor_Apps

آیت اپنے کمرے میں سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی انہماک سے اپنے نوٹس تیار کر رہی تھی۔ جب بابا ہلکا سا دروازہ نوک کر کے اندر داخل ہوئے۔

کیا خوب رشتہ تھا ان دونوں دادا پوتی کا بھی۔ ماں بیٹی جیسا۔ آیت کی ماں اسے جنم دیتے وقت ہی اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔

ساری زندگی حاجی فرید نے بڑے جاہ جلال اور آباواجداد کی پے پناہی دولت کے نشے میں چور ہو کر گزار دی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے انھیں نیکی کی ہدایت دی اور انھوں نے صراطِ مستقیم پر چلنے کی ٹھان لی۔ تو حسب معمول اپنی سگی اولاد ہی مخالف ہو گئی۔

دو بیٹے اور ایک بیٹی میں سے صرف آیت کے بابا نے ان کا ساتھ دیا چھوٹے بیٹے اور بیٹی نے تو یوں منہ پھیر کر مخالفت کی کہ انھیں عدالتوں تک گھسیٹ لیا۔

حاجی فرید نے ان کا حصہ ان کے منہ پر دے مارا۔ وہ دونوں بہن بھائی اپنا سب کچھ سمیٹ کر بیرون ملک جا بسے۔ حاجی فرید نے ان سے اپنا ہر تعلق توڑ لیا۔

پھر آیت کے پاپا کے ساتھ ملکر اپنے، اپنی بیگم کے اور آیت کے پاپا کے حصے میں سے عشق خاتم کی بنیاد رکھی۔

Noor Apps

حاجی فرید اور آیت کے بابا یامین دونوں نے آیت کو ملکر پالا تھا۔ پھر جب آیت میٹرک پارٹ ون میں تھی تو یامین اچانک ہوئے ہارٹ اٹیک سے دار فانی کوچ کر گئے۔

تب بھری پڑی دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بعد آیت اور حاجی فرید کا ایک دوسرے کے سوا کوئی نہیں تھا۔ حاجی فرید کی کل کائنات آیت فاطمہ ہی تھی۔

انھوں نے اپنا ذاتی گھر کو چھوڑ کر عشق خاتم میں ہی بنے اپارٹمنٹس میں سے ایک اپارٹمنٹ میں رہنے کو ترجیح دی تھی۔ اور اب وہ اور

آیت فاطمہ دکھی انسانیت کی خدمت کرتے اور ساتھ اپنے اصل سے بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو اصل دین سکھاتے تھے۔

حاجی فرید آیت کے قریب آئے۔

آپ آئے بابا مجھے بلا لیا ہوتا،، آیت فاطمہ انھیں دیکھ کر مسکرائی۔ حاجی فرید نے اسے غور سے دیکھا اور سٹڈی ٹیبل کے پاس پڑے صوفے پر براجمان ہوئے۔

کوئی خاص بات بابا،، آیت کو عجیب لگا۔

Noor - Apps

آیت رات مجھے ایک خواب آیا،، حاجی فرید نے مسکراتے ہوئے اسے کہا۔

وہ کیا بابا،، آیت کو اب تجسس ہوا تھا وہ پوری طرح بابا کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

یہ کہ تم چھوٹی سی میرا ہاتھ پکڑ کر بلکل سیدھے اور پھولوں سے بھرے راستے پر چل رہی ہو،، پھر اچانک تم نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور تم خار دار اور پتھروں بھرے راستے کی جانب چل دیں،،

Noor Apps

بابانے مسکراتے ہوئے اسے خواب سنایا۔ آیت کو ان کے خواب سے تشویش ہوئی۔

یہ کیسا خواب تھابابا،،،وہ متفکر تھی۔

کوئی آزمائش ہو سکتی ہے،،،

اچھا چھوڑو اس خواب کو،، کوئی نیا سٹوڈنٹ ملا تمھیں؟ بابانے یونہی مبہم ساپوچھا۔ اور بات خوش اسلوبی سے گھمادی۔

Noor Apps

جی بابا،، بصائر احمد نام ہے اس کا یورپ سے آیا ہے،، مگر مجھے معلوم ہے اسے کسی نے بھیجا ہے،،وہ جسا خود کو ظاہر کر رہا ہے ویسا ہے نہیں،،وہ کسی مقصد کے تحت یہاں آیا ہے،،اس کی آنکھوں سے مجھے عجیب سی بے چینی ہوتی ہے بابا،،

آیت جو کہ اپنی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات انھیں بتایا کرتی تھی اب بھی بصائر کے بارے میں انھیں تفصیل بتانے لگی۔

بابا۔ غور سے سنتے رہے۔

امید کیسی ہے اب،،

کافی بہتر ہے بابا،،اب کھانا خود سے کھانے لگی ہے،،زبردستی نہیں کرنی پڑتی،،اور مدینہ اور مجھ سے کچھ بات چیت بھی کرنے لگی۔

اور مدینہ وہ کیسی ہے،،،؟

Noor - Apps

اپنی ریجیکشن کو اس نے اپنی آنا کا ضد کا مسئلہ بنالیا ہے،، جنونی سی

ہو گئی ہے،، عجیب جنون سوار ہے سر پر،، جس سے محبت کرتی ہے

اسے ہی اپنے سامنے جھکانا چاہتی ہے،، کافی عجیب،،

آیت نے بابا کی طرف دیکھا تو وہ گہرا مسکرا رہے تھے۔

آپ مسکرا کیوں رہے ہیں بابا،، آیت نے اپنی بکس سمیٹتے حیرت

سے پوچھا۔

Noor Apps

یہ عشق بھی عاشق سے کیا کیا تماشے کرواتا ہے، کبھی سولی پر لٹکنے کو کہتا ہے،، کبھی آگ میں کود جاتا ہے،، کبھی خود کو اجاڑ تا ہے امید بن کر کبھی خود کو سنوارتا ہے نورِ مدینہ بن کر،، اب دیکھیں وہ ایک خاردار راہ منتخب کرنے والے سے کیا کیا کروائے گا،،

وہ مبہم سا بولے۔

میں آپ کی بات سمجھی نہیں بابا،، آیت نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھتے کہا۔

کچھ نہیں آؤرات کا کھانا کھاتے ہیں،، مینا نے بہت اچھی پلاؤ بنائی

ہے،،

وہ کہتے کمرے سے باہر نکل گئے۔

دستر خوان پر کھانا لگایا تھا۔ آج مدینہ زبردستی امید کو بھی باہر کھینچ

لائی تھی۔

کیسی ہو امید،،، آیت نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے ڈائننگ چئیر پر

بٹھایا۔

ٹھیک ہوں،، آپ کیسی ہیں،،وہ سادگی سے پوچھنے لگی۔

میں بھی ٹھیک،، خاموشی سے ڈنر کیا گیا۔ وہ سب آپس میں چھوٹی چھوٹی باتیں کرنے لگے۔

مدینہ جلد کھانے کی ٹیبل سے اٹھ گئی۔

مدینہ بری بات یار کھانا تو سہی طرح سے کھالو،، آیت نے اسے ٹوکا۔

Noor_Apps

نہیں آپی،، مجھے پڑھنا ہے،،، وہ چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ آیت کو اس کی فکر ہوئی۔ وہ اپنے جنون میں اپنی صحت برباد کر رہی تھی۔

کھانا کھا کر وہ امید کو لیے لان میں چلی آئی۔

اس کے اور اس کے بے بی کے لیے ہلکی پھلکی چہل قدمی کافی ضروری تھی تبھی اب وہ اس کا ہاتھ تھامے اسے چہل قدمی کروا رہی تھی۔

Noor - Apps

آپی میں تھک گئی،،، کچھ ہی دیر بعد اس کی ہمت نے جواب دے دیا۔

اوکے ٹھیک ہے چلو اندر،، آیت اسے اندر اپنے روم میں لے آئی۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️
❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

Noor_Apps

اگلا دن تھا وہ نیلے لباس میں یونی کے لیے تیار ہو کر رکشے میں یونی کے لیے نکلی تھی۔

اسے محسوس ہوا تھا جیسے ایک سفید رنگ کی کرولا اس کے رکشے کا مسلسل تعاقب کر رہی ہے۔

یونی کے گیٹ کے باہر وہ رکشے سے اتری۔ وہ سفید کرولا یونی سے آگے گزر گئی۔

وہ آہستگی سے چلتی اندر آئی جہاں وہ شاید اس کے استقبال کو ہی کھڑا تھا۔

Noor Apps

آج کیمل کلر کے ٹو پیس پر بلیک ٹائی لگائے وہ سنہری آنکھوں اور اپنے سنہرے بالوں میں معمول کے مطابق انتہائی شاندار لگ رہا تھا۔

احمد اثیر جو کہ اپنی آئیڈنٹٹی بدل کر اب بصائر بن چکا تھا سامنے سے آتی اس نازک اندام لڑکی کو غور سے دیکھا۔

وہ نیلی فراک نیلے پاجامے میں پنک حجاب اور نیلے دوپٹے بغیر میک اپ یا کسی آرائش میں بھی اس قدر دلکش اور حسین لگ رہی تھی کہ ایک مرتبہ تو بصائر بھی پورا کا پورا اہل چکا تھا۔

اپنے رات کے الفاظ اپنے ہی کانوں میں گونجے جو اس نے مرزا ہاشم کے سامنے کہے تھے۔

ڈیڈ مجھے لگتا ہے وہ بلیک میجیشن ہے،، کوئی بلیک میجک کرتی ہو گی لوگوں پر،، کیونکہ جب وہ لیکچر دے رہی تھی تو مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میرا کوئی گلا گھونٹ رہا ہے،، اتنا دم گھٹتا محسوس ہوا تھا مجھے،، سب سے پہلے میں چوبیس گھنٹے اس پر نظر رکھ کر یہ پتا کرواؤں گا کہ وہ کس قسم کا بلیک میجک کرتی ہو گی،،

بصائر اب بھی سحر زدہ مبہوت سا اسے دیکھے گیا۔ وہ چاہتے ہوئے بھی اس ساحرہ پر سے اپنی نگاہیں نہیں ہٹا پا رہا تھا۔

آیت نے اسے دیکھ کر سرد سی سانس کھینچی۔

اسلام و علیکم،،، قریب سے گزرتے آیت نے اسے سلام کیا۔

ہائے،،، اس نے جواباً کہا مگر یہ جواب آیت کو بلکل پسند نہیں آیا تھا تبھی ماتھے پر بل آئے۔ اور بصائر نے اس کے ماتھے پر بڑی شان سے بنے اس مغرور سے تل کو بھی جیسے اکڑتے دیکھا۔

Noor Apps

میں نے آپ پر سلامتی بھیجی تو جوابا آپ کو بھی مجھ پر سلامتی بھیجی چاہیے تھی مسٹر بصائر،،

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کو ٹوک گئی۔ اور اپنی کلاس کی جانب بڑھنے لگی۔

وعلیکم السلام،، ائم سوری،،

بصائر نے خود کو کہتے سن تھا۔ اسے خود پر حیرت تھی کہ وہ جو کوئی مرتا مرجاتا کسی سے سوری نہیں بولتا تھا آج اسے اتنی جلدی اور آسانی سے کیسے سوری بول گیا تھا۔

اٹس اوکے،،وہ چلتے چلتے جھنجھلا کر بولی۔کیونکہ وہ پھر اس کے پیچھے آرہا تھا۔

آج کا لیکچر کس وقت ہو گا،،ایکچوئلی اس دن میں کسی بہت ضروری کام کی وجہ سے اٹھ کر چلا گیا وہ ادھورا رہ گیا،،

اسی لیکچر کے بعد ایک فری پیریڈ ہے اس میں ہو گا،،آیت بول کر کلاس میں داخل ہو گئی تھی۔

وہ جو کب کا فرانس سے ایم بی اے کر کے اپنے بزنس کو تین سال سے ایک نیا چہرہ دے کر آسمان کی بلندیوں پر پہنچا چکا تھا اسے اس چھوٹے سے ایم اے اسلامیات کے لیکچر میں کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ اسے تو بس اس نیلے آنچل میں دلچسپی تھی۔ وہ جو تیزی سے نوٹ بک پر لیکچر کے اہم پوائنٹ لکھنے میں مصروف تھی۔

لیکچر ختم ہونے کے بعد آیت اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور جلدی سے آڈیٹوریم کی جانب بڑھی جہاں آج کچھ سٹوڈنٹس اس کا انتظار کر رہے تھے۔

بصائر اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ اور اب آیت اس کا یوں تعاقب کرنے سے پوری طرح اس سے بیزار ہو چکی تھی۔

وہ تیزی سے چل رہی تھی جب آڈیٹوریم کی سیڑھیاں چڑھتے آیت کا پاؤں بری طرح پھسلا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ سر کے بل پہلی سیڑھی پر گرتی بصائر نے تیزی اور مہارت سے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کر اسے گرنے سے بچایا تھا۔

بصائر نے جھٹکے سے اسے سیدھا کیا وہ جو ابھی اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائی تھی اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔

یوں ایک نامحرم اور غیر مرد کا خود پر لمس جیسے اسے بچھو کی طرح ڈنک مار گیا تھا۔ آیت جھٹکے سے اس سے دور ہوئی تھی۔

ہاؤ ڈئیر یو،، آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی،،

وہ چلائی تھی۔ آنکھوں میں سرخی اور نمی ہلکورے لینے لگی تھی۔ چہرہ طیش و اشتعال سے سرخ پڑ گیا۔

آپ سر کے بل گرنے والی تھیں محترمہ مر بھی سکتی تھیں،، میرا خیال میں نے جان بچائی ہے آپ کی،،

بصائر کی کشادہ پیشانی پر بلوں کا جال آیا تھا۔ اس نے ہاتھ باندھ کر سنجیدگی سے اس دیکھتے کہا۔ جو بس رو نہیں رہی تھی مگر شکل سے یوں لگتا تھا جیسے ابھی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے گی۔

مرنے والی تھی تو مر جاتی،، مگر آپ نے مجھے کیوں ہاتھ لگایا یا کیوں چھوا،، وہ چیخ کر بولی تھی۔ اس کا لمس جانے کیسا کراہیت بھرا تھا کہ جس سے آیت کو گھن سی محسوس ہوئی تھی۔

Noor - Apps

ہاؤڈ سکسٹنگ یو آر،،، کیا چھونا چھونا لگا رکھی ہے،، آپ کو ایسے کیوں لگ رہا ہے جیسے میں جان بوجھ کر آپ کو ٹچ کرنا چاہتا ہوں،، ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ میرے قریب آنے کو آپ نے گرنے کا ڈرامہ کیا ہو،،،

وہ جو اس کی مسلسل انسلٹ کر رہی تھی اس بگڑے رئیس زادے نواب صاحب کو کہاں برداشت ہوئی تھی یہ بات سوجو منہ میں آیا اس کو نیچا دکھانے کو بک دیا۔

آیت جسے زندگی میں پہلی مرتبہ کسی نے اتنے غلیظ لفظ کہے تھے
پہلے تو بے یقینی سے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھے گئی۔

شٹ اپ،، یو جسٹ شٹ اپ،،،

آخر جو کب کی برداشت کر رہی تھی پھوٹ پھوٹ کر روتی وہاں
سے نکلی تھی۔

اور آج سٹوڈنٹس پہلی مرتبہ وہ جو بہت زیادہ تحمل مزاج تھی اسے
یوں روتا دیکھ رہے تھے۔

Noor_Apps

اووووو ششششٹٹٹٹ،،،،،بصائر سر پر ہاتھ مارتا اس کے پیچھے بھاگا۔

آیت،،،ائم سوری،،

وہ اتنی تیز تھی کہ اس کے پکارنے پر بھی نہیں رکی۔اور گیٹ کراس کر کے فورا رکشہ میں بیٹھ گئی۔

بصائر واپس آیا تھا اور سیڑھیوں پر گرے اس کے پین،نوٹس نوٹ بکس اٹھائیں۔اسے اپنی بے وقوفی پر جی بھر کر غصہ آیا۔

Noor Apps

آدھی رات کا وقت تھا۔ بصائر آج اپنے فارم ہاؤس آیا تھا۔ اپنے محل نما فارم ہاؤس کے لگژری سے بیڈ روم میں بھی آج نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

کروٹ بدل بدل کر وہ اکتا چکا تھا۔ پھر اٹھا۔ الماری سے خاص مشروب کی بوتل نکالی اور ٹیبل پر رکھی۔

ٹیبل کے پاس پڑے صوفے پر بیٹھ کر سگریٹ لبوں میں دبا کر سلگائی اور لائٹر کا شعلہ مسلسل جلا کر اس شعلے کو گھورے گیا۔

ایسی ہی آیک تن بدن کو سلگاتی آگ اس کے اندر بھی تو بھڑکی ہوئی تھی۔

آج دن میں جو ہوا۔ وہ نا قابلِ فراموش تھا۔ مرزا اشیر عرف بصائر کا کسی لڑکی کو چھونا بصائر کے لیے کتنی نارمل بات تھی۔ مگر وہ پاگل لڑکی اس کے لمس کو خود پر محسوس کرنے سے بہتر موت کو ترجیح دے رہی تھی۔

Noor Apps

وہ موم کی طرح نرم تھی۔اس کا لمس اب تک بصائر کو اپنے
ہاتھوں بازوؤں، اور سینے پر محسوس ہو رہا تھا۔اس کی خوشبو
سانسوں سے جدا نہیں ہو پا رہی تھی۔

پہلے تو جو بھی ہوا نادانستگی میں ہوا۔
مگر اب وہ دانستہ اسے واقعی چھونا چاہتا تھا۔ابھی تک تو اس نے اس
کا چہرا ہاتھ اور پاؤں دیکھے تھے۔وہ اسے اب بے حجاب دیکھنا چاہتا
تھا۔عجیب و غریب خواہشات دل میں انگڑائیاں لے کر بیدار
ہونے لگی۔اس کے لمس نے بصائر کے پورے جسم میں کانٹے سے
اگا دیئے تھے۔

بہت عجیب کیفیت تھی۔ اس کا بہت خاص الخاص ملازم اور پی اے نوید جو سایہ بنا اس کے ساتھ رہتا تھا اسے برف کا باؤل دے کر گیا۔ وہ اب گلاس میں وہ مشروب بنائے گھونٹ گھونٹ اسے اپنے اندر انڈیل رہا تھا۔

مگر وہ جو چاہتا تھا اسے سکون آ جائے۔ اندر کی آگ پر جیسے کسی نے مزید پیٹرول گرا کر اسے ہوا دیتے بھڑکا دیا تھا۔

آدھی بوتل پینے کے بعد بھی نا اسے چڑھ رہی تھی نا سکون آ رہا تھا۔ کافی دیر صوفے کی پشت پر سر رکھ کر اپنا ماتھا مسلنے لگا۔

Noor_Apps

پھر اپنی کیفیت سے تنگ آکر ایک مخصوص نمبر ڈائل کیا۔

یہ وہ نمبر تھا جہاں سے اس کا بڑا بھائی شیر از اپنے لیے خاص قسم کی تفریح کا سامان منگوایا کرتا تھا۔

کبھی کوئی دوستوں کی محفل جمتی تو خاص محفل کے لیے خاص مال۔

بے حد حسین اور نازک۔ شیر از نے اسے یہ نمبر دیا تھا کہ کبھی اپنی کسی گرل فرینڈز کی کمی محسوس ہو تو اس نمبر پر رابطہ کر لیا کرے۔

انٹرٹینمنٹ کا سامان خود چل کر پاس آجائے گا۔

فون دوسری بیل پر رسیو کر لیا گیا تھا۔

زہے نصیب،، زہے نصیب،، ہمارے بھاگ جاگے آج مرزا اشیر صاحب نے خود ہمیں یاد کیا،،

اس کے تعارف کروانے اور شیراز کا حوالہ دینے سے سامنے والی خوشامدی لہجہ میں بولی تھی۔

سنو بائی میں اپنا آدمی بھیج رہا ہوں،، رقم تمھاری مرضی کی،، مال میری مرضی کا،، مجھے کوئی ایسی چاہیے جسے کسی نے چھونا تو دور کی بات دیکھا تم نا ہو،، بلکل ان ٹچ،، اگر ایسی کوئی ہے تو ٹھیک نہیں تو مجھے استعمال ہوئی چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی،،

وہ اطمینان سے بولا تھا۔

ارے واہ کیا چوائس ہے،، اور کیا نصیب ہے،، دو ہفتے پہلے ہی کوٹھے پر نیا مال آیا ہے،، بلکل آپ کی پسند کے مطابق،، بس ابھی آداب سکھائے ہیں ناڈانس کے لیے پیش کیا نا کسی کی آغوش میں گئی ہے،، آپ آدمی بھیج دیں،، اور ساتھ پانچ لاکھ روپے ایڈوانس بھی،، پانچ لاکھ صبح لڑکی کی واپسی پر،، آپ کو خوش کرنے کے بعد،،،

Noor Apps

بائی نے کہا تو بصائر نے فون رکھ دیا اور انٹر کام سے نوید کو ضروری ہدایات دے کر مطلوبہ پتے پر بھیجا۔

تقریباً گھنٹے بعد اسے پورچ میں اپنی گاڑی رکتی سنائی دی تھی۔

بصائر نے ایک سرد سی آہ بھری۔ اور لال انگارا آنکھیں دروازے پر گاڑھ دیں۔

اسے لگا جو وہ آئے گی کیونکہ نئی نئی کوٹھے پر لائی گئی ہے تو ڈری سہمی اور عام سے گھریلو حلیے میں ہو گی۔

مگر دروازا کھول کر جو اندر آئی تھی وہ چھوٹے سے بلاوز اور ٹراؤزر میں نیم برہنہ سی اس کے سامنے تھی۔ کمر پر ڈوریاں باندھ کر سینے پہ اٹکے برائے نام سے بلاوز کو سہارا دینے کی کوشش کی گئی تھی پیچھے سے ساری کمر عریاں تھی۔ صاف رنگت، تیز میک اپ،، سٹائلش ساہئر سٹائل،، پہلی بار کی جھجک تو تھی مگر آنکھوں میں شرم حیا بلکل نہیں تھی۔

وہ اندر آئی اور ہاتھ ماتھے پر لے جاکر اسے آداب کیا۔ بصائر نے سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ وہ آکر اس کی گود میں کسی پکے پھل کی طرح گری تھی۔ اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے۔

بائی نے کہا آج رات کے لیے آپ میرے مر دہیں،، اور میں آپ کی بہت خاص مہمان،،، شرمانا جھجھکنا بلکل نہیں،، بلکہ جو جو آپ بولیں گے مجھے کرنا ہو گا،، آپ کو خوش کرنا ہے مجھے،، تو اب بتائیں کیا خدمت کروں آپ کی،،

وہ نزاکت سے اٹھلا کر بولی اور اپنے لال رنگ میں رنگے ہونٹ اس کے ہونٹوں کے قریب لائی۔

بصائر نے عجیب انداز سے اسے غور سے دیکھا۔

کچھ نہیں فی الحال تو مجھ سے دور ہٹو اور میرے لیے ایک گلاس بناؤ،،

بصائر جھنجھلا کر بولا تھا۔

وہ دور ہٹی اور گلاس میں وہ مشروب تیار کرنے لگی۔ جسم کا ایک ایک انگ نمایاں ہو رہا تھا۔ بصائر نے نظر ہٹالی۔

وہ جانے کیا چاہتا تھا۔

تمھارا نام کیا ہے،،؟ بصائر نے اکتائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

Noor Apps

میرا نام گل بدن ہے،،،

اصلی نام بتاؤ کوٹھے والا نہیں،،

اصلی تو گل رعنا تھا،، کوٹھے پر آکر گل بدن ہو گیا،،وہ بھی اعتماد سے اس کے ہر سوال کا جواب دے رہی تھی۔

کوٹھے پر کیسے پہنچی،،،؟بصائر ٹائم پاس کرنے کو اس سے پوچھنے لگا۔ اسے زرا بھی اس گوشت کے ڈھیر میں دلچسپی محسوس نہیں ہو رہی تھی بلکہ اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو چکا تھا۔

ہمارا خاندانی پیشہ ہے،،ہماری مائیں دعائیں مانگ مانگ کر بیٹیاں پیدا کرتی ہیں ان کو بیچنے کے لیے،،بچا بچا کر رکھتی ہیں تاکہ وقت پڑنے پر بھاری قیمت وصول کر سکیں،،

وہ تلخی سے مسکرائی تھی۔بصائر نے سرد سی آہ بھری۔

اس نے نازک گلاس میں مشروب بنا کر خود قریب آ کر گلاس بصائر کے لبوں سے لگایا تھا۔بصائر نے سکون سے وہ مشروب پی لیا۔

اب وہ بصائر کی گردن پر جا بجا اپنے پنکھڑیوں جیسے لب رکھنے لگی تھی۔ بصائر نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔

مگر حیرت انگیز طور پر وہ بصائر کے دل و دماغ میں کوئی جزبات نہیں جگا پا رہی تھی۔

بصائر نے اس کی کمر کو کافی مرتبہ چھو کر دیکھا اس کو سینے سے لگایا مگر اس کے جسم و جاں کو جس لمس سے حاصل ہونے والے سکون کی تلاش تھی

Noor_Apps

وہ تو اسے کیا ہی ملنا تھا؟

ٹھینگا بٹہ زیرو۔

الٹا اسے عجیب وومٹ کا احساس ہوا تھا بصائر نے اسے خود سے دور کر دیا۔

دور ہٹو،،،وہ سختی سے بولا تھا۔

کیا ہوا؟ گل بدن حیران تھی۔

کچھ نہیں،، جاؤ یہاں سے،،

Noor Apps

نہیں بلکل نہیں،، بائی مجھے زندہ جلادے گی اگر آپ نے میری کوئی شکایت کی اس سے تو،، آپ مجھے بتائیں،، آپ جیسے کہیں گے میں ویسے ہی کروں گی،،

گل بدن کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں۔

بصائر نے انٹر کام پر نوید کو اندر بلایا۔وہ جھجھکتا اندر داخل ہوا۔

یس سر،،،

بصائر نے گل بدن کی جانب دیکھا۔" جاؤ اور میرے اس خاص بہت ہی خاص غلام کو آج خوش کر دو،، صبح تمھیں باقی کی رقم بھی ادا کر دی جائے گی"بصائر نے اطمینان سے کہا۔

گل بدن نے سکھ کا سانس لیا اسے مالک یا غلام سے کیا دلچسپی تھی اسے تو اپنی باقی کی رقم سے دلچسپی تھی جو صبح ہر قیمت پر اسے لے جا کر بائی کو دینی تھی۔ وہ فوراً نوید کا بازو تھام گئی۔
جبکہ اس انوکھے حکم پر نوید بھونچکا سا اپنے کھسکے ہوئے مالک کو دیکھنے لگا۔

مگر سر،،، نوید منمنایا۔

گل بدن جاؤ اسے لے جاؤ،، وہ دانت پیس کر بولا تو گل بدن نوید کو زبردستی گھسیٹ کر اس کے کمرے میں لے گئی۔ نوید کے کمرے میں آکر گل بدن نے دروازا لاک کیا تھا۔ جبکہ نوید کی شکل دیکھ کر وہ زور زور سے قہقہے لگانے لگی۔

نوید ہونق سا اسے دیکھے گیا جو شاید مالک سے نوکر کے کمرے میں آ کر صدمے سے پاگل ہو گئی تھی۔ مگر اچانک جب گل بدن نے اس کو اس کی سنگل مسہری پر دکھا دیا اور اس کے اوپر خود گری تو بھلا کون کافر ہو گا جو ایسے نوخیز حسن میں خود کو گم نہیں کرے گا۔

Noor Apps

ادھر بصائر اپنے گھنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھا تھا۔ بالکونی میں آکر گہرے گہرے سانس بھرے۔ یہ رات بہت عجیب اور بھاری تھی اس پر۔

اس کے اندر اب طیش واشتعال بھرنے لگا تھا۔ اگر تو وہ سچ مچ اس پر جادو ٹونہ کر رہی تھی تو بہت دردناک موت مرنے والی تھی۔

اس کی سوئی لوٹ پھیر کر پھر ایک ہی مرکز پر آکر رکی تھی۔

صبح بصائر کی بہت لیٹ آنکھ کھلی تھی۔وہ جھنجھلا کر اٹھا اور جلدی جلدی میں شاور لے کر فٹافٹ تیار ہوا۔

اسے سمجھ نا آئی اسے جلدی کس بات کی تھی؟؟؟

مگر وہ بریک فاسٹ کیے بغیر تیزی سے اپنی گاڑی بھگا کر یونی پہنچا تھا۔

تیزی سے کلاس میں گیا۔ مگر خالی کلاس منہ چڑھا رہی تھی۔ آڈیٹوریم۔ لیکچر والی کلاس میں وہ کہیں نہیں تھی۔ بصائر کو اس قدر غصّہ آیا کہ وہ اس غصے کو کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا۔

آیت سے لیکچر لینے والے سٹوڈنٹس سے اس کے متعلق پوچھا تو پتہ چلا کہ اس کی ناساز طبیعت کی وجہ سے وہ نہیں آئی تھی۔ پتہ نہیں اس کے سر پر کونسا جنون سوار تھا کہ وہ ان سے اس کا ایڈریس لے چکا تھا۔

یونی سے باہر آکر دھاڑ سے گاڑی کا دروازا کھول کر اس پر سوار ہو کر دروازا یونہی غصے سے بند کیا۔ گاڑی ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔

آدھے گھنٹے کا سفر اس نے بیس منٹ میں طے کیا تھا۔

چند منٹوں بعد وہ عشقِ خاتم کی پر شکوہ عمارت کے باہر تھا۔ وہ رہائشی ایریے کی جانب آیا تھا۔

چوکیدار نے سے روکا۔ مگر اس کے ماتھے کے بل، جاہ جلال اور حلیہ دیکھ وہ بھی گھبر ایا تھا۔

آیت یامین میڈم کا سٹوڈنٹ ہوں، ان سے ضروری کام ہے،، اور مجھے بابا فرید سے بھی ملنا ہے،،

بصائر نے اپنے آنے کی وجہ بتائی اور چوکیدار کی پرواہ کیے بغیر اندر داخل ہو گیا۔

وہاں کافی سارے اپارٹمنٹس تھے۔ گراؤنڈ میں کھیلتے بچوں سے آیت کے اپارٹمنٹ کا پوچھا اور تیزی سے اس جانب بڑھا۔
اپارٹمنٹ کا دروازا ناک کیا تھا۔ اندر سے مینا بر آمد ہوئی تھی۔ اور حیرت واشتعاق سے سر تا پا سامنے کھڑے اس امیر زادے کو ملاحظہ کیا۔

Noor Apps

جی صیب،، کوئی کام تھی آپ کو،،،؟ مینا نے اپنے پٹھانی لہجے میں اردو کی ایسی کی تیسی کی۔

آیت میڈم یہیں ہیں کیا،،؟ بصائر نے پوچھا۔ بے چینی بے سکونی غم و غصہ انگ انگ سے پھوٹ رہا تھا۔

جی ادھر ہی ہے کیوں،،؟

Noor_Apps

مجھے ان سے ملنا ہے ضروری بات کرنی ہے،، میں ان کا سٹوڈنٹ ہوں،، ان سے بولیں بصائر احمد آیا ہے آپ سے ملنے،،

بصائر نے سنجیدگی سے کہا۔

ام کہتا ہے ابھی،، یہ بول کر مینا اندر چلی گئی۔ بصائر نے تیزی سے پاؤں جھلایا۔ مگر وہ شاید اپنے ہوش میں نہیں تھا تبھی بلکل بے اختیار مینا کے پیچھے ہی اپنے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔

Noor-Apps

آیت جسے کل سے تیز بخار تھا۔اس نے بابا کو آکر ساری بات بتادی تھی۔ بابانے کافی تسلیاں دی اسے۔ مگر وہ رورو کر ہلکان ہو چکی تھی۔ اور پھر یہ غم و غصہ بخار کی تمازت کی صورت اندر سے باہر نکلا۔

بابا اسے گھٹیا شخص نے مجھے ایسے بولا کہ میں جان بوجھ کر،،

وہ روئے گئی اور بولتے بولتے اپنے لب اس بات پر بری طرح کچلے۔

بابا اسے کہاں سے اور کیسے لگا کہ میں ایسی ہوں وہ مجھے ایسا سمجھتا ہے"""

وہ پھر سسکی۔

ایک بات تو بتاؤ گڑیا،، بابا مسکرائے تھے وہ بھیگی سرخ آنکھیں لیے ان کی جانب متوجہ ہوئی۔ تمھیں اس کے کچھ کہنے نا کہنے سے یا اس کے تمھارے بارے میں کچھ سوچنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟

Noor Apps

بابا کی بات پر وہ چونکی تھی۔ پھر جی بھر کر شرمندہ ہوئی۔ بھلا کل کے یورپ سے آئے کسی بگڑے امیر زادے کی باتوں سے اسے کیا فرق پڑنے والا تھا۔ پھر وہ ریلکس ہو گئی۔ مگر تب تک طبیعت بگڑ چکی تھی۔

صبح کے اس وقت بھی وہ نڈھال سی اپنے کمرے میں کمفرٹر میں سادہ سے براؤن قمیض اور ٹراؤزر میں دوپٹہ تکیے کے اوپر رکھے آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی۔ بخار کی حدت سے سفید بے داغ چہرا گلابی پڑ چکا تھا۔ مدینہ اس کے پاس بیٹھی اس کا سر دبا رہی تھی۔ جو آج اس کی وجہ سے خود یونی نہیں گئی تھی۔

مینا اندر داخل ہوئی تھی۔

آیت میڈم آپ سے ملنے کوئی آپ کا شاگرد آئی ہے خود کا نام بصائر آحمد بتاتی ہے،،،

مینا نے اس کے سر پر بم پھوڑا۔ آیت کو لگا اس کو سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔ یک دم پوری آنکھیں کھولیں تھیں۔

واٹ،،؟ کون آیا ہے مینا،،،؟

وہ آیت بے بی وہ بصائر احمد بتاتی ہے خود کو،،

مینا نے اب بھی اطمینان سے کہا تھا جب کہ آیت کا اطمینان بھک سے اڑا تھا۔ اور اس سے پہلے وہ کچھ اور سمجھ پاتی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

آیت کا چہرہ لٹھے کی طرح سفید پڑا تھا فوراً اٹھ کر سر پر دوپٹہ اوڑھا۔

وہ تب تک شتر بے مہار اطمینان سے اس کے بیڈ روم میں داخل ہوا تھا۔ آیت نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے سے اب اسے پینٹ کی

پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اطمینان و سکون سے اپنے بیڈ کے قریب آتے دیکھا۔

اسلام و علیکم کیسی ہیں آپ،،

وع،،،،،، ہمممم ہممم،،،(آیت کی آواز بے یقینی کی وجہ سے گلے میں ہی کہیں اٹک گئی تھی)وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ،،،وہ بمشکل ہی بول پائی۔

Noor Apps

وہ اب آیت سے نگاہیں ہٹانے کی زحمت نہیں کر رہا تھا۔ براؤن سوٹ میں حجاب کے بغیر دوپٹے میں وہ مٹھیاں بھینچ کر شاید اپنا طیش واشتعال دبانے کی کوشش کر رہی بخار کی تمازت سے گلابی کتاب چہرہ۔ بصائر کی نگاہیں کبھی اس کی لرزتی پلکوں کی گھنی جھالر میں تو کبھی تکیے پر ناگن کی طرح بل کھاتی اس کی بالوں کی چوٹی میں الجھ رہی تھی۔

مدینہ سامنے کھڑے شخص کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔

جاری ہے۔

Noor_Aps

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️
❤️❤️

❤️❤️❤️❤️❤️

عشقِ_خاتم#

مصنفہ #واحبہ_فاطمہ

قسط4۔۔۔۔

وہ اپنی تمام تر وجاہت اور خوبصورتی سمیت ایک مکمل اجنبی شخص یوں آیت کے بیڈروم میں ہی منہ اٹھا کر چلا آیا تھا اور آیت کو حیرت وصدمہ سے غش پڑنے والا ہو گیا۔

ایکچوئلی کل میری بدتمیزی کی وجہ سے آپ اپ سیٹ ہو گئیں اور اسی وجہ سے شاید آپ کی طبیعت خراب ہو گئی،، مجھے بہت افسوس ہوا،، آئم رئیلی ویری ویری سوری،، میں پوچھنے آیا تھا کہ آپ یونی کب آئیں گی،، ایکچلوئلی مجھے جلد از جلد لیکچر لینے ہیں کیونکہ مجھے اٹلی واپس جانا ہے،،

وہ یوں یہاں شتر بے مہار چلے آنے پر انتہائی بھونڈی سی تاویلیں پیش کر رہا تھا۔

میں بلکل ٹھیک ہوں مسٹر بصائر،، کل یونی آجاؤں گی،، باقی کی بات وہیں پر ہو گی،، اب آپ جاسکتے ہیں یہاں سے،، معزرت کے ساتھ ایک بلکل انجان غیر اور اجنبی انسان کا یوں یہاں چلے آنا بہت آکورڈ فیل ہو رہا ہے،،

آیت نے اپنا لہجہ حتی الامکان نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی۔ مگر انجان، غیر اور اجنبی پر زور دیا تھا اس نے جو سامنے والے نے محسوس بھی کیا۔ اور اب تو اس کی نگاہوں سے بھی الجھن ہونے لگی تھی جو وہ مسلسل اس پر گاڑھے ہوئے تھا۔

Noor Apps

چلا جاؤں گا،، میں دراصل مسٹر فرید سے ملنا چاہتا تھا،، میں اس اور فنیج کے لیے کچھ ڈونیشن بھی دینا چاہتا ہوں،،،

وہ جان بوجھ کر بات سے بات نکال رہا تھا۔ یہ آیت کے ساتھ ساتھ وہاں بیٹھی مدینہ بھی اچھی طرح جان چکی تھی۔ بلکہ مدینہ کو ہنسی آگئی۔ مگر وہ آیت کے ڈر سے دانتوں تلے لب دبا کر اپنی ہنسی پی گئی۔

ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں مسٹر بصائر،، ائم سوری میں آپ کی کوئی مہمان نوازی نہیں کر سکتی یا آپ کو بیٹھنے کا نہیں بول سکتی،،

اب کی بار آیت کا لہجہ زرا تلخ ہوا تھا۔

اوکے اللہ حافظ،،،

وہ کہتا چہرے پر سنجیدگی لیے وہاں سے نکلا تھا۔ تبھی کمرے میں بابا فرید داخل ہوئے تھے۔ بصائر نے ان سے مصافحہ کیا اور تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔

حاجی فرید نے بھی حیرت سے گنگ اس لڑکے کو بغور دیکھا تھا جو سنہری بالوں سنہری آنکھیں اور شاندار مردانہ وجاہت لیے نک سک سا تیار سنجیدہ سا آیت کے کمرے سے نکلا تھا۔

حاجی فرید کمرے میں اندر آئے اور آیت کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

ہی از میڈ،،،ہی اس ٹوٹلی میڈ،،بابا اس کی ہمت دیکھیں اس کی دیدہ دلیری،،یہ سیدھا منہ اٹھا کر میرے بیڈروم میں چلا آیا،،ان بلیوایبل،،،

آیت کا دل کیا اپنے بال نوچ ڈالے۔

تحمل رکھو بچی،،وہ جس ماحول سے آیا ہے وہاں یوں دوسروں کے بیڈروم میں جانا بہت عام سی بات ہے،،

بابا نے اسے سمجھایا مگر وہ آیت کا دماغ اپنی حرکتوں اور اپنی عجیب سی نگاہوں سے بری طرح گھما چکا تھا۔اس کا دماغ یونی جا کر ٹھکانے لگانے کا سوچ کر وہ خاموش ہو گئی۔

کیا کرنے آیا تھا یہ یہاں،،،بابا پوچھ بیٹھے۔

سوری بولنے،،، آیت نے بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔

Noor_Apps

تو تمھیں اس سے اتنا روڈلی بہیو نہیں کرنا چاہیے تھا آیت،،

بابا اس کے اس رویے سے سخت خفا ہوئے جبکہ اب وہ جزبز ہوتی بابا کی ڈانٹ سن رہی تھی۔

Noor Apps

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️
❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

بشارت چوہدری نے پاکیزہ بیگم کو آکر بتایا کہ انھوں نے ارقم کا نکاح اپنے دوست کی نواسی سے کر دیا ہے اور تمام ضروری پیپرز

اور ڈاکومنٹس ان کے حوالے کر دیئے۔بشارت چودھری نے پاکیزہ بیگم کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ وہ رہیں ناں رہیں اگر انھیں کچھ ہو جاتا ہے تو ان کے بعد وہ زمہ داری سے ارقم کی بیوی کو رخصت کروالائیں۔

پاکیزہ بیگم نے وعدہ کر لیا کے وہ یہ زمہ داری ضرور نبھائیں گی۔

ادھر معصوم مدینہ کی ننھی جان کو سکون آیا تھا۔بشارت چودھری کی دھمکی کارگر ثابت ہوئی تھی۔بعد میں عمران اور جمیل یا ان کی بیگمات کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ مدینہ کو کچھ بول سکیں۔یا کوئی ناروا سلوک کر سکیں۔

وقت پر لگا کر اڑ گیا۔ اب مدینہ اٹھارا کی ہو گئی تھی۔ نسیم بیگم اٹھتے بیٹھتے اسے یہ باور کرواتیں کہ وہ ارقم چوہدری کی امانت و ملکیت ہے۔ کئی مرتبہ ایسے مواقع آئے جب انور اور اسلم نے موقع پا کر اس سے بد تمیزی کرنے کی کوشش کی۔ مگر ہر مرتبہ نسیم بیگم اور نواز چوہدری اس کی ڈھال بنتے رہے۔

جب نواز چوہدری عمران اور جمیل سے ان کے بیٹوں کی شکایت کرتے یا غصے ہوتے تو وہ الگ ہی ہنگامہ مچا دیتے تھے۔ انھیں روز

روز کے جھگڑوں اور فساد سے تنگ آکر نواز چوہدری نسیم بیگم اور مدینہ کو لئے اپنی دوسری حویلی میں شفٹ ہو گئے تھے۔

پھر ایک دن یوں ہوا کہ نواز چوہدری ایسے سوئے کہ واپس اٹھنا نصیب نا ہوا۔ ایک قیامت سی تھی جو نسیم بیگم اور مدینہ پر آئی تھی۔ ان کی ڈھال چلی گئی تھی۔ اب تو ان کا خدا ہی حافظ تھا۔۔

خدا کی کرنی کچھ ایسی ہوئی کہ بشارت چوہدری اپنے سیاسی معاملات میں ایسے الجھے کے مڑ کر نواز چوہدری سے بات یا ملاقات کرنے کا وقت ہی نہیں نکال پائے۔ مگر وہ بھولے نہیں تھے نا ارقم کو

بھولنے دیا تھا۔ اٹھتے بیٹھتے اسے یہ باور کرواتے کہ وہ شدہ شدہ ہے اور اسے اس کی بیوی کی زمہ داری اٹھانی ہے۔

پھر چند ماہ بعد ہی ٹی وی میں چلنے والی خبر نے نسیم بیگم اور مدینہ کے سروں پر آسمان گرا یا تھا جب انھیں بشارت چوہدری کی وفات کی خبر سننے کو ملی۔

نواز چوہدری کے گزر جانے کے بعد نسیم بیگم بھی بیمار رہنے لگیں تھیں۔ تبھی وہ مدینہ کو لے کر بشارت چوہدری کے گھر نہیں جا سکیں۔

اس خبر کو سن کر عمران اور جمیل بے تحاشا خوش ہی ہوئے تھے۔ اب انھیں اپنے ناپاک عزائم اور شیطانی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے کسی رکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

بشارت چوہدری کی آخری رسومات کے بعد پاکیزہ بیگم خود مدینہ کو لینے گاؤں آئیں تھیں۔ چونکہ وہاں سے تو نسیم بیگم اور مدینہ دوسری حویلی میں شفٹ کر گئیں تھیں اسی لئے جمیل نے انتہائی مکاری سے انھیں یہ بول دیا کہ آیک حادثے میں مدینہ اور ان کے ماں باپ نواز اور نسیم کی موت ہو گئی ہے۔

پاکیزہ بیگم کے لیے یہ بات انتہائی ناقابل یقین تھی مگر پھر وہ کسی مصلحت کے تحت خاموشی سے واپس آ گئیں۔

نسیم بیگم کا دل ہر وقت دہلتا رہتا تھا۔کچھ معلوم نہیں تھا ان کے سوتیلے بیٹے کب مدینہ کو مردار کھانے والے گِدھوں کی طرح نوچ کھائیں۔

اور پھر ان کے خدشات بھیانک حقیقت کا روپ دھار کر ان کی حویلی میں موجود تھے۔

Noor_Apps

دو دن سے عمران اور جمیل اپنی بیگمات اور ان دو شیطانوں کے ساتھ حویلی آئے ہوئے تھے اور یہیں چوڑے ہو کر ڈیرے جما لیے تھے۔ان کے تاثرات سے بلکل نہیں لگ رہا تھا کہ ان کا واپس جانے کا کوئی پروگرام بھی ہے۔بلکہ یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنے کسی ناپاک عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے یہاں آئے ہوں۔

مدینہ کی شامت آئی ہوئی تھی وہ نسیم بیگم کے کمرے میں دبکی ہوئی تھی۔اب نسیم بیگم کی طبیعت بھی تو خراب تھی مگر انھوں نے مدینہ کو اپنی نگاہوں سے ایک سینکڈ کے اوجھل بھی تو نہیں ہونے دیا تھا۔

عشا کے بعد کا وقت تھا۔ موسم جو صبح سے ابر آلود تھا اب اچھا خاصا طوفانی ہو چکا تھا۔ ماحول پر عجیب سا خوف و دہشت سوار تھی۔

ہوائیں شائیں شائیں کرتیں عجیب سی آوازیں پیدا کر رہیں تھیں جیسے کسی سازش کا خالاصہ کرنا چاہتی ہوں۔ پتوں کی سر سراہٹ میں عجیب خوف سا طاری کر رہی تھی۔

وہ نسیم بیگم کے پہلو میں دبکی بیٹھی تھی۔ جب نسیم بیگم کو شدید کھانسی کا دورا پڑا۔

نانی،،، کیا ہوا آپ کو،،، مدینہ ہراساں ہو کر رو پڑی تھی۔

پا،،،، پانی،،، مم،،،،، مدینہ،،،، ان کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ مدینہ نے جگ میں سے پانی گلاس میں انڈیلنا چاہا۔ مگر جگ خالی منہ چڑھا رہا تھا۔ مدینہ نے اب اپنا ڈر خوف بلائے طاق رکھ کر وہ جگ اٹھا کر باہر کی جانب بھاگی۔ حویلی کی ڈیوڑھی پار کر کے وہ کچن تک پہنچی۔ اس نے دیکھا کچن سے ملحقہ لاونج میں وہ سب اکٹھے ہوئے تھے۔۔ اور نام اسی کا لیا جا رہا تھا۔ وہ فریج میں سے پانی کی بوتل نکال کر واپس بھاگی اور نسیم بیگم کے کمرے میں آئی۔

انھیں پانی پلایا اور خود میں ہمت مجتمع کی۔

Noor Apps

نانی آپ ٹھہریں،،وہ لوگ سب بیٹھک میں بیٹھے ہیں اور اتنے دھڑلے سے بیٹھے میرے متعلق ہی کچھ بات کر رہیں ہیں،، میں سن کے آتی ہوں،،

وہ نسیم بیگم سے نگاہیں چراتی دبے قدموں باہر آئی تھی۔

لاونج کی کھڑکی کی اوٹ میں کھڑی ہو گئی۔اندر وہ شیطان اس کو روندنے کی باتیں کر رہے تھے۔

وہ عورت مجھے لگتا ہے مدینہ کی ساس ہے،، ہم نے اسے بولا بھی کہ مدینہ مر گئی،، مگر اس ڈھیٹ عورت نے اپنے زرائع سے گاؤں سے معلوم کر لیا کہ ایسا کچھ نہیں ہے،، اب ہمیں جلد از جلد کچھ کرنا پڑے گا وہ یہاں تک پہنچ سکتی ہے اس سے پہلے ہمیں ان ماں بیٹے کا پتا صاف کرنا ہو گا،،

جمیل حقارت سے بولا۔

ہمیں کیا کرنا چاہیے،،، عمران نے سامنے والے کہ چہرے پر موجود بھیانک قسم کی خباثت بھری مسکراہٹ دیکھ متجسس ہو کر پوچھ ہی لیا۔

ایک آئیڈیا تو ہے مگر وہ اسلم اور انور کو سرانجام دینا ہے،،، جمیل نے معنی خیزی سے کہا۔ سب نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

میرے کہنے کا مطلب ہے کہ اگر آج رات یہ دونوں اسے قابو کر لیں تو ہم یہ خبر اخبار میں دے دیں گے،، کہ نامعلوم افراد نے لڑکی کے ساتھ زیادتی کر دی،، وہ پورے ملک میں بدنام ہو جائے گی،، اس کا وہ نام نہاد شوہر اس کے منہ پر تھوکے گا بھی نہیں اور طلاق کے کاغذ منہ پر مارے گا،، پھر دنیا دکھاوے کے لیے ہی سہی

ہم اس کی شادی اسلم سے کروادیں گے،، پھر ساری جائیداد حاصل کر کے میں خود اس چیونٹی کو اپنے ہاتھوں سے زہر دے دوں گا،،،

جمیل نے کہا تھا اور اب قہقہے لگا کر ہنس پڑے۔ جبکہ اسلم اور انور کے منہ سے تو رال ہی ٹپک پڑی۔

بچپن سے جو غلاظت ماں باپ نے دماغ میں بھری تھی مدینہ کو حاصل کرنے کی وہ حسرت و خواہش سالہا سال بعد آج رات پوری ہونے والی تھی تو وہ خوش کیوں نا ہوتے۔

اور وہ بڑھیا،، اس کا کیا ہو گا،،، اسلم نے انتہائی بد تمیزی سے کہا۔

جو بھی ہو گا اس بڑھیا کی آنکھوں کے سامنے ہو گا،، تاکہ وہ کچھ بھی نا کر سکنے کی بے بسی کے صدمے میں خود ہی مر کھپ جائے،، جس نے ہم سے ہمارا باپ چھین لیا،، وہ عورت ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر مرے گی،،

جمیل نے انتہائی نفرت سے کہا تھا۔

Noor_Apps

مدینہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخیں دبائیں اور لاونج سے ملحقہ اندرونی جانب جاتا دروازا اچھے سے اندر سے بند کر دیا۔

بھاگ کر نسیم بیگم کے کمرے میں آئی اور پھوٹ پھوٹ کر روتے ان حیوانوں کے منصوبے ان کے گوش و گزار کر دیئے۔

حیرت در حیرت تھی۔

افسوس در افسوس۔

یہ کیسی حیوانات تھی۔ دولت کی اور سے اور لالچ کی خاطر یہ انسانیت کا کونسا انتہائی نچلا درجا تھا کہ وہ لوگ یہ بھول ہی بیٹھے تھے کہ یہ معصوم فرشتہ صفت بچی انہی کے باپ کا خون ہے۔

مدینہ،، پاکیزہ بیگم کے پاس چلی جاؤ بھاگ جاؤ یہاں سے،،

نسیم بیگم نے اسے دیکھ کر کہا۔ وہ اس قدر ہراساں ہوئی جس کی کوئی انتہا نہیں۔

مم،، مگر اتنی رات کو اس وقت اکیلے،، نانی میں کہاں جاؤں گی،، میں نہیں جا سکتی نانی،، میں نہیں جاؤں گی کہیں بھی،، اور آپ کو چھوڑ کر تو بلکل نہیں جاؤں گی،، یہ لوگ مار ڈالیں گے آپ کو،،،

بکواس مت کرو مدینہ اور دفع ہو جاؤ یہاں سے،، میں اپنی زندگی گزار چکی ہوں،، اب کچھ نہیں باقی کسی بھی وقت میرا وقت آ سکتا ہے،، مگر تمھیں برباد ہوتے دیکھا تو چین سے مر بھی نا سکوں گی،، تم یہ چاہتی ہو،،

نسیم بیگم نے اسے جھڑکا۔ بہت مشکل سے اٹھی اور اندر اپنی سیف الماری سے ایک گھڑی لے کر آئیں۔ اتنی سی ہی مشقت میں وہ نڈھال ہو کر دوبارا بستر پر گریں تھیں۔

اتنے میں باہر لاؤنج کا دروازا لاکر دیکھ کر وہ شیطان چونکے تھے۔

اور دروازا کھولنے کی کوشش کرنے لگے۔ اور ان کی یہ حیوانیت

بھری کوششوں کی آواز اندر تک آنے لگی۔

دروازا مسلسل دھڑ دھڑایا جارہا تھا۔ اور مدینہ کا پورا وجود پسینے سے

تر ہو چکا تھا۔

نانی،،، پلیز اٹھیں،، مجھے بچائیں،،، پلیز ہمیشہ کی طرح مجھے بچالیں

نانی،،

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی نیم غنودگی میں گئی اس بوڑھی جان کے

اوپر جھکی ہوئی تھی۔

بھاگ جاؤ مدینہ ،، جاؤ بھاگ جاؤ،، اپنے شوہر ارقم چودھری کے پاس چلی جاؤ،، نہیں تو یہ گدھ نوچ نوچ کر کھا جائیں گے تجھے،، پچھلے دروازے سے بھاگ جا،،

نانی،، مجھے نہیں پتا وہ کہاں ہے،، اور کون ہے،، میں کیسے جاؤں اور اتنی رات کو کہاں جاؤں،، مجھے کچھ پتہ نہیں نانی،،،

وہ بے بسی سے کی انتہا پر بے تحاشا رو رہی تھی۔

Noor Apps

وہ گھڑی اٹھا اور بھاگ جا اس میں ہے ساری چیزیں اور اتا پتا جا اب،،،

وہ کھانستے بے حال ہوتی اسے دھکا دے گئیں تھیں۔ باہر سے دروازا ٹوٹنے کی آواز آئی تھی۔ مدینہ نے بوکھلا کر وہ گھڑی اٹھائی اور رات کے اندھیرے میں اس گھر کی دہلیز پار کرنے کمرے سے پچھلے دروازے کو پار کر گئی۔

وہ لوگ باہر نسیم بیگم کے کمرے تک آئے تھے۔

بڑھیا نے اسے اپنے پاس چھپا کر رکھا ہوا ہے،، اس کی حفاظت کرنے کے چکر میں ہے،، نہیں جانتی کہ آج تو اسے ہم سے خدا بھی نہیں بچا سکتا،،

عمران فرعون بنا اس رب ذوالجلال کی قدرت کو چیلنج کر رہا تھا شاید۔

Noor_Apps

چلو اپنے اپنے کمروں میں آرام کریں،، رات کو اسلم اور انور خود ہی نمٹ لیں گے اس چیونٹی سے،،

جمیل نے سرگوشی میں کہا تھا۔ اور وہ اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

اسلم اور انور باہر لاؤنج میں بیٹھ کر یہ شیطانی کھیل کھیلنے کی آس میں حرام مشروب پینے لگے تھے۔

مدینہ ڈرتی کانپتی حویلی کی پچھلی جانب سے گھر سے نکلی تھی۔

بے تحاشا روتے زبان پر مسلسل درود شریف اور آیت الکرسی کا ورد کر رہی تھی۔ آج اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے حفاظت مانگ رہی تھی اور دل سے مانگ رہی تھی۔ اپنے اللہ تعالیٰ کو دل سے پکار رہی تھی۔ اور جسے دل سے پکارا تھا وہ تو اپنے بندے کے لیے ستر ماؤں کے برابر محبت لیے بیٹھا تھا تو فوراً کیوں نا متوجہ ہوتا۔

مدینہ چادر سے اچھی طرح نقاب کر کے خود کو ڈھانپ کر رکشہ سٹینڈ تک گئی۔

اسے اکیلی کو دیکھ کر اکثر لوگ چونکے تھے۔ وہ ایک رکشے تک گئی۔ مگر پھر اس کے پیچھے دو سیاہ ہیولے دیکھ کر اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔

بھائی مجھے لاری اڈے تک جانا ہے،، مدینہ نے کوشش کی کے لہجہ ڈگمگائے نہیں۔ رکشے والا ابھی کوئی جواب دیتا جب۔

تبھی وہاں پر چار پانچ اور خواتین روتی دھوتی چلی آئیں تھیں۔ جن کی اسلام آباد کے کسی گاؤں میں فوتگی ہو گئی تھی۔ اور انھیں اچانک ہی اسلام آباد جانا پڑ گیا تھا۔

باجی آپ نے پہلے رکشے کا بولا،، مگر کیا میں اور سواریاں بھی بٹھا سکتا ہوں رکشے میں،،

رکشے والے نے مدینہ سے پوچھا۔

Noor_Apps

جی جی بھائی،، بٹھالیں،، مدینہ ان خواتین کے ساتھ رکشے میں سوار ہو گئی۔ اب ٹیوٹا میں بھی وہ انہی خواتین کے ساتھ بیٹھ سکتی ہے۔ یہ سوچ سوچتے ہی پر سکون ہو گئی اور بے اختیار تشکر کے احساس سے چور اس آسمان کی جانب دیکھا جہاں سے ہر پل ان گناہ گار انسانوں کے لئے رحمت برسا کرتی تھی۔ مگر یہ انسان ہی ہے غفلت میں پڑا ہوا جو ان رحمتوں سے اپنا دامن بھرنا پسند ہی نہیں کرتا تھا۔

وہ کون تھا؟ جس نے چپکے سے ایک دل کی گریازاری سن کر اسی لمحے اسی پل وہاں پر ان خواتین کو بھیج دیا تھا۔ جس سے مدینہ کی

ڈھارس بندھ چکی تھی۔ نہیں تو سارے رستے وہ ڈری سہمی اور ہراساں ہی رہتی۔

وہ تو کہتا تھا ہو جا، تو وہ ہو جایا کرتا تھا۔ سبب تو خود بخود بن جایا کرتے تھے۔ ایک انسان ہی ہے جو اسے دل سے نہیں پکارتا تھا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

بصائر جلتا بھنتا اس فاؤنڈیشن سے اپنے گھر واپس آیا تھا۔ وہ طیش کے عالم میں اپنے کمرے میں آیا اور آ کر کمرے کی ہر چیز تہس نہس کر دی۔ آج اتفاقاً ہاشم صاحب اپنے گھر میں ہی تھے تو شور کی آواز پر تو سارے سروَنٹس کو سانپ ہی سونگھ گیا مگر ہاشم صاحب اس کے کمرے تک ضرور آئے تھے۔

اشیر کیا ہوا،، وہ کمرے میں داخل ہوئے۔ اور اس کے قریب آئے۔

جہاں وہ اب بیڈ پر اوندھے منہ گرنے کے انداز میں لیٹا ہوا تھا۔

Noor_Apps

اثیر کیا ہوا؟ ہاشم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

ڈیڈ میں اس صرف اور صرف اس کی دردناک موت چاہتا ہوں،،
اور بہت جلد چاہتا ہوں،، اور یہ کام میں کل سرانجام دینے والا
ہوں،، آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں،،
وہ جھنجھلا کر اٹھا تھا اور اپنی لال انگارا آنکھیں مرزا ہاشم کی آنکھوں
میں گاڑھیں۔

نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں،، تم جو چاہے مرضی کرو،، مرزا ہاشم نے اطمینان سے کہا انھیں لگا ان کا بیٹا اپنے ٹاسک میں ناکامی پر جھنجھلا رہا ہے اور اب ہر قیمت پر بس جیتنا چاہتا ہے۔

مگر انھیں کیا معلوم کہ ان کا بیٹا کن عجیب وغریب کیفیات سے گزر رہا ہے جو اس کی جھنجلاہٹ اور جھٹپٹانے کا باعث بنا ہوا ہے۔

اوکے ڈیڈ اس کی تو خیر نہیں اب،،،

وہ پھر سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ اور پاؤں پٹختا باہر نکل گیا۔

Noor_Apps

وہ پھر سے اپنے فارم ہاؤس میں آیا تھا۔ عجیب بے چینی اور بے کلی سی تھی جو جسم۔و جاں کو چمٹ سی گئی تھی۔

بس طے ہو کہ کل کو وہ ہر قیمت پر اس کی جان لے لے گا۔ کم از کم ان عجیب کیفیات سے تو جان چھوٹے گی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤
❤❤❤❤❤❤❤

آیت کی اگلے دن طبیعت کافی سنبھل چکی تھی تبھی وہ یونی کے لیے تیار ہوئی تھی۔ تیار ہو کر وہ امید سے ملنے آئی۔ اس کو اپنا خیال

رکھنے کو کہا اور اپنی فائل ہاتھ میں تھامے عشقِ خاتم فاؤنڈیشن سے باہر نکلی۔

گیٹ سے نکل کر اسے رکشہ کی تلاش میں تھوڑی آگے چلنا ہی پڑتا تھا۔ ابھی کچھ قدم آگے لیے ہی تھے کہ ہارن کی آواز پر پیچھے مڑ کر دیکھنا پڑا۔

ایک نگاہ ہی دیکھ پائی اور حلق تک کڑوا ہو گیا۔

کہ سامنے بصائر احمد اپنی تمام تر وجاہت اور غرور بھری خوبصورتی کے اپنی مہنگی ترین کار میں اس کے سامنے تھا۔

آیت نے ایک نگاہ دیکھ کر پھر سے اس کی جانب سے رخ موڑ لیا اور رکشے کے لیے ادھر ادھر نگاہ دوڑانے لگی۔

وہ دانت پیستا گاڑی سے باہر نکلا تھا۔

اسلام و علیکم،،، اسے متوجہ کرنے کو بلند آواز میں سلام کیا۔

و علیکم السلام،، آیت کا لہجہ لیا دیا سا تھا۔

آیئے میں یونہی جا رہا تھا آپ کو بھی ساتھ لیے چلتا ہوں،،، بصائر نے اپنا لہجہ نارمل رکھنے کی سعی کی۔

بہت شکریہ میں چلی جاؤں گی،، آیت نے سہولت سے انکار کیا۔

اس کا مطلب آپ نے مجھے ابھی تک معاف نہیں کیا،، بصائر نے اپنا لہجہ یاسیت بھرا کر لیا۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں،، میں وہ بات بھول چکی ہوں،، بابا کی باتوں کا اثر تھا شاید کہ وہ اس کا دل رکھ گئی۔

تو پھر آ یئے میں یونی ہی جا رہا ہوں تو ساتھ لیے چلتا ہوں،، پلیز ضد نے کریں،، ہم لیٹ ہو رہے ہیں،، بصائر کو وہیں ضد پر اڑے دیکھ آیت کا دل کیا اسے کھری کھری سنا دے مگر وہ ضبط کر گئی۔ پھر نرمی سے آ کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

گاڑی آیت کی سوچ سے بھی کئی گناہ زیادہ قیمتی اور آرام دہ تھی۔ اس نے خواہ مخواہ پہلو بدلا۔

آپ کمفرٹیبل ہو کر بیٹھیں،، وہ جو بظاہر اپنی ڈرائیونگ کی جانب متوجہ تھا مگر تمام حسیات اپنے پہلو میں بیٹھے اس وجود کی جانب مرکوز تھیں جیسے۔

بصائر نے اس کے بار بار پہلو بدلنے پر بے اختیار بول دیا۔ وہ خواہ مخواہ اپنی فائل کی جانب متوجہ ہو گئی۔

ہلکے گرین رنگ میں وہ تازہ تازہ مہکتا وجود لیے بغیر میک اپ کے پھر کسی کے حواسوں پر بری طرح سوار ہونے لگی۔

گاڑی ایک قدرے سنسان سڑک پر سڑک کے کنارے جہاں دائیں جانب موڑ مڑتا تھا اچانک جھٹکے سے رکھی تھی۔ آیت نے الجھ کر سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

کیا ہوا ہے،،،؟

آئی ڈونٹ نو،، یہ تو چیک کرنا پڑے گا،،وہ بہانے سے نیچے اترا۔ اور خواہ مخواہ ڈگی کھول کر اس میں سے انجن وغیرہ چیک کیا۔

وہ پھر آیت کی جانب آیا۔

کوئی حال نہیں،، نہیں چلے گی اب یہ،، ویسٹ آف ٹائم،، میں کوئی ٹیکسی یا رکشہ دیکھتا ہوں،،،

وہ اتر کر اگلی سڑک پر موڑ مڑا اور وہاں کھڑے اپنے آدمیوں کو اس کا کام تمام کرنے کا اشارا کیا۔

وہ دو آدمی تھے جو اب سامنے گلی سے آتے دکھائی دیئے تھے۔

آیت گاڑی سے نیچے اتر کر کھڑی ہو گئی اور بصائر کا انتظار کرنے لگی۔

تبھی گلی میں دو آدمی داخل ہوئے تھے۔وہ کرایے کے قاتل گلی میں داخل تو ہوئے مگر آیت کے سامنے سے گزر کر دوسری گلی میں غائب ہو گئے۔

بصائر کو جب کچھ غیر معمولی محسوس نہیں ہوا تو کیب کروا کر واپس آیا۔اور حیرت سے اسے دیکھا جو اطمینان سے صحیح سلامت وہاں کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

بصائر نے اشارا کیا وہ خاموشی سے آ کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔بصائر سنجیدہ سا تھا اور کچھ بول نہیں رہا تھا وہ بھی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگ گئی۔

ایک موڑ مڑتے گاڑی نے بری طرح ہچکولہ کھایا تھا۔وہ جو آیت کے اوپر بازو رکھ کر بظاہر اطمینان سے بیٹھا تھا آیت اس ہچکولے سے اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائی اور بصائر کے پہلو سے ٹکرائی تھی۔

ائم سوری،، آیت بول کر پھر کھڑکی کی جانب کھسک گئی جبکہ وہ اس لمس کو محسوس کرنے کے چکر میں اپنا سانس تک روک گیا تھا۔۔

بھائی دیکھ کر چلائیے،، آیت غصے میں ڈرائیور پر چڑھ دوڑی۔

وہ اس کے شرم وحیا سے دہکتے گال دیکھے گیا۔

پھر دونوں یونی پہنچ کر کلاس میں چپ چاپ چلے گئے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤
❤❤❤❤❤❤❤

امید دو دن سے اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔ ہنسی قہقہوں کی آوازیں لہجوں کی کھنک سن کر مزید اپنی کم مائیگی کا دکھ ہوتا سو اس نے خود کو اپنے کمرے تک محدود کر لیا تھا۔

آج وہ تھکی ہاری کالج سے واپس آئی تھی جب کچن کے قریب سے گزرتے ان کی باتوں میں اپناز کر ان کر ٹھٹھک کر قدم ادھر ہی رکے۔

امی پلیز،،، آپ ماضی بھلا کیوں نہیں دیتی جو ہو گیا سو گیا،، کیوں داداجی کی وجہ سے اس یتیم کی جان نہیں چھوڑ دیتیں،،وہ دو دن سے اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی صرف آپ کی وجہ سے،،، اور گھر کا ایک فرد اس طرح سب سے کٹ کر قید تنہائی میں وقت گزارے یہ کوئی اچھی بات تو نہیں امی،،

ارزانش خان کا اپنی ماں سے درشتگی بھرے لہجے نے امید کو حیرت میں مبتلا کیا تھا۔

ارزانش کس لہجے میں بات کر رہے ہو مجھ سے تم،،، آج تک اس نے اور اس کے بڑوں نے ہم سے ہمارا حق چھینا،، تو اب کیا میں یہ سمجھوں کہ وہ ڈائن تمھیں اپنی زلفوں کا اسیر بنا کر مجھ سے چھین رہی ہے،،

امید کے پیروں تلے سے زمین سرکی تھی جیسے۔ مطلب آ بیل مجھے مار کے مترادف اس کے فرشتوں کو بھی نہیں معلوم کہ ماں

بیٹے میں کیا کچھڑی پک رہی ہے اور سارا الزام ایک مرتبہ پھر اس کے نام۔

افسوس ہے امی حد ہے،، کاش آپ اس کو اپنا سمجھ مان لیتی، اس سے امتیازی سلوک روانا رکھتے ہوئے چندا اور تارا کی طرح اسے بھی بیٹی سمجھ لیتیں تو وہ اور ہم آج اتنی تکلیف سے نا گزر رہے ہوتے،، آپ کو اچھی طرح معلوم ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں،، کب سے ؟؟ یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم،، مگر میں یہ جا کر اسے بول نہیں سکتا،، صرف اور صرف آپ کی وجہ سے،، کہ وہ آپ کی وجہ سے یہ نا سمجھ بیٹھے کہ میں کسی مفاد کی خاطر اس سے

محبت کی پینگیں بڑھارہاہوں،،، میں اسے پا نہیں سکتا اور یہ کتنی اذیت کی بات ہے ناں امی،، تو جان لیں آپ،، اگر وہ نہیں تو کوئی بھی نہیں،، میری شادی کسی اور سے ہو گی یہ تو پھر سوچ ہی ہے آپ کی،، کہ میں مر جاؤں گا مگر اس سے دستبر داری اختیار نہیں کروں گا،،،

ارزانش کے لہجے میں دکھ و کرب تھا۔

امید اس سے زیادہ نا سن سکی نا سننے کی تاب تھی اس میں۔

شاید تبھی تائی امی مجھ سے اتنی نفرت کر تیں ہیں کہ وہ،،،،

Noor Apps

ااس سے آگے وہ کچھ سوچنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ نا تائی امی کی نگاہوں میں اپنی اوقات وحثیت جانتے ہوئے کسی قسم کی خوش فہمی پال سکتی تھی۔

تبھی سر جھٹک کر واش روم گھس گئی۔ منہ ہاتھ دھو کر دوپٹہ سے چہرہ تھپتھپاتے باہر نکلی تھی جب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ وہ حیران ہوئی کہ سے اتنی عزت کس نے دے دی جو دروازے پر دستک دے کر اندر آنے کی اجازت مانگی جارہی تھی۔ مگر پھر اس شخص کا سوچ کر ہی فشار خون بلن ہو گیا تھا۔

یس،،،وہ بمشکل ہی بول پائی۔ حسب توقع وہ دھیمے سے اندر آیا
تھا۔ غور سے اسے دیکھا۔ امید نے جھٹ سر پر دوپٹہ درست کیا۔

جی،،، امید اس کی نگاہوں سے جھنجھلائی۔

تم اپنے روم سے باہر نہیں نکل رہیں کیا بات ہے،، اپنوں میں ان
بن تو ہو جایا کرتی ہے،، امی کی ناراضگی اگنور کر دیا کرو،، جب سے
ہی یہ تمہارا گھر تو اتنا ریزرو نا رہا کرو،، میڈ نے کھانا لگا دیا آؤ ہمارے
ساتھ لنچ کر لو،،

اس نے کہا تھا اور اس دوران ایک مرتبہ بھی اس پر سے نگاہیں ہٹانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

میں ٹھیک ہوں،، آپ میری فکر مت کریں،، یا یہ چاہتے ہیں کہ اس چیز کا الزام بھی میرے سر پہ آئے کہ میں جان بوجھ کر لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کر کے ان کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتی ہوں،،

امید کے درشت سے لہجے میں طنز سا تھا۔ ارزانش اسے دیکھے گیا۔

کوئی کچھ نہیں کہے گا چلو تم،، اب کھانا لگا ہوا ہے بری بات ہے بھوک ہونے کے باوجود رزق کے لیے انکار مت کرو،، کالج سے آئی ہو مجھے معلوم ہے کالج سکول سے آ کر کتنی بھوک لگی ہوتی ہے،، چلو دوسرے تو ناداں ہے تم تو سمجھداری کا ثبوت دو یار،،،

وہ جھنجھلا کر بولا تھا۔ اور جیسے وہاں جم کر کھڑا تھا۔ لگتا نہیں تھا کہ امید کی جان چھوڑے گا یہاں سے ایک انچ بھی ہلے گا۔

تبھی وہ پیر پٹختی کمرے سے باہر نکلی تھی اور اس کا پھولا چہرہ دیکھ ارزانش مسکرایا تھا۔

Noor Apps

یو باسٹرڈز،،، میں نے تم لوگوں کو وہاں اسے مارنے کے لیے بھیجا تھا اور تم لوگ وہاں سے دم دبا کر بھاگ گئے،، ہاؤ ڈیئر یو،،، تم لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی میری حکم عدولی کی،،، اور وہاں سے بھاگے کیوں؟

بصائر غصے سے دھاڑا تھا اس وقت وہ اس کے فارم ہاؤس کے لاؤنج میں ٹھیک اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔

سوری سر،، مگر آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں تھا کہ اس میڈم کے ساتھ اس کا باڈی گارڈ بھی ہو گا جو اسلحے سمیت وہاں پہ ہو گا،، اور اس باڈی گارڈ سے بھی ہمیں نمٹنا پڑے گا،، آپ نے کہا تھا کسی کو پتہ نا چلے،، اور مارنا بھی اسے خنجر سے تھا تو فائرنگ کے تبادلے سے شور ہوتا تو ہم آپ کے اگلے حکم کی وجہ سے وہاں سے چپ چاپ نکل آئے،،،،

کیا بکواس ہے،،، کیوں جھوٹ بھونک رہے ہو،، کوئی باڈی گارڈ نہیں تھا اس کے ساتھ،، میں اس کے ساتھ تھا بس،، اور کوئی نہیں،،،

بصائر دھاڑا۔

وہ گھگھیا گئے۔

سر ہم کیوں جھوٹ بولیں گے،، ہم اس باڈی گارڈ کی شکل نہیں دیکھ پائے،، نہیں تو سب سے پہلے اسی کا کام تمام کرتے،،

Noor_Apps

انھوں نے اتنے پر یقین لہجے میں کہا کہ ایک مرتبہ تو بصائر کو بھی ایمان لانا پڑا کہ واقعی آیت کے ساتھ اس کا کوئی خفیہ باڈی گارڈ ہو گا۔

سر ویسے جتنی وہ حسین سی نازک گڑیا ہے مارنے کا کیا فائدہ،، آپ نے اس سے کوئی انتقام لینا ہی ہے تو آپ ہمیں اسے اٹھانے کا بول دیں،، ہم اپنی راتیں رنگین کر کے اس کی زندگی موت سے بدتر بنا دیں گے،، دو تو ہم ہیں اور بھی ہمارے کئی ساتھی ہیں،، جو یہ کام کر کے اس کی ویڈیو بنا کر،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،

وہ اپنی بات مکمل نہیں کر پایا تھا۔ بصائر احمد کا جبڑا توڑ مکا کھا کر اب زمین پر پڑا لہولہان منہ لیے کراہ رہا تھا۔

یو باسٹرڈ،، تمھاری ہمت کیسے ہوئی یہ بکواس کرنے کی،، میں گدی میں سے تمھاری زبان کھینچ لوں گا،، وہ چاہے زندہ رہے یا مرے اس کا جسم اس کا وجود صرف بصائر احمد کی ملکیت ہے،، سنا تم نے،، میرے علاوہ اسے کوئی ہاتھ تو لگا کر دکھائے وہ ہاتھ جڑ سے اکھاڑ دوں گی،، اسے کوئی چھو کے تو دکھائے میں اسے زندہ جلا دوں گا،،،،،،

بصائر نے اسے پاؤں کی ٹھوکروں پر رکھا ہوا تھا۔ جانے کونسا جنون سوار تھا اس کے سر پر کہ اس نے آدھ مری حالت میں رینگتے پیچھے ہو کر اپنی جان اس جنونی سے چھڑائی تھی۔

گیٹ لاسٹ،، اس سے پہلے میں تم لوگوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں دفع ہو جاؤ یہاں سے،، گو ٹو ہیل،،،

وہ چلایا۔ وہ جو دم سادھے کھڑا تھا زمین پر پڑے اپنے ساتھی کو گھسیٹتا وہاں سے لے جا چکا تھا۔

Noor-Apps

بصائر نے اپنی کنپٹیوں کو سہلایا۔ اب یہ تو طے تھا کہ وہ محض اسی کی تھی۔

صرف مرزا اثیر ہاشم کی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

strictly prohibited to copy

All rights of this novel are reserved to

NOOR_APPS

عشقِ_خاتم#

مصنفہ #واحبہ_فاطمہ

قسط نمبر5

تقریباً دو ماہ ہو چکے تھے وہ باقاعدگی سے اب اس سے لیکچر اٹینڈ کر رہا تھا۔ پوری یونی کو اب معلوم تھا کہ وہ آیت فاطمہ کا سٹوڈنٹ تھا۔ اب بھی ڈارک میرون تھری پیس پہنے وہ پلر سے ٹیک لگائے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ سنہری ہلکی بڑھی بئیرڈ، سنہری آنکھیں وہ یونانی دیوتاوں سی وجاہت کا مالک اپنے ارد گرد سے بلکل بے نیاز اپنے مہنگے ترین موبائل میں بزی تھا۔

Noor-Apps

اکثر گراؤنڈ میں لڑکیوں کے گروپس میں اسی پر تبصرے ہو رہے تھے۔ مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

آیت یونی میں داخل ہوئی تو آج کافی عجلت میں اور پریشان سی تھی۔ بصائر کی نگاہ اوپر اٹھی اور پلٹنا بھول گئی تھی۔ اتفاقاً آج وہ لائٹ میرون فراک میں تھی۔ اور حجاب بھی میرون ہی تھا۔

وہ کوریڈور میں آئی تھی۔

اسلام و علیکم،، بصائر نے اسے مخاطب کیا جو قدرے پریشان سی تھی۔

وعلیکم اسلام،،، آیت نے جواب دیا اور تیزی سے آگے بڑھی اس کا رخ سیدھا پروفیسر احمد کے آفس کی جانب تھا۔

کیا ہوا خیریت،، کلاس میں نہیں جانا،، بصائر حسب معمول اس کے پیچھے ہی ہو لیا۔

نہیں،، آپ جائیں کلاس اٹینڈ کریں،، مجھے پروفیسر احمد سے ایک ضروری کام ہے،، آیت نے پیچھے مڑ کر کہا۔

خیریت تو ہے ناں آپ مجھے بتائیں کوئی پریشانی کی بات ہے،، بصائر
نے اپنا لہجہ نارمل رکھا۔

نہیں خیریت نہیں ہے اور وہ بات لیکچر میں پتہ چل جائے گی،،
آپ جائیں میں آتی ہوں،، آج لیکچر آڈیٹوریم میں ہو شاید،،،
وہ کہتی پروفیسر کے آفس کی جانب مڑی تھی۔ وہ نگاہوں سے
اوجھل ہونے تک اسے دیکھے گیا۔

وہ نگاہوں سے اوجھل ہوئی تھی اور جیسے پورے منظر سے دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ وہ بری طرح جھنجھلایا اور کلاس میں آ گیا۔ پھر پوری کلاس اسی بیزاری سے اٹینڈ کی۔ آخر خدا خدا کر کے کلاس اٹینڈ کی۔ اور تیزی سے باہر آیا۔ سامنے کا منظر دیکھ اس کے ماتھے پر بیشمار بل آئے تھے۔

سامنے ہی وہ پروفیسر احمد کے ساتھ کھڑی کوئی بات کر رہی تھی اور آیت کا ہی ایک کلاس فیلو عادل کھڑا بغور اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی دلچسپی بھی دن بہ دن آیت میں بڑھتی جا رہی تھی اور یہ بات بھی پوری کلاس نے نوٹ کی تھی۔

بصائر دھیمے سے چلتا ان تک پہنچا تھا۔

خیریت آپ لوگ کب سے کافی پریشان نظر آرہے ہیں،،، اس نے آیت کو مخاطب کیا۔

آپ جیسوں کی وجہ سے ہی پریشان ہیں یہ،، عادل نے بصائر پر خفیف سا طنز کیا۔ تو بصائر کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل نمودار ہوئے تھے۔

Noor Apps

واٹ ڈو یو مین بائے ہم جیسے،،؟بصائر نے آئیبر واچکائی تھی۔

پروفیسر احمد اور آیت نے بصائر کی جانب دیکھا تھا۔

یہ کس لہجے میں اور کس طرح کی بات کی ہے عادل آپ نے،،،وہ اسی بارے میں علم حاصل کر کے صراطِ مستقیم پر چلنا چاہتے ہیں اور آپ نے انھیں اسی بات پہ ٹونٹ کیا،، کیا پتا ہمارا کسی لمحے کیا گیا بلکل چھوٹا سا غرور اور بد عمل ہمارے نیک اعمال غارت کر دے،، ابھی کے ابھی معافی مانگیں بصائر سے،،

پروفیسر احمد نے عادل کو بری طرح جھڑکا تھا۔

ائم سوری،،،وہ مریل سی آواز میں بولا۔

اٹس اوکے،،،،بصائر کے ماتھے کے بل نہیں گئے تھے۔ حیرت کی بات تو یہ تھی کہ جو بصائر کی اصلیت تھی اگر وہ اسے بولا جا رہا تھا تو اسے اتنا برا کیوں لگ رہا تھا۔

آج لیکچر آڈیٹوریم میں ہی ہو گا آیت بیٹا آپ جاؤ تیاری کر و جا کر اور بصائر کو ساتھ لے جاؤ،،اور عادل آپ سٹوڈنٹس کو اکٹھا کرو،،،

جی سر،،چلئیے،،آیت نے بصائر کی جانب دیکھا۔اس نے سر کو ہلکا خم دیا اور عادل کو بری طرح گھورتا اس کے ساتھ ہو لیا۔

وہ اب حسب معمول اس کے ایک قدم پیچھے چل رہا تھا۔ وہ آڈیٹوریم میں داخل ہوئے تھے۔ جو اس وقت تو بلکل خالی تھا۔ آیت ڈائس تک آئی تھی۔

آخر ہوا کیا ہے مجھے بھی تو پتہ چلے،،؟ بصائر نے الجھ کر اس سے پوچھا جو اپنا لیپ ٹاپ ڈائس پر رکھے کچھ سرچ کر رہی تھی۔

بصائر پریشانی کی بات یہ ہے کہ یہ دیکھیں،،، آیت نے لیپ ٹاپ اس کے سامنے کیا۔

ضلع تھرپارکر میں ان لوگوں کی مشنری کا کام عروج پہ ہے،، یہ" لوگ اسلام دشمن عناصر سے ملے ہوئے ہیں،، جن کی جڑیں یورپ سے ملتی ہیں،،، اسلام کے نام پر بچوں کو گمراہی پڑھائی جارہی ہے، انھوں نے کروڑوں روپے لگا کر تھرپارکر جانے والی سڑک کنارے کئی ایکڑ زمین خرید لی ہے، ساتھ ہی ساتھ یہ لوگ ان غریب تھرواسیوں کو روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم اور علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کر رہے ہیں اور بدلے میں ان لوگوں کو ان کا

مذہب قبول کروا رہے ہیں،، اسکولوں میں انہی کے ٹیچرز بھرتی کیے گئے ہیں جن کی کارکردگی روزانہ کی بنیاد پر چیک کی جاتی ہے،، بچوں کو ان کے جھوٹے پیغمبر کی سیرت پڑھائی جاتی ہے،،، اس کذاب کے خلفاء راشدین کے نام یاد کروائے جاتے ہیں،،

دیواروں پر ان کذابوں اور ان کے خلفاء راشدین کی تصاویر لگی ہیں،،، یہ سب کچھ انڈر گراؤنڈ اتنی خاموشی سے کیا جا رہا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونے دی گئی،، اساتذہ کی فہرستیں بنائی جاتیں ہیں، ان کو فنڈز دیئے جاتے ہیں، ان کی کارکردگی رپورٹ بنائی جاتی ہے اور تھر میں غربت کا فائدہ اٹھا کر اپنے مذہب میں تبدیل کر لیا جاتا ہے،،،

یہ بتاتے آیت کی آنکھیں جانے کیوں پرنم ہوئیں تھیں۔ جن کو دیکھ بصائر احمد نے پہلو بدلا تھا۔

کیا آپ کو اندازہ ہے کہ کون لوگ ہیں یہ،،

بصائر نے سرسری سا پوچھا۔

Noor Apps

نہیں،، نہیں معلوم،، مگر یہ بہت فعل اور ایکٹو ہیں،، ان کی سر گرمیاں تیزی سے بڑھ رہی ہیں،، اور یہ بہت پریشانی کی بات ہے،،

وہ واقعی بہت متفکر تھی۔

تو لوگوں کا ایمان اتنا کمزور ہوتا ہے کیا کہ ٹکوں چند پیسوں کی خاطر وہ اپنا ایمان بیچنے کو تیار رہتے،، بصائر کا لہجہ ہتک آمیز تھا۔

Noor-Apps

بے شک بھوک انسان کو کفر تک لے جاتی ہے اور اس میں حکومت کے ساتھ ساتھ تمام مذہبی اور سماجی جماعتیں قصوروار ہیں،، ان کذابوں کی اس خاموش سازش کا فاش کرنے کے لئے علماء کو چاہیے کہ وہاں پر ختم نبوت کانفرنس منعقد کریں،،، آج اسی سلسلے میں اہم میٹنگ ہے،، پروفیسر احمد آج لیکچر دیں گے جس کا ویڈیو پیغام وہاں کے ہر خاص و عام تک پہنچا دیا جائے گا،،

آیت لیپ ٹاپ پر ضروری احادیث اور قرآنی آیات کولیکٹ کر رہی تھی۔

وہ دونوں کافی دیر کام کرتے رہے۔ پھر لیکچر کے لئے سٹوڈنٹس آنے لگے۔

جب سب اکھٹے ہو گئے تو پروفیسر احمد نے لیکچر دیا۔

بصائر احمد بغور لیکچر سنتا رہا تھا۔

جس کی ویڈیو حاصل کی گئی۔ لیکچر مکمل ہو چکا تو وہ لوگ آڈیٹوریم میں ہی ضروری ڈسکس کرتے رہے۔ سب جا چکے تھے۔

اب آیت اپنا سامان سمیٹ رہی تھی۔ اس کے بلکل سامنے چئیر پر بصائر بیٹھا اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ وہ اب اس پر بھروسہ کرنے لگی

تھی۔ وہ اکثر فاؤنڈیشن سے اسے ریسیو کر لیا کرتا تھا اور ڈراپ بھی کر دیا کرتا تھا۔ وہ اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں شئیر کرنے لگی تھی۔

آیت کو اپنا وجود مخصوص نگاہوں کی تپش کے حصار میں محسوس ہوا تو ایک نگاہ اس کی جانب دیکھا۔ ایک بس یہی بات آیت کو بلکل پسند نہیں تھی اس میں۔

اس کی یہ بے حجاب، بولتی

بے باک نگاہ

Noor Apps

وہ حسب معمول کنفیوز ہو کر اپنا ماتھا رب کرنے لگی مطلب اس تل پر پھر ستم ڈھانے لگی۔ اور بصائر کی نگاہ پھر آیت کی آئبرو کے اوپر اس تل میں الجھ گئی جو اب سرخ پڑ چکا تھا۔

کیا دیکھ رہے ہیں آپ،،، ؟وہ جھنجھلا کر پوچھ ہی بیٹھی۔

آیت آپ نے اپنے لئے کوئی پرسنل باڈی گارڈ رکھا ہوا ہے،،، ؟وہ اچانک یونہی پوچھ بیٹھا۔ اس کی بات پر پہلے تو وہ چونکی پھر اس کی بات سمجھ کر گہرا مسکرائی تھی۔

ہاں رکھے ہوئے ہیں وہ بھی دو دو،، وہ لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کرتی مصروف سے انداز میں بولی۔ بصائر چونکا۔

کون،، کدھر،،، بصائر حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

وہ نظر نہیں آئیں گے،،، مگر میری حفاظت کرتے ہیں،، آیت اب بھی مسکرا رہی تھی۔

Noor_Apps

کون،،، بصائر نے اس کی مسکراہٹ غور سے دیکھی خود وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے میں لاک کیے چن کے نیچے رکھے چیئر سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔

تیسرا کلمہ اور آیت الکرسی،، آیت نے اطمینان سے کہا۔

واٹ،،، بصائر کو شاک سا لگا تھا یا وہ بری طرح الجھ گیا تھا۔ واٹ ڈو یو مین،،،؟

آئی مین کے اگر گھر سے تیسرا کلمہ تین بار پڑھ کر نکلیں تو بندہ ایسے ہی باحفاظت واپس لوٹتا ہے جیسے گھر سے نکلا تھا،، اور آیت الکرسی پڑھ کر نکلنے سے ایک فرشتہ انسان کی حفاظت کے لیے مقرر کر دیا جاتا ہے،، جو واپس گھر لوٹنے تک اس کی حفاظت کرتا ہے،،

اس کے لہجے میں اب بھی بلا کا سکون و اطمینان تھا۔

اور اگر اب جیسے کے آپ میرے ساتھ بلکل تنہا ہیں میں آپ کو کوئی نقصان پہنچا دوں تو آپ کے یہ باڈی گارڈز کیا کر لیں گے،،

اس کا لہجہ صاف مزاق اڑاتا لگا تھا آیت کو۔ آیت کو بہت برا لگا اور غصہ بھی بہت آیا۔ اس کے فوراً سرخ پڑتے چہرے سے بصائر نے اندازا لگا بھی لیا کہ وہ اس کی بات سے بہت غصہ ہے۔ مگر وہ ضبط کر گئی۔

اللہ تعالیٰ خود ہی بنا دیتے ہیں سبب،، جب تک وہ نا چاہے کوئی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا،، وہ نیتیں تک بدل دینے پر قادر ہے،،،
آیت نے اپنا آخری جملہ اس کی بھوری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ادا کیا تھا۔

‘ہممممم،،، چلیں آزما کر دیکھتے ہیں،، بصائر کے لہجے میں کچھ تو تھا کہ آیت بری طرح چونکی۔

کیا مطلب،، آیت نے اسے گھورا۔

مطلب کے میں بھی اب گھر سے نکلتے ہوئے یہ ورد کیا کروں گا،، وہ بری طرح گڑبڑایا تھا۔ مطلب تو کچھ اور ہی تھا مگر بات بدل دی۔

Noor Apps

اب چلیں،،، آیت نے اپنا بیگ کندھے پر ڈالا۔

او کے لیٹس گو،،وہ اپنے دماغ میں ایک خاص پلان بناتا اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️
❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

Noor Apps

نورِ مدینہ اس سیاہ تاریک رات کے گزر جانے کے بعد تقریباً فجر کے وقت راولپنڈی پہنچی تھی۔وہ مسلسل آیت الکرسی کا ورد کرتی اپنی حفاظت کی دعائیں مانگتی رہی تھی۔

روالپنڈی پہنچ چکے تو ایک مرتبہ پھر دل اچھل کر حلق میں آیا کہ اب کہاں جائے گی۔اس پوٹلی میں اس کا نکاح نامہ، جائیداد کے پیپر،،اس کا بلکل نیا آئی ڈی کارڈ،،اور ضروری کاغذات کے ساتھ،،ارقم چوہدری کے گھر کا پتہ اور کافی سارے پیسے تھے۔

نسیم بیگم نے یہ چیزیں کسی بیگ میں نہیں رکھیں تھیں۔وہ جانتیں تھیں کئی مرتبہ ان چیزوں کی تلاش میں انور اور اسلم ان کی قیمتی تالے لگی چیزوں کی چوری چھپے تلاشی لے چکے ہیں۔

نسیم بیگم نے یہ ایک گھٹڑی بنا کر الماری کے ایک کونے میں فالتو چیزوں کی طرح پھینکی ہوئی تھی جس سے یہی تاثر ملتا تھا کہ پوٹلی میں پرانے کپڑے ہیں جو فالتو سامان کے ساتھ الماری میں ایک طرف پڑے ہے۔

مدینہ نے انھیں خواتین سے اس گھر کا اتا پتہ پوچھا تھا۔ اور اب یہ بھی ایک اتفاق تھا یا سبب بنایا گیا تھا کہ ان خواتین نے بھی صدر بازار کی جانب جانا تھا جہاں مدینہ کی منزل قریب ہی تھی۔

وہ انھیں کے ساتھ صدر بازار تک آئی تھی۔ پھر ان خواتین نے ہی اسے رکشے میں بٹھا کر اسے باحفاظت چوہدری مینشن تک چھوڑنے کی ہدایت دی تھیں۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد رکشہ چوہدری مینشن کے باہر کھڑا تھا۔

مدینہ نے بے اختیار آسمان کی جانب دیکھا اور رب کریم کا شکر ادا کیا۔

وہ کرایہ دے کر جلدی سے آگے بڑھی۔

چوکیدار نے چادر میں چھپی مدینہ کو سر تاپا مشکوک نگاہوں سے گھورا تھا۔

اے بی بی کون ہو تم،، اور اتنی صبح صبح یہاں کیا کر رہی ہو،، ؟اس نے زرا سختی سے پوچھا تھا۔

پاکیزہ بیگم کو بلائیں،، یاارقم چوہدری کو انھیں بولیں گاؤں سے نور مدینہ آئی ہے،، مجھے بہت ضروری ملنا ہے ان سے،،

مدینہ نے نقاب کے پیچھے سے سکون سے کہا۔ جتنا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے گھر سے نکلی تھی اور جتنا اللہ تعالیٰ نے ساتھ دیا تھا اب تو منزل دو قدم پر تھی تو اب اسے آخر سکون آ ہی گیا تھا۔

چوکیدار اب تذبذب کا شکار نظر آرہا تھا۔ وہ اس جوان جہان بچی کو گلی میں اکیلا چھوڑنے کا روادار نہیں تھا مگر اتنی جلدی کسی پر بھروسہ بھی تو نہیں کر سکتا تھا۔ پھر اس نے مدینہ کو اندر اینٹرس کے پاس بنے چھوٹے سے کمرے میں بٹھایا تھا۔

خود اندر گیا۔ نوکرانی شبو سے بول کر پاکیزہ بیگم تک پیغام بجھوایا۔
فکر کی بات تو یہ تھی کہ وہ فجر ادا کر کے سو جایا کرتی تھیں اب بھی
کہیں آرام نا کر رہی ہوں۔

مگر جب شبو ان کے کمرے تک گئی تو وہ جاگ رہی تھیں۔ شبو اندر
داخل ہوئی۔

پاکیزہ بیگم کو چوکیدار کا پیغام دیا تو پاکیزہ بیگم نے بے یقینی سے شبو
کی جانب دیکھا۔ اور پھر صوبر سے سلیپنگ گاؤن کے اوپر چادر
اوڑھ کر بذات خود باہر کی جانب لپکی۔

شبوان کے پیچھے بھاگی۔

کیاہوابیگم صاحبہ خیریت توہے ناں،،

پاکیزہ بیگم نے کوئی جواب دیناضروری نہیں سمجھا تھااور باہر آ گئیں۔چوکیدار کو اشارہ کرکے پوچھا کہ کدھر ہے وہ۔
تبھی مدینہ انھیں دیکھ کراس کمرے سے باہر آکر جھجھکتی مگر تیزی سے پاکیزہ بیگم کی جانب لپکی تھی۔

پاکیزہ بیگم نے بے یقینی سے اس سیاہ چادر میں لپٹے وجود کو سر تاپا دیکھا۔

کون ہو تم بیٹا،،؟ کنفرم کرنا بھی تو ضروری تھا۔

مدینہ نے اپنے منہ سے چادر ہٹائی تو پاکیزہ بیگم ٹھٹھک کر مبہوت سی اس کانچ کی گڑیا کو دیکھے گئیں۔

بیگم صاحبہ میں نور مدینہ ہوں،،،

اتنے دیر کی وحشت، خوف اور گھبراہٹ کے بعد اب اتنا نرم لہجہ سنتے وہ رو پڑی تھی۔ پاکیزہ بیگم نے لپک کر اسے سینے میں بھینچا۔

سب نوکر چاکر، چوکیدار اور گارڈز انھیں دیکھ رہے تھے۔پاکیزہ بیگم اسے اندر لائیں تھیں۔

بلکہ ڈائیریکٹ اپنے کمرے میں لے آئیں۔

وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔اور کافی دیر روتی رہی۔

پاکیزہ بیگم نے اسے پانی پلانے کی کوشش کی مگر اس کے رونے میں شدت ہی آتی چلی گئی۔

بیٹا کچھ تو بتاؤ،،؟کہاں سے آئی؟کیسے آئی،،؟کیا ہوا؟

پاکیزہ بیگم نے اس کے آنسوؤں سے عاجز آکر پوچھا۔ تو اس نے اپنے بازو کے نیچے سے پوٹلی نکال کر انکے سامنے رکھ دی۔ پاکیزہ بیگم نے کوئی بھی سوال کیے بغیر اسے کھول کر دیکھا۔

ساری چیزیں، کاغزات وہ نکاح نامہ سب چیخ چیخ کر بتا رہے تھے کہ سامنے بیٹھی یہ کم سن سی لڑکی ہی ان کے ارقم کی بیوی ہے۔ اس کے رونے میں کچھ کمی ہوئی۔

اچھا مجھے بتاؤ،، تم اکیلی کیوں آئی ہو،، اگر راستے میں کچھ ہو جاتا تو،، تم مجھے پیغام بھیج دیتی،، میں پوری سکیورٹی کے ساتھ تمھیں لینے آتی،،

پاکیزہ بیگم نے اس کا سر اپنی گود میں رکھا۔

مدینہ ہچکیوں کے دوران انھیں ان انسان نما درندوں کے عزائم اور ارادے بتاتی چلی گئی۔ جنھیں وہ سن کر دم بخود سی اپنی جگہ پر ساکت رہ گئیں۔

اور بشارت چودھری نے ارقم سے وعدہ لیا تھا کہ وہ اس کی حفاظت کرے گا۔ مگر یہاں تو اس کی بیوی دنیا کی ٹھوکروں پر رکھ دی گئی تھی اور وہ خود پسند خود غرض انسان دوستوں کے ساتھ ورلڈ ٹور پر نکلا ہوا تھا۔

Noor_Apps

رات بھر کی مشقت، تھکاوٹ اور حالات سے مقابلہ کرتی اب زرا تحفظ کے احساس پر وہ روتی روتی کچھ کھائے پیے بغیر ان کی گود میں سو چکی تھی۔ پاکیزہ بیگم نے اپنے مینجر کو فون کیا تھا اور انھیں گھر کی سیکیورٹی بڑھا دینے کو بولا تھا۔ وہ درندے اب یقیناً اس کی تلاش میں یہاں تک پہنچیں گے تو انھیں نور مدینہ کو ارقم کی واپسی تک سب سے چھپا کر رکھنا تھا۔

تین ماہ ہو گئے تھے ارزانش خان کو لوٹے۔ اور امید کی زندگی پر سکون ہوئے۔

وہ قدم قدم پر اس کے ارزاں وجود کو اہم ہونے کا احساس دلاتا رہا۔

اب اسے اس گھر میں کوئی کچھ بھی نہیں کہتا تھا۔ وہ آزادی سے ادھر ادھر گھومتی پھرتی۔ اپنی مرضی سے اپنا ہر کام کرتی۔

Noor_Apps

سالہا سال سے اتنی ہتک، زلت، اور کم مائیگی کے احساس کے بعد اسے اپنا آپ اہم اہم لگنے لگا تھا اور یہ سب اس شخص کی بدولت ہوا تھا۔

تائی امی اس سے کلام ہی نہیں کرتی تھیں۔ اور چندا اور تارا بھی اب ناحکمیہ طور پر اسے کوئی کام بولتیں تھیں نا اس سے منہ ماری کرتیں تھیں۔

وہ نا چاہتے ہوئے بھی ہر وقت بس اسی کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔ وہ اس کے دل میں اپنا ایک مقام پیدا کرتا جارہا تھا۔۔ نفرت پسندیدگی میں بدلنے لگی تھی۔ وہ کبھی اظہار نہیں کرتا تھا مگر اس

کی لو دیتی جزبے لٹاتی نگاہیں امید کو مغرور بنانے لگیں تھیں۔وہ بس ہر چھوٹی سے چھوٹی بات ہر معاملے میں اسے سب سے زیادہ اہمیت دیتا تھاتو امید کو لگتا تھاوہ ہواؤں میں اڑ رہی ہے۔

وہ اب طنزیہ گفتگو کی بجائے ارزانش سے نارمل بات کرتی تھی۔

اب بھی سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی انہماک سے اپنی سٹڈی میں بزی تھی جب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

امید سرد سی سانس کھینچ کر سیدھی ہوئی۔

یس کم ان،،،جانتی تھی کون ہے مگر رات کے نو بجے آج اسے کیا کام تھا۔

ارزانش نک سک ساتیار اندر داخل ہوا تھا۔ چاکلیٹ براؤن ٹو پیس میں انچا لمبا خوشبوؤں میں بسا وہ آہستگی سے چلتا اس کے قریب آیا تھا۔ وہ خوشبو حواسوں پر سوار ہونے والی تھی۔ وہ اپنی نگاہ ہٹا نہیں پا رہی تھی اور اس کی یہ محویت نوٹ کر کے وہ سرشار سا گہرا مسکرایا تھا۔ اپنی تیاری وصول ہوتی دکھائی دی۔

ارزانش نے اس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی تھی۔ وہ حواسوں میں لوٹی اور دل کیا ڈوب مرے۔ تبھی شرمندہ ہو کر رخ موڑ کر اپنی نوٹ بک پر دوبارا جھکی۔

Noor Apps

کوئی کام تھا آپ کو،،؟نارمل ہونے میں بہت دیر لگی۔

ہاں، جلدی سے تیار ہو جاؤ،، مجھے ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب مل گئی میں اور چندہ کی برتھ ڈے بھی ہے تو سوچا سب کو ٹریٹ دے دوں اسی بہانے،،، تم میں چندا اور تارا،، امی بی پی کی ٹیبلیٹ لے کر سو گئیں ہیں، صاف منع کر دیا کہ تم لوگ جاؤ وہ نہیں آئیں گی،،،

ارزانش نے مدعے کی بات کی۔امید پھیکا سا مسکرائی۔

آپ لوگ جائیں،،مجھے اسٹڈی کرنی ہے،،

امید نے صاف جواب دیا تھاوہ توپہلے ہی اپنی بے اختیاری پر لعنت بھیجتی زمین میں گڑھی جارہی تھی اوپر سے مان نامان میں تیرا مہمان کے مترادف کیوں بن بلائی مہمان بن کر پرائی پارٹی میں گھس جاتی۔

ارزانش خان کے ماتھے پر بل آئے تھے۔

اوکے رائٹ،، اگر تم یہ چاہتی ہو کہ میری یہ خوشی صرف اور
صرف تمھاری وجہ سے بلکل برباد ہو جائے تو مت آؤ،، کیونکہ اگر
تم نا آئیں تو کوئی کہیں بھی نہیں جائے گا،،

وہ درشتگی سے کہتا دروازے کی جانب بڑھا۔

کیوں،، کیوں نہیں جائیں گے آپ لوگ،، آپ کیا بندھیں ہیں
مجھ سے،، یا میں بندھی ہوں آپ سے جو آپ میرے بغیر نہیں جا
سکتے،، آخر کیوں جسم کے ایک معذور اور ناکارا حصے کی طرح ساتھ
گھسیٹنا چاہتے ہیں آپ مجھے،، آخر کیا،،،،،،،،،،،،،،،،

امید کے الفاظ نے منہ میں ہی دم توڑا تھا جب ارزانش خان نے اس بازوؤں سے جکڑ کر جھٹکے سے دیوار سے لگایا تھا۔وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھے گئی۔ارزانش خان نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں تھیں۔

بس کرو اپنا یہ انجان بننے کا ناٹک،، بند کرو اپنا یہ ڈرامہ امید،، کیا تم واقعی نہیں جانتی کہ میں، میرا یہ دل،، میرے تمام جذبات صرف اور صرف تم سے بندھے ہیں،، ہاں میں تم سے بندھا ہوں،، اور تمھیں خود سے باندھنا چاہتا ہوں،، ہمیشہ کے لیے،، کسی ناکارا چیز

Noor Apps

کی طرح نے نہیں،، بلکہ اپنے دل کی سب سے اونچی مسند پہ بٹھا کر،،،

غصے سے بولتے ہوئے اس کا لہجہ بھاری بوجھل اور گھمبیر ہوا تھا۔

امید کے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہوئے تھے۔

ار،،،،زانش،،،،،، چھ،،، چھوڑیں مجھے،،،وہ تلملائی۔ مگر لہجہ ڈگمگا گیا۔ بازوؤں پر اس کا لمس انتہائی پر حدت اور جان لیوا تھا۔ وہ بری طرح کسمسائی۔

Noor Apps

امید شادی کرو گی مجھ سے،،،،

وہ بے چین سا ہو کر مزید اس کے قریب آیا تھا۔اب اس کی سانسوں کی تپش امید کو اپنی ناک پر محسوس ہوئی تو اس کی مدہوش کن خوشبو اور سانسوں کی تمازت سے امید کی جان لبوں پر آئی۔

ن،،، نہیں،،، مجھے نہیں کرنی کوئی شادی وادی،،،

امید کی آواز بھرا گئی تھی۔وہ اپنے بازوؤں سے اس کے ہاتھ ہٹانے میں ہلکان ہونے لگی۔

Noor Apps

کیوں،،،؟ وہ دانت پیس کر بولا تھا۔

مم،،،مجھے نہیں معلوم،،،وہ بے بس ہوئی۔

جبکہ ارز انش خان نے اس کے ماتھے پر اپنے سلگتے لب رکھے تھے۔
امید جی جان سے لرز گئی۔ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

میں اب خود پر سے اختیار کھونے لگا ہوں امید،،لاکھ چاہا کہ صبر کر لوں،، مگر نہیں کر پایا،،لاکھ خود کو روکنا چاہا مگر روک نہیں پا

رہا،، میں تمھاری قربت چاہتا ہوں،، تمھیں حاصل کرنا چاہتا ہوں،، اور تمھاری ہاں کا منتظر رہوں گا ہمیشہ،، مگر خدارا میرا اتنا بھی ضبط مت آزمانا کہ میری جان نکل جائے،،،

گہرائی میں ڈوبا محبت سے لبریز بوجھل لہجہ تھا۔ امید نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور جزبے لٹاتی ان لو دیتی نگاہوں کی تاب نا لاتے اپنی نگاہیں جھکا گئی۔ اس کی آنکھوں کی نمی دیکھ ارزانش پیچھے ہٹا تھا۔

ائم سوری،،، میں جانے کیسے اتنا بے اختیار ہو گیا،، بہر حال امید فورا تیار ہو کر نیچے آجاؤ میں ویٹ کر رہا ہوں،، اور اب انکار نا سنوں تمھارا،،،

وہ پیار بھری دھونس جما کر دروازہ عبور کر گیا تھا۔

امید کا دل ابھی تک کانوں میں دھڑک رہا تھا۔ پھر نا چاہتے ہوئے بھی وہ تیار ہوئی۔ اور آج جانے کیوں اپنی تیاری میں اس نے کچھ خاص اہتمام کیا تھا۔

جان بوجھ کر براؤن رنگ کی فراک کے ساتھ ٹراؤزر پہنے دوپٹہ سر پر لیا اور کندھوں پر شال ڈالی۔ آنکھوں میں کاجل لگا کر ہونٹوں پر لائٹ سے لپ ٹنٹ لگا لیا۔

وہ اس سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی۔ پھر اس کی نگاہیں سوچ کر دل ڈگمگایا مگر وہ مضبوط قدم اٹھاتی باہر نکل آئی۔

اب چلیں بھی بھائی، آخر اب کس کا انتظار ہے،،

Noor_Apps

چندا اور تارا جو باہر گاڑی کے پاس کھڑی تھی اس کو دیکھ کر شدید تلملائیں اور ناک بھوں چڑھانے لگیں۔

کیا؟؟؟ یہ بھی ہمارے ساتھ جائے گی تو میں نے جاؤں گی بھائی،،،

چندا نے منہ بنایا۔

ارزانش اس پر سے نگاہیں ہٹانا بھول گیا تھا۔

کہ اس کی چاند جیسی خوبصورتی کے سامنے دونوں ستاروں کی طرح ماند جو پڑ جاتیں تھیں۔ تبھی چندا کو پتنگے لگے تھے۔

Noor Apps

چندا کی بات سن کر امید سرد و سپاٹ چہرہ لیے واپسی کے لیے مڑی جب ارزانش نے تیزی سے ان کے سامنے اس کی کلائی تھامی تھی۔ امید بھونچکا سی اس کی جرات ملاحظہ کرنے لگی۔

اگر یہ نہیں جائے گی تو کوئی بھی نہیں جائے گا،، سب گھر بیٹھو،،، وہ غرایا تھا۔

اچھا اچھا آپ ناراض نا ہوں،، موڈ بھی مت خراب کریں،، چلیں اب،،، تارا نے چندا کا بازو کھینچ کر اسے فرنٹ سیٹ پر دھکیلا تھا۔ خود جلدی سے پیچھے بیٹھ گئی۔

Noor_Apps

ارزانش نے نرمی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے بازو چھوڑ دیا۔ وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔ راستے بھر وہ وقتاً فوقتاً بیک ویو مرر میں سے اسے گہری نگاہ سے نہار لیتا۔

پھر وہ وقت انتہائی خوشگوار گزرا تھا۔ کیونکہ بات بے بات وہ اسے سب سے زیادہ اہمیت دے رہا تھا۔ ڈنر بھی اس کی پسند کا منگوایا گیا تھا۔ کیک چندا نے کاٹا پھر انھوں نے ڈھیر ساری تصاویر بنائیں جو ارزانش نے زبردستی اس کو بھی ساتھ ہی گھسیٹ لیا۔

وہ خود کو اہم لگنے لگی تھی۔

بہت اہم۔

ایک خوشگوار شام گزار کر وہ سب واپس آئے تھے۔ اس شام کا فسوں اس کے دل و دماغ پر طاری ہو رہا تھا۔ وہ بول سکتی تھی کہ یہ شام اب تک کی اس کی اٹھارا سالہ زندگی کی سب سے خوبصورت شام تھی۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️
❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

Noor_Apps

وہ دونوں یونی سے اکھٹے نکلے تھے۔ مگر آج بصائر نے اسے لفٹ دینے کی صلح نہیں ماری تھی۔ وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا اور اسے گڈ بائے بول کر گاڑی اڑا لے گیا۔ آیت چپ چاپ باہر آئی اور رکشے کو اشارا کیا۔

رکشے میں بیٹھ کر وہ اپنے موبائل میں مصروف ہو گئی تھی۔ کچھ غیر معمولی محسوس ہونے پر اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔

بھائی یہ فاؤنڈیشن جانے والا راستہ تو نہیں ہے،،، آیت نے اسے مخاطب کیا۔ تب بہت اچانک پیچھے مڑ کر رکشے والے نے اس کو ہاتھ لگائے بغیر اس کے منہ پر ایک رومال رکھا تھا۔

آیت احتجاج کیے بغیر فورا رکشے کی ایک جانب لڑھک گئی۔

رکشہ ایک فارم ہاؤس کے پورچ میں داخل ہوا تھا۔ تب پورچ میں ایک دیو ہیکل عورت آئی اور آیت کو نرمی سے اٹھا کر اپنے صاحب کی خواب گاہ میں اس کے بیڈ پر لٹا آئی۔

باہر نکل کر اس نے اطمینان سے باہر سے دروازا بند کیا تھا۔

وہ طویل کوریڈور سے گزرتی ایک کمرے میں آئی تھی جہاں وہ راکنگ چیئر پر بیٹھا جھول رہا تھا۔

صاحب جی،، میڈم کو پہنچا دیا ہے آپ کے کمرے میں آپ کے بیڈ پر،،، اگلا حکم،،،

کچھ نہیں جاؤ،،، مجھے اندر اب کوئی سرونٹ نظر نا آئے جاؤ تم لوگ،، بصائر نے سکون سے کہا۔

وہ میڈ چلی گئی۔ وہ اطمینان سے بیٹھا رہا۔ جانتا تھا کچھ ہی دیر میں اسے ہوش آجائے گا۔ اور وہ اسی بات کا انتظار کر رہا تھا۔

تقریباً گھنٹے بعد وہ اٹھا تھا۔ جانتا تھا اسے ہوش آچکا ہو گا۔ حلیہ مکمل چینج کر لیا تھا۔ چہرے پر جوکر والا ماسک پہنا۔ ہاتھوں میں گلوز پہننے لگا۔

تو مس آیت،، کہاں گئے آپ کے باڈی گارڈز،،؟ اگر ہیں تو آج تمھیں مجھ سے بچا کر دکھائیں،،، میں آج تمھارا وہ حشر کروں گا کہ

تمھارا تمھارے مزہب سے تو کیا،، خود پر سے ایمان اٹھ جائے گا،،

بصائرا اپنے دل میں اس سے مخاطب تھا اور جیسے اس کا مزاق اڑا رہا تھا۔

آیت کی آنکھ کھلی تو خود کو ایک عالیشان بیڈ روم میں بیڈ پر پایا تھا۔ وہ تیزی سے بیڈ سے نیچے اتری۔ حیرت و بے یقینی سے چاروں اطراف دیکھا۔ کمرے میں ملگجا سا اندھیرا تھا۔ وہ صوفے پر بیٹھ کر آیت کریمہ کا ورد کرنے لگی تھی۔ جب کلک کی آواز پر دروازا کھلا۔

آیت نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک مرتبہ تو سامنے والے کا حلیہ دیکھ وہ بری طرح گھبرائی تھی۔ اونچا لمبا وہ چہرے پر ماسک لگائے ہاتھ میں گلوز دروازا کھول کر لمحہ بہ لمحہ اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔ آیت خوفزدہ تو ہوئی مگر ہمت بنائے رکھی۔

کون ہیں آپ،،، اور مجھے یہاں کیوں لائیں ہیں،،،

جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہا تھا آیت پیچھے قدم لے رہی تھی۔ آخر وہ دیوار سے لگی۔ آیت منہ میں کچھ پڑھ رہی تھی۔ بصائر کا دل کیا

اس کی بے وقوفی پر قہقہے لگا کر ہنسے۔ کہ اسے اب بھی امید تھی کہ یہ ورد اور دورد اسے اس سے بچا پائیں گے۔

بصائر نے اس کے بازو دبوچے تھے۔ آیت نے سہم کر اپنے بازوؤں کی جانب دیکھا۔ اور ایک نظر اوپر اٹھا کر اس ماسک میں آنکھوں کی جگہ بنے دو سوراخوں کی جانب دیکھا۔ اس کی آنکھیں پانی سے لبالب بھر چکیں تھیں۔

چھوڑیں مجھے آخر کون ہیں آپ،،،

آنسو گالوں پر مسلسل بہہ نکلے۔ بصائر پتھر کا بن چکا تھا۔ یہ لمحے یہ پل کافی قیمتی تھے جیسے۔ وہ ان سر مئی جھیل سے نین کٹوروں میں ڈوب کر ابھرا تھا۔

بصائر نے ہاتھ بڑھا کر اس کا حجاب کھینچنا چاہا تھا۔ مگر وہ یہ کر نہیں پایا تھا۔ بس حجاب مٹھی میں بھینچے وہیں جما کھڑا رہا۔

اس کے دل سے اسے بے حجاب کرنے کی خواہش ہی جیسے اٹھ گئی تھی۔ آیت بری طرح رو دی۔ بصائر بری طرح بوکھلا یا تھا۔ اور جانے کیسے اپنا ماسک فورا سے پہلے ریموو کر بیٹھا۔

ہیے آیت،،ڈونٹ بی کرائی،،اٹس می،،بصائر،، آئی واز جو کنگ،،،

پلیز ڈونٹ کرائی،،،ڈونٹ بی پینک،،،

بصائر نے اپنے گلوز ریموو کیے اور ماسک بھی۔بھاگ کر لائٹ

جلائی جو پورے کمرے کو روشن کر گئی۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے گئی۔

آیت پلیز،، آئی واز جو کنگ،،میں دیکھنا چاہتا تھا تم جو اپنے باڈی

گارڈز کا ذکر اتنے ایمان سے کر رہیں تھیں تو میں وہ آزمانا چاہتا تھا،،

مگر دیکھو کوئی باڈی گارڈ وارڈ نہیں ہیں تمھارے ساتھ،،مصیبت

میں تو تم پھر بھی پھنس ہی گئیں،،،

Noor_Apps

بصائر نے اسے جتایا تھا۔ کہ اب بھی وہ باز آجائے اس ک ایمان ڈگمگا جائے۔ متزلزل ہو جائے۔

آیت نے آپنے آنسو خشک کیے تھے۔ اور اپنا بیگ اٹھایا۔

مجھے گھر چھوڑ آئیں،، وہ بے تاثر لہجے میں بولی۔ بصائر خاموشی سے اٹھا۔ اور اس کے ساتھ ہو لیا۔

باہر گارڈز نے ایک عجیب منظر دیکھا تھا۔ وہ لڑکی جسے بڑے پراسرار طریقے سے ان کے صاحب کی رات رنگین کرنے کے

لیے یہاں اغوا کر کے لایا گیا تھا۔ اب ان کا صاحب سکون سے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اسے لئے باہر نکلا تھا۔

وہ گاڑی میں بیٹھے اور بصائر نے گاڑی سٹارٹ کر کے فارم ہاؤس سے نکالی۔

راستے بھر خاموشی چھائی رہی۔ بصائر کو یہ خاموشی بری طرح چبھی۔ مگر وہ بولا کچھ بھی نہیں۔

عشقِ خاتم فاؤنڈیشن کے باہر گاڑی جھٹکے سے رکی تھی۔ وہ جو اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی گاڑی سے نیچے نہیں اتری۔ بصائر نے تعجب سے اپنے پہلو میں دیکھا۔

آپ جس غرض سے بھی مجھے وہاں لے کر گئے،، آپ مجھے میرے ایمان سے متزلزل کرنے اور مجھے ڈرانے کے لئے مجھے تھوڑا بہت نقصان پہنچانے والے تھے،، مگر نہیں پہنچا پائے،، آپ نے میرا حجاب تھاما تھا،، مگر آپ مجھے بے حجاب نہیں کر پائے،، ہم تنہا تھے آپ بہک سکتے تھے،، وہ کون تھا جس نے آپ کی نیت بدلی یا آپ کا دل پھیر دیا،، دیکھ لیں میں اتنی بڑی مصیبت میں پھسنے کے

باجود باحفاظت اپنے گھر پہنچ گئی ہوں،، ابھی بھی آپ یہ کہیں گے
کہ میرا کوئی باڈی گارڈ نہیں،، یا میری کوئی حفاظت نہیں کرتا،،

آیت بول کر تیزی سے گاڑی سے باہر نکل کر گیٹ میں گم ہوئی
تھی۔ جبکہ اسے جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

بصائر کی تو نیت ہی آج آیت کو پامال کرنے کی تھی اپنا مقصد
حاصل کرنے کی تھی۔ وہ اتنا گھامڑ تو نہیں تھا کہ یوں اپنے ہاتھ آیا
اپنا شکار جانے دیتا۔

تو پھر آج اسے آخر ہوا کیا تھا۔

تو کیا وہ سچ بول کر گئی تھی؟

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️
❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

عشقِ_خاتم#

Noor Apps

مصنفہ #واحبہ_فاطمہ

قسط نمبر 6

وہ ہاشم ولا میں اپنے بیڈ روم میں گہری نیند سویا ہوا تھا۔ جب دروازا کھول کر ہاشم دندناتے اندر داخل ہوئے۔ مگر اسے سوتا دیکھ جلتے کڑھتے کمرے سے باہر چلے گئے۔ کہ اس سوتے ہوئے کو جگا کر انھوں نے بھوکے شیر کو پتھر نہیں مارنا تھا۔

Noor-Apps

مگر اس کے جاگنے کے انتظار میں اب لاونج میں بڑی بے چینی سے

ادھر ادھر چکر لگا رہے تھے۔

آخر ایک گھنٹے کے انتظار کی کوفت اٹھانے کے بعد وہ گھنے براؤن

بالوں میں ہاتھ پھیر تا ٹراؤزر میں شرٹ لیس خراماں خراماں

سیڑھیاں نیچے اتر رہا تھا۔

مرزا ہاشم نے کڑے تیور لیے اسے گھورا۔

مارننگ ڈیڈ،،، وہ لاپروائی سے بولا اور آ کر صوفے پر ڈھے گیا۔

مرزا ہاشم نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ طیش کے عالم میں اسے

گھورتے رہے۔

Noor_Apps

واٹ ہیپنڈ،، کیا بات ہے ڈیڈ؟؟ آپ شاید غصے میں ہیں،، کیا ہوا

ہے،،،؟ بصائر نے مرزا ہاشم کی جانب غور سے دیکھا۔

یہ تو تم مجھے بتاؤ گے کہ تمھیں کیا ہوا ہے اور کیا کیا کرتے پھر رہے

ہو یہ،،،

مرزا ہاشم تلملا کر بولے تھے۔ وہ چونکا اور سیدھا ہوا۔

واٹ؟؟ میں کیا کرتا پھر رہا ہوں،،،؟ اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

اتنا کچھ ہو گیا مرزا اثیر اور تم اب بھی مجھ سے بڑی دیدہ دلیری سے پوچھ رہے کہ تم کیا کرتے پھر رہے ہو،،؟ تم یہاں آئے کیوں تھے،،؟ کیا مقصد تھا تمھارا،،؟ تین ماہ ہو گئے اس تل بھر کی چھوکری کو قابو نہیں کر سکے،،اور کل تو ہاتھ آیا شکار تم نے اپنے ہاتھ سے جانے دیا،،، میں پوچھتا ہوں آخر کیوں؟ اگر کل ہی اسے کاٹ کر فارم ہاؤس دفنا دیتے تو کسی کو کان و کان خبر تک نا ہوتی کہ وہ کہاں گئی،،اور تم خود اسے اس کے اس دارالامان چھوڑنے گئے،،

اثیر تمھاری عقل کیا گھاس چرنے چلی گئی تھی،،،

مرزا ہاشم کی ڈانٹ پھٹکار پر بصائر کی تیوری پر بل نمودار ہوئے تھے۔

مائنڈ یور لینگویج ڈیڈ،، سنبھل کر بات کریں،، اپنی مرضی کا مالک ہوں میں،، کسی کی بھی نہیں سنتا یہ تو آپ جانتے ہیں ناں،،،

وہ درشتگی سے بلند آواز میں بولا تھا۔ مرزا ہاشم خاموش ہو گئے اور اسے غور سے دیکھے گئے۔

تو پھر میں کیا سمجھوں کہ تمھارے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے یا اس جادوگرنی نے تمھیں بھی اپنے حسن کا جال میں پھانس لیا ہے،،،

مرزا ہاشم اب کی بار دھیمی آواز میں بولے تھے مگر لہجہ چیلنجنگ تھا۔ہتک آمیز۔

بصائر نے آئبرو اچکائی۔

اوکم آن ڈیڈ،، یہ صرف اس لیے کہ اس چوہے بلی کہ کھیل کو انجوائے کر رہا ہے آپ کا بیٹا،، اور رہی بات اس کی تو اسی ہفتے کہ اندر اندر آپ کو گڈ نیوز دے دوں گا،، یا وہ مرے گی یا میری

راتیں رنگین کرے گی،، میں نے بھی بہت کر لیا ویٹ،،، اب چل
کریں،، ریلیکس،، ٹیک اٹ ایزی مین،، میرا دماغ مت کھائیں،،
اور ایک کپ گرما گرم کافی کا پلوا دیں،،،

اس نے صوفے سے سر ٹکایا تھا۔

مرزا ہاشم اسے گھور کر رہ گئے۔ مگر اسے چھیڑنے کی غلطی تو وہ بھی
نہیں کر سکتے تھے۔ تبھی اب پر سکون ہو گئے تھے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤
❤❤❤❤❤❤❤

Noor Apps

وہ اس دن کے بعد دو دن سے یونی نہیں گئی تھی۔ دو دن سے ہی طبیعت کی خرابی کا بہانہ بنا کر اپنے کمرے میں بند تھی۔

تقریباً کچھ دنوں سے دل کی عجیب و غریب کیفیات سے پریشان تھی۔ اور یہ اس کے ساتھ بہت اچانک درپیش آنے والا حادثہ تھا۔ ان متضاد کیفیات نے اسے دل و دماغ سے نڈھال کر دیا تھا۔ کوئی سرا ہاتھ نہیں آرہا تھا۔ دل جو ہمک ہمک کر ایک ہی رٹ لگائے ہوئے تھا اسے قبول کرنا اس کے لیے موت کے برابر تھا۔

اس دن جب وہ اسے یہاں چھوڑ کر گیا تھا وہ اگلے سارا دن بخار میں پھنکتی رہی تھی۔ اگلے دن بھی نڈھال سی طبیعت کی خرابی کا بہانہ بنا کر اپنے کمرے میں بند رہی۔ اب بھی وہ بس فجر ادا کرنے ہی اٹھی تھی۔ کسلمندی سے اپنے بستر میں کمفرٹر میں گھسی ہوئی تھی۔

دروازا ہلکا سا ناک ہوا تھا۔

آیت،،، فرید صاحب نے اسے پکارا تو وہ مجبوراً آٹھ بیٹھی۔

جی بابا،،، اس نے جواب دیا تو وہ اندر کمرے میں چلے آئے۔ آیت نے بے اختیار ان سے نگاہیں چرائیں تھیں۔ جبکہ وہ بغور اس کا جھکا سر دیکھتے اندر آکر اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گئے۔

وہ سر جھکائے مسلسل اپنے لب کاٹ رہی تھی۔ نگاہیں تب چرا رہی تھی کہ ڈر تھا ان میں چھپے کسی عکس کے راز کو وہ نا پالیں۔

مگر وہ بھول رہی تھی کہ وہ اس کے دادا تھے۔

آیت محبت کرنے لگی ہو اس سے،،،؟ بابا فرید نے سادگی سے پوچھا تھا۔ آیت نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور بے یقینی سے ان کی جانب دیکھا۔

وہ تو اپنے دل کی آواز سن کر یوں انجان بن رہی تھی جیسے کہ خود سے ہی نگاہیں چرا کر چھپ جانا چاہتی ہوں کہاں بابا نے اس راز کو بول کر اسے حواس باختہ کر دیا تھا۔

آیت نے ان کے سینے میں منہ چھپایا تھا پھوٹ پھوٹ کر روتے نفی میں سر ہلایا۔ بابا فرید مسکرا دیئے۔

پگلی نا ہو تو،، اس میں اتنا پریشان ہونے والی کونسی بات ہے،، یہ تو انسانی جبلت ہے،، انسانی فطرت،،، انسانی فطرت کا تقاضا،،، رب تعالیٰ کی جانب سے ودیت کیا گیا انسان کو ایک خوبصورت ترین پاکیزہ جزبہ،، اور اس میں انسان کا اپنا تو کوئی عمل دخل نہیں ہوتا،، یہ محبت کا پودا تو خود رو اور بڑا منہ زور ہے،، جو اپنے آپ دل کی دھرتی پر آگ کر دیکھتے ہی دیکھتے تنا درخت بن جاتا ہے،،،

بابانے اس کی پیٹھ سہلائی۔وہ روئے جارہی تھی۔قبول کرنا شرمندگی سی اٹھانے کے مترادف تھا۔مگر وہ بے بس ہوچکی تھی۔واقعی اس کے لیے پسندیدگی کے جذبات دل کے سونے آنگن میں بہار بن کر خودبخود اتر آئے تھے۔

میں نے اس کی آنکھوں میں بھی اپنی گڑیا کے لیے پسندیدگی کے جذبات دیکھیں ہیں،،اگر وہ خود سے اس بات کا اظہار کرتا ہے تو سو بسمہ اللہ،،نہیں تو پہل ہم نہیں کریں گے،،محبت ایک طرف،، مگر ایک لڑکی کی عزت،خودداری اور عزتِ نفس کی قدر محبت

سے بھی زیادہ بھاری ہے،، امید کی مثال لے لو،، مدینہ کی مثال لے لو،، خود ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئیں،، مگر محبت کے آگے اپنی آبرو، عزت نفس اور خوداری کو ہر گز جھکنے نہیں دیا،، ٹھیک ہے نا میری بچی،،

بابا فرید نے اسے سمجھایا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ تبھی مینا لہراتی ہوئی اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

وہ آیت بے بی،، اسی دن والی آپ کی شاگرد بصائر احمد آپ سے ملنے آئی ہے،،،

مینا نے اس کے سر پر بم پھوڑا۔ آیت بری طرح گڑبڑائی تھی۔ مدد طلب نگاہوں سے بابا کی جانب دیکھا۔ اور جلدی سے دوپٹہ اچھے سے سر پر جمایا۔

ہوا ابھی وہی جس کر ڈر تھا۔ وہ پہلے کی طرح شتر بے مہار ڈائیریکٹ اس کے کمرے میں ہی چلا آیا تھا۔

اسلام و علیکم،، آتے ساتھ سلام کیا۔ آیت کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔

وعلیکم السلام،، کیسے ہو برخوردار،، بابا نے جواب دیتے اس خوبرو، یونانی دیوتاؤں سی وجاہت کے مالک شخص کو سر تا پا آج غور سے دیکھا۔ ہاتھ کے اشارے سے اسے سامنے پڑے کاٹ پر بیٹھنے کو ہدایت دی۔ جس پر وہ بیٹھ بھی گیا تھا اور اب پوری طرح آیت کی جانب متوجہ تھا۔

میں تو بلکل ٹھیک،، مگر لگتا ہے آیت ٹھیک نہیں ہیں یونی بھی نہیں آئیں،، خیریت تو ہے ناں،، اس نے آیت کی سرخ ناک اور مرجھائی سے چہرے کی جانب بغور دیکھتے پوچھا۔

Noor_Apps

ہاں دو دن سے بخار ہے اسے،،، مگر اب ٹھیک ہے کل آجائے گی یونی،،

بابا فرید نے ہی جواب دیا تھا جبکہ بصائر کی نگاہیں اس کی جھکی پلکوں میں الجھی ہوئیں تھیں۔ آج بابا کے اشارا کرنے پر مینا اس کے لیے فریش جوا لائی تھی۔ بصائر نے گلاس تھام لیا۔

میں کافی دنوں سے آپ سے بھی ملنا چاہتا تھا،، مجھے ضروری بات کرنی ہے آپ سے،، بصائر کے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا کہ آیت نے بابا اور بابا فرید نے اسے چونک کر دیکھا تھا۔

بولو بیٹا میں سن رہا ہوں،، بابا نے اس کی ہمت بندھائی۔

میں آیت سے شادی کرنا چاہتا ہوں،،، بصائر نے خود کو کہتے سنا۔

آیت بری طرح گڑبڑائی تھی۔

بابا میں کچن میں دیکھتی ہوں کھانا بنا یا نہیں،،، وہ بیڈ سے اترتی لال ٹماٹر چہرہ لیے وہاں سے کھسک گئی۔ بصائر کی جانب ایک مرتبہ بھی نہیں دیکھا تھا۔ ہاں دل میں ضرور بہاروں نے اپنی خوشبوؤں کو بسیرا کیا تھا۔

جبکہ بابا فرید مسکرائے تھے۔

مگر میں اپنی بچی کا نکاح ایک مسلمان سے کرنا چاہتا ہوں اور ابھی تک تم پوری طرح مسلمان نہیں ہوئے،، بابا فرید نے دوٹوک لہجہ اختیار کیا تھا۔

بصائر نے ان کی جانب دیکھا تھا۔ اور پھر انتہائی خوبصورت آواز میں تعوذ تسمیہ کے بعد انھیں دوسرا کلمہ اور اس کا انگلش ترجمہ سنایا۔

Noor-Apps

اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

وَرَسُوْلُهُ"

"(2)I bear witness that (there is) none worthy of worship except Allah; One is He, no partner hath He, and I bear witness that Muhammad [P.B.U.H.] is His Servant and Messenger"

بابا فرید مسکرائے تھے۔

Noor Apps

آیت جو باہر کھڑکی کے پاس ہی کھڑی تھی وہ بھی طمانیت سے مسکرائی تھی۔

اب بابا فرید اس سے اس کی فیملی اور خاندان کے متعلق چھوٹے چھوٹے سوال پوچھ رہے تھے۔ جن کا وہ متانت سے جواب دیئے گیا۔

Noor_Apps

امید بے چینی سے اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی۔ تین دن ہو گئے تھے۔ اس دن کے بعد سے وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا۔ کالج سے آتے یونہی چندہ کی زبانی سنا تھا کہ اسے بہت تیز بخار ہے۔ وہ بہت بیمار ہے۔ اور آج تیسرا دن تھا۔ امید نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ اور امید کی نگاہیں ہر منظر دیکھنے سے انکاری ہونے لگیں تھیں۔

وہ اس قدر بے چین و بے قرار تھی کہ اپنی کیفیت سے خود ہی پریشان ہو رہی تھی۔ اب سمجھ آیا ارزانش خان تو اتنی کم عمری میں

ہی اس کی رگوں میں خون بن کر دوڑنے لگا تھا۔ محبت نے بڑی گہرائی تک اس کے اندر اپنی جڑیں پھیلا چکی تھی۔

جب برداشت کی ہر حد پار ہو گئی تو وہ اپنے کمرے سے نکلی تھی۔

شام کا وقت تھا۔ وہ اب اپنے اپنے کمروں میں تھیں۔

امید دبے پاؤں اس کے کمرے تک گئی تھی۔ اور اب دروازے پر کھڑی بری طرح انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

وہ ابھی اسی شش و پنج میں مبتلا تھی کہ اندر جائے نا جائے۔ تبھی دروازا کھلا اور کسی نے اس کی کلائی تھام کر اسے کمرے میں کھینچا تھا۔

وہ بوکھلائی مگر اس کی کلائی تھامے وہ ہلکا سا مسکرا رہا تھا۔ بخار کی تمازت سے سرخ ہوا چہرا ملگجے سے حلیے میں وہ اسے کافی مرجھایا ہوا لگا۔

بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے،،،

ارزانش خان کے لبوں سے بے اختیار شکوہ پھسلا تو وہ شرمندہ ہو گئی۔

میں نے تمھیں اس لیے کھینچا کہ ڈر گیا کہ کہیں تم دروازے سے واپس نا لوٹ جاؤ،، اور میرا تین دن کا پل پل کا انتظار رائیگاں چلا جائے،،،

وہ نرمی سے اس کی کلائی چھوڑے بیڈ پر جا کر نیم دراز ہو گیا۔ امید نے پہلو بدلا

آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں آئی ہوں،، وہ شدید حیران ہوتی پوچھ بیٹھی۔۔

تمھیں اب بھی یہ پوچھنے کی ضرورت ہے امید کہ مجھے کیسے پتہ چلا؟ ارزانش نے اس سے پھر شکوہ کیا تھا۔ امید کا دل اب کانوں میں دھڑک رہا تھا اس کی باتیں اس کی نگاہیں کافی جان لیوا تھیں۔۔ ارزانش نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے قریب بلایا۔ امید جھجھکتی آگے بڑھی اور بیڈ کی پائنتی پر ٹک گئی۔ وہ کنفیوز سی مسلسل اپنے لب کچل رہی تھی۔

جانتی ہو امید،، کیوں بیمار ہوا ہوں،، کس چیز نے مجھے توڑ ڈالا ہے،،، وہ نقاہت بھرے لہجے میں بولا تھا۔ امید نے نفی میں سر ہلایا۔

امی کسی صورت نہیں مان رہی ہیں امید،،،وہ جبڑے بھینچ کر بولا تھا۔امید کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔

وہ بے چین سا اٹھ کر بیٹھا تھا اور امید کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا۔

امید نے جھجھکتے اس کے کشادہ مضبوط ہاتھ میں اپنا نرم نازک گداز گلابی ہاتھ تھمایا۔

امید نکاح کرو گی مجھ سے،،، ارزانش نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ اس شخص کی محبت نے اسے چاروں شانے چت کیا تھا۔

تبھی سر جھکا کر اثبات میں ہلا دیا۔

ابھی،،، ارزانش خان نے اس کی چن تھام کر اس کا چہرہ اپنی جانب گھمایا۔

لل،،، لیکن،،، امید نے کچھ بولنا چاہا۔ ارزانش خان نے اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھی تھی۔

Noor_Apps

نہیں،، آج،،، ابھی،،، اسی وقت امید،، ہم کورٹ میرج کریں گے،، پھر سب ٹھیک ہو جائے گا، امی خود بخود مان جائیں گی،،

ارزانش خان کا لہجہ پختہ اور ہموار تھا۔۔ مطلب کسی قسم کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

چلو میرے ساتھ،، ارزانش نے اس کا بازو تھام کر اسے اپنی جگہ سے اٹھایا۔ وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں اس کے ساتھ اٹھی۔ وہ اسے اس کے کمرے میں لے کر آیا تھا۔ امید نے کانپتے ہاتھوں سے ضروری پیپر آئی ڈی کارڈ وغیرہ لیا۔ چادر اوڑھی۔ ارزانش نے اس کا بازو تھاما اور اسے اپنے ہمراہی لیے باہر نکلا۔

پون گھنٹے میں وہ میرج رجسٹرار آفس میں تھے۔اور آدھے گھنٹے کے اندر ہی وہ ارزا انش خان کی ملکیت بن چکی تھی۔

مبارک ہو مسز،،،وہ اب فریش سا اس کے کان میں گنگنایا۔امید کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگا چکیں تھیں۔

کچھ ہی دیر میں وہ واپسی کے لیے نکلے۔

گھر پہنچے تو وہ بری طرح گھبرا رہی تھی۔

ارزانش،،، امید نے کانپتی سی آواز میں اسے پکارا۔

اٹس اوکے میری جان،،، کچھ نہیں ہو گا،، میں سب کو خود ہی ہینڈل کرلوں گا،، تم بس اپنے شوہر پر توجہ رکھو،،، اسے بہت ہی زیادہ ضرورت ہے تمھاری،،

ارزانش خان نے شوشا چھوڑا۔ وہ خود میں سمٹ سی گئی۔ وہ قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔

تم چلو اندر میں آتا ہوں،، ارزانش خان نے اسے کہا وہ گاڑی سے اتر کر اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔

وہ مسرور سی اپنے بیڈ پر بیٹھی مسکرا رہی تھی۔ ایک سرشاری اور مسرور کن سکون سارگ و پہ میں چھایا ہوا تھا۔

تبھی دروازے پر ہلکی سی دستک کے ساتھ وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اور اس کی لپکتی آنکھوں کی چمک دیکھ امید خود میں سمٹ گئی تھی۔

Noor-Apps

حسب معمول اپنی شاندار ترین پرسنالٹی میں وہ مردانہ وجاہت کا شہکار اس وقت سادہ سے حلیے میں بھی فریش فریش اس کے سامنے تھا۔

کیسا فیل ہو رہا ہے مسز،، مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے تمھیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے نام لکھوا کر میں ہواؤں میں اڑ رہا ہوں،، اب تمھیں امی یا کوئی کچھ نہیں کہے گا،، میں تمھاری ڈھال بنوں گا ،، تمھیں سب سے اس دنیا سے چھپا کر اپنی پلکوں پر بٹھا کر رکھوں گا امید،،،

ارزانش خان نے مسکرا کر کہا تھا اور اسے گہری نگاہوں سے دیکھا۔

وہ شرما کر گھٹنوں میں منہ دے گئی تھی۔وہ اس کی اس حالت سے

کافی محظوظ ہوا تھا۔

ابھی تو جا رہا ہوں رات کو آؤں گا،، نکاح کی مبارکباد اچھے سے

دینے،،،

اس کا لہجہ معنی خیز تھا۔امید کے پیروں تلے سے زمین کھسکی

تھی۔۔

نن،،، نہیں،،،

مگر جب تک سر اٹھا کر اسے کچھ کہنا چاہا وہ اپنی ہانک کر کب کا جا چکا تھا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

پاکیزہ بیگم نے مدینہ کو اپنے پاس کافی چھپا کر رکھا تھا۔ گارڈز نے انھیں بتایا تھا کہ کچھ مشکوک افراد بنگلے کے آس پاس دیکھے گئے ہیں۔ ان سے پوچھ تاچھ کی تو وہ دم دبا کر بھاگ گئے تھے۔

Noor_Apps

وہ دو ہفتوں سے ان کے پاس تھی۔اور اپنی من مرضی سے خود کو مصروف رکھنے کے لیے پاکیزہ بیگم کے چھوٹے موٹے کام کاج بھی کرنے لگی تھی۔

حویلی میں جو عادت تھی ہر کام خود کرنے کی۔اس سے سکون سے کب بیٹھا جاتا تھا۔

اب بھی وہ بنگلے کے بڑے سے گرین ہاؤس میں گھسی ہوئی تھی۔ گلاسز کی دیواروں سے بنا یہ بڑا سا گرین ہاؤس جس میں دنیا کی ہر قسم کے پھولوں کے پودے موجود تھے اسے وہ ایک خواب کا

Noor_Apps

جہان سا محسوس ہوتا تھا۔ اور اس گرین ہاؤس میں وہ اپنا زیادہ تر وقت گزارنا پسند کرتی تھی۔

وہ اب بھی اپنے سادہ سے حلیے میں اسی گرین ہاؤس میں مالی بابا کی معیت میں ایک گملے میں گھسی ہوئی تھی۔ اس کی ساری مٹی زمین پر پلٹ کر وہ مٹی میں کھاد کی ملاوٹ کروا رہی تھی۔

اپنی شاندار سی سپورٹس کار میں ارقم بنگلے میں داخل ہوا تھا۔۔ گاڑی سے اتر کر وہ ناک کی سیدھ میں اندر اپنے کمرے میں آیا تھا۔ فریش ہو کر باہر آیا اور ٹاول سے بال رگڑتا اپنے ٹیرس پر آگیا۔

شبو نے پاکیزہ بیگم کو ارقم کی واپسی کی اطلاع دی تو پاکیزہ بیگم اس سے ملنے اور اسے مدینہ کے بارے میں بتانے اس کے کمرے تک آئیں۔

ارقم،،،۔ پاکیزہ بیگم نے اسے پکارا۔

یس مام،، بالکونی سے آواز آئی۔ پاکیزہ بیگم اس سے بات کرنے بالکونی میں ہی آ گئیں۔ مگر وہ اس کے پاس آ کر ٹھٹھک کر رہیں تھیں۔

وہ پہلے سے ہی اوپر سے گرین ہاؤس میں موجود مالی بابا اور مدینہ کو ہی دیکھ رہا تھا جو اس وقت مٹی کے ساتھ مٹی ہوئے کپڑوں اور ہاتھوں سے انہماک سے اپنا کام کر رہی تھی۔

مام،، یہ نیو میڈر رکھی ہے آپ نے کیا،،؟ ارقم نے پوچھا تھا اور پاکیزہ بیگم کا سارا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔ پاکیزہ بیگم کا بری طرح موڈ خراب ہوا تھا۔

تم اسے چھوڑو یہ بتاؤ اپنی بیوی کی کوئی فکر ہے بھی کہ نہیں،، اسی صدی میں ڈھونڈ لوگے ناں اسے؟ پاکیزہ بیگم نے خفیف سا طنز کیا تھا۔

مام،،، ہزاروں چکر تو لگا چکا ہوں اس گاؤں گے،،، اور جتنا خوار ہونا ہے مجھے،، اب جب وہ سب بولتے ہیں کہ وہ نہیں رہی تو میں کیا کر سکتا ہوں،، کونسے کونے سے کھود کر نکالوں اسے،،،

وہ بیزار سے لہجے میں بولا تھا۔

پاکیزہ بیگم اسے دیکھے گئیں جواب فون میں بزی ہو چکا تھا۔وہ بجھے دل سے اس کے کمرے سے واپس آ گئیں۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

یہ تیسرا دن تھا جب آیت یونی آئی تھی۔وہ بصائر سے بلکل نارمل رویے میں پیش آ رہی تھی۔

پورا دن یونہی نارمل روٹین میں ہی گزرا تھا۔

Noor_Apps

یونی کہ آف کے بعد بصائر نے اسے گھر ڈراپ کرنے کا بولا تھا۔وہ چپ چاپ آ کر گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔راستے بھر خاموشی چھائی رہی۔

آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں اس رشتے سے،،،؟آخر خاموشی کا قفل ٹوٹا اور بصائر نے ہی پہلی کی۔ آیت نے پہلو بدلا۔

میرے لیے جو بابا فیصلہ کریں،،مجھے دل و جاں سے قبول ہو گا،،

اس نے صاف اپنا دامن بچایا۔بصائر مسکرایا۔

Noor Apps

آیت نام کے ساتھ فاطمہ نام کیوں رکھا آپ نے اپنا،،

بصائر اسے بولنے پر اکسانے کو یونہی بے تکا سوال پوچھ بیٹھا۔وہ اب بھی کچھ نہیں بول پائی تھی۔ جیسے یہاں تھی ہی نہیں۔

اپنے لیے میرے جزبات جان گئیں ہیں کہ اظہار کروں،،؟بصائر نے اس سے اجازت چاہی۔

نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں،،وہ گڑبڑائی تھی۔ گاڑی جھٹکے سے آج پھر فارم ہاؤس کے پورچ میں رکی تھی۔ آیت نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

اگر مجھ پر بھروسہ ہے تو صرف پانچ دس منٹ میرے ساتھ سپینڈ کر لیجئے،، پھر میں آپ کو ڈراپ کر دوں گا،،بصائر نے عاجزی سے کہا تھا۔ آیت نے ایک نظر اسے دیکھا۔

زندگی کا پہلا اور آخری داؤ لگانے کا وقت شاید آن پہنچا تھا۔ وہ سامنے والے شخص سے زیادہ اپنی نیت اور تعلیمات پر بھروسہ

کرتی تھی۔ تبھی یہ داؤ لگانے کا ارادہ کر لیا کہ دیکھا جائے وہ اس شخص کا دل بدلنے میں کس حد تک کامیاب ہوئی ہے۔

وہ اسے کتنا سکھا پائی ہے۔اس کا دل ایمان کے نور سے روشناس کرا پائی ہے یا نہیں۔

اس کا دل نیکی کی جانب راغب کر پائی ہے کہ نہیں۔ اتنے وقت میں اسے سمجھ پائی یا نہیں یا وہ آیت کا سمجھا کہ نہیں۔

اس کا ایمان کی پختگی کا سبب بن پائی کہ نہیں۔

چلئیے،،، آیت نے بصائر سے کہا۔ وہ گاڑی سے نیچے اترا تھا اور اس کی جانب آکر اس کے لیے دروازا کھولا۔

آیت باہر آئی اور اس کی ہمراہی اندر آئی۔

چلیں کچن میں چلتے ہیں بس ایک گلاس فریش جوس کا پی کر نکلتے ہیں،، بصائر نے خوش دلی سے کہا وہ اس کے ساتھ اوپن کچن میں چلی آئی۔ بصائر نے فریزر کھولا اور فریش جوس کا جگ باہر نکال کر اچھے میزبانوں کی طرح جوس گلاسز میں انڈیلا۔

وہ کچن میں اس کے ٹھیک سامنے سفید لباس سفید حجاب میں لپٹی بیٹھی تھی۔ چہرے کے گرد پاکیزگی اور نور کا ایک ہالہ سا تھا۔ اس کے وجود سے اٹھتی ایک دلفریب مہک اب بھی بصائر کے پورے فارم ہاؤس میں پھیل کر پورے لاؤنج کو مہکا رہی تھی۔ وہ دانستہ نگاہیں جھکا کر اپنے آپ کو موبائل میں بزی ظاہر کر کے اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

اور وہ اسے گہری نگاہوں سے دیکھتا نگاہ بچا کر بڑی مہارت سے اس کے لئے تیار کیے گئے جوس میں وہ ٹیبلٹ مکس کر چکا تھا۔ اس کی جانب مسکرا کر گلاس بڑھایا۔

آیت تو ٹھیک ہے ساتھ فاطمہ کیوں،، بصائر نے اپنا سابقہ سوال دہرا کر آج پھر اس کے پورے نام پر تبصرہ کرتے پوچھا۔ اور وہ حسب معمول نرمی سے مسکرائی۔ اس کی وہ پیاری سی مسکراہٹ ایسی تھی کہ ہمیشہ کی طرح وہ مبہوت سا اس کی نرم مسکراہٹ میں کھو سا گیا۔

کیونکہ حضرت فاطمہ ؓ خاتونِ جنت ہیں، اور اس نسبت سے ہر فاطمہ نامی مومن مسلمان عورت جنت میں جائے گی،،

اس نے آسودگی سے مسکراتے جواب دیا اور اس کار کھا گیا جوس کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگا لیا اور گھونٹ گھونٹ کر کے وہ جوس پینے لگی۔

واؤ،، ویری گڈ،

بصائر نے کہتے کن انکھیوں سے لمحہ بہ لمحہ ختم ہوتے اس جوس کو دیکھا۔ وہ اپنی منزل کے بہت قریب تھا۔

بصائر آپ کی خواہش پر میں آپ کے ساتھ یہاں تک چلی آئی، اب واپس چلیں،؟ آیت نے کہا تو اس نے اپنا جوس کا گلاس خالی کر کے سلیب پر رکھا۔

شیور،، چلو،، وہ اس کی جانب بڑھا۔ آیت موبائل بیگ میں رکھتی ہینڈ بیگ شولڈر پر پہنتی اٹھی کہ تبھی زمین آسمان اس کی نگاہوں کے سامنے گھوم گئے تھے۔ وہ اپنی کنپٹی پر ہاتھ رکھتی بری طرح لڑکھڑائی جب اس نے تیزی سے اسے اس کی کمر سے تھام کر اسے سہارا دیا۔

Noor Apps

کیا ہوا ڈارلنگ،؟ جھوم گئیں،؟ میرے عشق کا نشہ ہی کچھ ایسا ہے کہ اچھی خاصی شریف بندی بھی لڑکھڑا جاتی ہے تو تم تو بہت آسان ٹارگٹ رہیں میرے لئے،،وہ شیطانی سی ہنسی ہنستا ایک آنکھ ونک کر کے بولا۔

بند ہوتی آنکھوں کو زبردستی کھول کر بے یقینی سے اس نے اس فرشتہ صفت انسان کا یہ شیطانی روپ دیکھنا چاہا مگر دیکھ نہیں پائی۔ ہاں مگر ہوش و خرد سے بیگانہ ہونے سے پہلے اس نے شدت سے دعا ضرور مانگی تھی کہ اس کی آنکھیں اب دوبارہ نا کھل پائیں۔۔

ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہی ہو جائیں۔ سانس تھم جائے اور دل پھٹ جائے۔

بے ہوش ہوئے اس انتہائی نازک وجود کو بصائر نے سینے سے لگاتے کمر کے گرد بازو لپیٹ کر اپنا سہارا دیا۔ دوسرے ہاتھ سے پینٹ کی پاکٹ سے اپنا موبائل نکال کر ایک نمبر ڈائل کیا۔

فاتحانہ مسکراہٹ لبوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔ دوسری بیل پر فون ریسیو کر لیا گیا۔

Noor-Apps

کونگریٹس ڈیڈ،، آپ نے تو کہا تھا ٹارگٹ امپوسبل ہے بٹ دیکھ لیں اپنے بیٹے کے گٹس،،وہ اس وقت پلان کے مطابق میرے پاس میرے اپارٹمنٹ میں میری بانہوں میں ہے اب آگے بتائیں کیا کرنا ہے،،

اس نے لاپروائی سے کہا تھا۔

برباد کر دو اسے احمد، سامنے والے کا لہجہ نفرت و حقارت میں ڈوبا ہوا تھا" اور اسے اس طرح تباہ و برباد کرو، اس کی شخصیت اور تشخص اس طرح مسل کرر کھ دو کہ یہ دوبارہ اپنا باغی سر کبھی اٹھا ہی نا پائے بلکہ اپنے ہاتھوں سے اپنی ناپاک زندگی کا خاتمہ کرلے،

یوں کہ سارا الزام اس کے اس این جی او پر آئے، جان لو کہ حضرت نے تمھیں اس پاک اور نیک کام کے لئے چنا ہے،، سمجھے،،

وہ مرتد اور گمراہ شخص جہالت کی کونسی انتہاؤں پر تھا کہ ایک معصوم لڑکی کی معصومیت روندنے کو ایک نیک اور پاک کام قرار دے رہا تھا)

اوکے ڈیڈ،،

اس نے کہتے فون پاکٹ میں رکھا۔ اور اس گداز وجود کی جانب متوجہ ہوا۔ اللہ جانے اس کے پورے خاندان نے اس نازک سی لڑکی کو ہوّا یا بلا بنا کر کیوں اتنا سر پر سوار کر رکھا ہے۔ اس نے

سوچتے اسے مزید خود میں بھینچا۔بیگ شولڈر سے اتار کر ٹیبل پر رکھ کر اس کا فون نکالا اور اسے آف کر کے بیگ میں ہی ڈال دیا۔

آیت کو نرمی سے بازوؤں میں اٹھا کر روم میں لا کر بیڈ پر لٹایا۔ جانے کیوں ان پلوں کا اس وقت کا کتنی شدت سے جیسے صدیوں سے انتظار کیا تھا۔

پیروی تک سفید فراک، کے نیچے سفید روئی کے گالوں کی طرح سفید پاؤں جھانک رہے تھے۔یونہی چوڑی دار بازوؤں نے کلائی تک اسے کور کر رکھا تھا۔سر پر حجاب اتنی مہارت سے بندھا تھا کہ اس کے بیڈ پر لٹانے کے باوجود ذرا سا بھی نہیں سر کا تھا۔

وہ اس کے بہت قریب بیڈ پر بیڈ کراؤن سے ہلکی سی ٹیک لگا کر نیم دراز ہوا۔ پاس پڑے اس سفید نازک پھول کو غور سے دیکھا۔ اس وقت وہ نازک سی جان اس کے حواسوں پر بری طرح سوار تھی۔

کتنا دلفریب احساس تھا اس کی اس کے اتنے قریب موجودگی۔

جب سے اس مشن پر لگتے آیت فاطمہ کو پہلی مرتبہ دیکھا تب سے اس کے قرب کی خواہش دل میں منہ زور طوفانوں کی طرح سینے اور دل سے سر ٹکراتی مچلتی رہی تھی۔

جانے اس کے دل میں کیا سمائی کے کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے کشادہ سینے پر گرا لیا۔ نرمی سے حجاب پنز کھول کر حجاب ریموو کر دیا۔ حجاب اس پر سے نرمی سے کھینچا تو زلفوں کی گھنی سیاہ آبشار کھل کر اس کے سینے پر بکھری تھی۔ ایک معطر خوشبو میں بسا جھونکا تھا جو سانسوں سے ٹکرایا تھا۔

کتنے سال اٹلی میں گزارے تھے۔ جہاں دنیا کے نایاب ترین اور اعلیٰ ترین پرفیوم پائے جاتے تھے۔ مگر اس خوشبو کے سامنے سب ہی خوشبوئیں ہیچ تھے۔ بصائر نے سٹالر چہرے پر رکھ کر ایک لمبی سی

سانس اپنے اندر تک کھینچی تھی۔ سٹالر اپنے تکیے کے نیچے رکھ کر اب وہ پھر اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

سرخ و سفید رنگت، دراز گھنی سیاہ پلکیں، یاقوتی لب، چہرے پر معصومیت اور ایک دل پر لرزا ساطاری کر دینے والی پاکیزگی۔

پورا یورپ دیکھا تھا۔ وہ اس کا موازنہ اپنی سینکڑوں گرل فرینڈز سے کرنا چاہتا تھا۔ مگر دماغ پر شدید زور دینے کے باوجود کوئی اس لائق دماغ میں شبہہ ابھر ہی نہیں رہی تھی کہ جو اس وقت آیت کے صرف حجاب کے ہی مقابل ہوتی۔

بھٹکتی نگاہیں آئبرو کے اوپر شان سے بنے اس مغرور تل پر آکر ٹھہری تھیں جس نے اسے کافی دن سے پریشان کرر کھا تھا۔

شہادت کی انگلی سے محتاط انداز میں اس تل کو چھوا۔

(وہ جسے اس کلی کو مسلنے کے لئے بولا گیا تھا۔ اس کا دامن داغدار کرتے اسے رسوائیوں کی کھائیوں میں گرانے کو بولا گیا تھا۔ اس پر اپنی حیوانیت اور درندگی اتارنے کو بولا گیا تھا۔ اور خود بھی وہ یہی کرنے والا تھا۔ اب اس وقت اس کا باپ یا بھائی اسے یہ عجیب و غریب حرکتیں کرتا دیکھتا، تو مر ہی جاتا)

آئی ہیٹ یو،، یو سٹوپڈ مول،، کتنا پریشان کیا تم نے مجھے،، دور ہٹو اس سے،،

بصائر نے برا سا منہ بنایا اور اس تل کو ناراضگی سے گھورا۔

پھر اپنی پینٹ کی پاکٹ سے اپنا فون نکالا۔ اسے اپنے کندھے پر زرا سا سیدھا کر کے فون میں کافی ساری سیلفیز لیں۔

اسے کیا کرنا تھا اور وہ کر کیا رہا تھا۔

وہ کافی دنوں سے بے چین تھا اور راتوں کو سو نہیں پاتا تھا۔ اور اب عصر کے وقت ہی جیسے اس پر غنودگی طاری ہو گئی تھی۔

وہ بہت جلد اس کے بال اپنے چہرے پر رکھے گہری نیند سو گیا تھا۔

یہ جانے بغیر کہ آگے اپنی زندگی کے ایک ایک پل میں اس نے ان گزرے چند پلوں کا حساب دیتے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر گزارنے ہیں۔

وہ کہیں کا نہیں رہے گا۔

اس سے اس کا غرور، چین، سکون نیندیں جاہ و جلال، رتبہ، منصب سب کچھ چھن جائے گا۔ وہ اپنی زندگی بیچ کر بھی ان پلوں کا ہرجانہ نہیں خرید پائے گا۔ ہرگز نہیں،

کبھی بھی نہیں،،

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

رات کا جانے کونسا پہر تھا۔ بھاری ہوتے درد سے پھٹتے سر کے ساتھ آیت کی آنکھ کھلی تھی اور خود کو بے حجاب ایک نامحرم کی بانہوں میں سویا دیکھ اس کا دل جیسے پھٹ پڑا تھا۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی اور اس سے ایسے دور ہوئی جیسے کہ وہ کوئی اچھوت ہے۔

Noor Apps

اپنے منہ پر ہاتھ جما کر اپنی چیخیں آہیں اور سسکیاں روک کر ادھر ادھر دیکھا۔

حجاب نظر نہیں آیا۔ مگر چادر صوفے پر پڑی تھی جو اٹھا کر خود پر اچھے سے لپیٹی۔ وہ دبے قدموں اس کمرے سے نکلی تھی۔ رستہ بار بار دھندلا رہا تھا۔ آنسو آبشار کی طرح آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ وہ لڑکھڑاتی بمشکل کچن تک آئی۔ اپنا بیگ اٹھایا اور تیزی سے باہر نکلی۔

باہر گیٹ پر چوکیدار اور گارڈز موجود تھے۔ جو اس کی جانب دیکھ کر معنی خیز ہنسی ہنسے تھے۔ جیسے کہنا چاہتے ہو بی بی سب کچھ لٹا کر بھی چادریوں لپیٹی ہوئی ہے جیسے جانے کتنی پاکیزہ بچی ہو۔

دروازا کھولو،،،وہ نظر انداز کرتی بولی تھی۔ گارڈ نے درواز کھول دیا تھا۔

اب انھیں اس کی کیا ضرورت تھی بھلا۔ صاحب نے تو سب کچھ سود سمیت وصول کر ہی لیا ہو گا اس کی ویڈیو سمیت۔

تو انھوں نے دروازا کھول دیا۔

Noor_Apps

وہ رات کے گہرے اندھیرے میں بلک بلک کر روتی وہ دہلیز پار کر گئی تھی۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️
❤️❤️❤️❤️❤️

عشق_خاتم#

مصنفہ#واحبہ_فاطمہ

قسط7...

Noor_Apps

اگلے دن بصائر کی آنکھ کھلی۔وہ کافی دیر پڑا چھت کی جانب دیکھتا رہا۔ زہن بلکل خالی تھا۔رات وہ عرصہ دراز کے بعد بہت گہری نیند سویا تھا۔

کیوں؟

وجہ یاد آتے ہی ایک سرشاری سی رگوں میں دوڑ گئی۔بند کمرے کے ملگجے اندھیرے میں اس نے اپنا پہلو ٹٹولا تھا۔

آیت،،، دھیمے سے پکارا۔ مگر پہلو خالی دیکھ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

Noor Apps

بصائر نے تو اسے برباد کرنا تھا۔ مگر رات وہ ایسا کچھ نہیں کر پایا۔

اسے گِدھوں کی طرح نوچنا تھا مگر رات وہ اسے کافی نرمی سے چھوتا رہا۔ اسے بے پردہ کرنا تھا مگر وہ اسے اپنی پناہوں میں سمیٹ کر اس کو ایک محفوظ مقام دے گیا تھا۔

ایسا کیوں ہوا؟

وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر سوچ گیا۔ اپنے اتنے دنوں کی عجیب وغریب کیفیت سمجھ کر اس نے ایک گہری سانس اپنے اندر کھینچی تھی۔

I love her from the depth of my heart,,

بصائر نے اپنی رات بھر کی کار گزاری کے بعد بڑی شرافت سے قبول کیا۔ تیزی سے اٹھ کر لائٹ جلائی۔

آیت،،،

پورا کمرا خالی تھا۔

اپنے رویے کی وضاحت دے کر معافی مانگنی ہے اس سے،، اسے بتانا ہے وہ اس سے اتنی محبت کرتا ہے کہ اسے زرا بھی نقصان نہیں پہنچاپایا۔ اسے اپنی سچائی بتانی ہے۔ مگر یہ بھی کہ اب وہ دل و روح سے صراطِ مستقیم پر چلنے کو تیار ہے۔ واقعی آیت کے اپنی

Noor Apps

حفاظت کو لے کر ایمان پر استقامت نے بصائر کے دل و دنیا بدل ڈالے ہیں۔

جیسے اس کی نیت ایک رات میں بدل گئی تھی وہ آیت کے ایمان پر ایمان لانے پر مجبور ہو گیا ہے۔

واش روم کا بھی ڈور کھلا تھا۔وہ وہاں بھی نہیں تھی۔ صوفے پہ اس کی شال بھی نہیں تھی۔

آیت،،، بصائر نے پکارا۔ تیزی سے باہر نکلا۔ اسے یاد آیا کچن میں اس کا بیگ اور موبائل پڑا تھا۔وہ بھاگ کر کچن میں گیا۔بیگ اور موبائل بھی نہیں تھا۔

کیا وہ جا چکی ہے؟

Ssssshhhhhhhiiiittttt,,,

وہ ننگے پاؤں ہی باہر کی جانب بھاگا تھا۔

باہر گارڈز اڈے دیکھ کر الرٹ ہوئے۔

اس نے اشارہ کر کے گارڈ کو اپنے پاس بلایا۔

جی سر،،،؟

میڈم کہاں ہے،،؟بصائر نے ایسے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں پوچھا تھا کہ ایک مرتبہ تو گارڑ کے بھی گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

سر وہ تو رات ہی چلی گئیں تھیں،، گارڈ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

واٹ،،،؟وہ حلق کے بل چلایا۔کب؟؟

سر رات کے تقریباً تین بجے وہ یہاں سے نکل گئیں،،،، اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی اور بصائر نے اس کا گلا دبوچا تھا۔

یو باسٹرڈ،، میں ساتھ نہیں تھا تو اسے اکیلے کیوں نکلنے دیا باہر،،، ؟وہ چلایا

سر ہمیں لگا،، آپ کا کام پورا ہو گیا ہے تو،،، ؟

یو باسٹرڈ،، ڈوگ،،، کونسا کام،،، کیا گند بھر رکھا ہے اپنے دماغ میں،، میری ہونے والی بیوی ہے وہ،، مرزا البصائر احمد کی،، اب ڈھونڈو اسے،، اور یقین کرو اگر اسے کوئی نقصان پہنچا ہوا تو جنگلی کتوں کے آگے ڈال دوں گا میں تم لوگوں کو،،

وہ چلایا اور گارڈ کو پوری طاقت سے زمین پر پٹخ کر تیزی سے واپس اپنے کمرے میں گیا۔

اپنا والٹ موبائل اور گاڑی کی چابی لی اور جوتے پہن کر باہر نکلا۔ انگ انگ میں بے چینی تھی۔ تیزی سے گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی۔

کچھ ہی دیر میں وہ عشقِ خاتم فاؤنڈیشن کے باہر تھا۔ تیزی سے گاڑی سے نیچے اتر کر دھاڑ سے دروازا بند کیا اور اسی تیزی گیٹ کراس کرنے کی کوشش کی۔

تب چوکیدار نے اسے اندر جانے سے روکنے کی کوشش کی۔

سر آپ اندر نہیں جاسکتے کسی صورت،، منع کیا گیا ہے،،

چوکیدار کے الفاظ سے وہ حیران نہیں ہوا تھا۔ مگر اس نے ایک ہی دھکے سے اسے اپنے راستے سے ہٹایا تھا۔ وہ تیزی سے اندر آیا۔

چوکیدار اس کے پیچھے لپکا۔

وہ اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تو سامنے ہی فرید صاحب قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ شور و غل کی آواز پر سر اٹھا کر سنجیدگی سے اوپر دیکھا۔

بصائر اس دھکے مارتا اندر آرہا تھا۔

آیت،،،وئیر آر یو؟؟؟؟وہ چلارہا تھا۔چوکیدار ہوائیاں اڑا چہرہ لیے فرید صاحب کو دیکھنے لگا۔

صاحب یہ زبردستی اندر آگئے،،چوکیدار نے غصے سے کہا۔

ٹھیک ہے تم جاؤ میں دیکھ لوں گا،،،فرید صاحب نے کہا تو چوکیدار واپس چلا گیا۔وہ فرید صاحب کے قریب آیا۔

بابا آیت کہاں ہے،،؟اس نے آس بھری نگاہوں سے فرید صاحب کو دیکھا۔

یہ سوال تو مجھے تم سے پوچھنا چاہیے میاں،، کیونکہ وہ تمھارے ساتھ تھی،، تو کہاں ہے میری بچی،،؟ فرید صاحب نے سرد سے لہجے میں کہا تھا۔

آیت،،

وہ پھر بے چین ہو کر پکارنے لگا۔ خود ہی اٹھا اور اس کے بیڈ روم گیا۔ جو کہ خالی منہ چڑھا رہا تھا۔ کچن، واش روم وہ کہیں بھی تو نہیں تھی۔

آیت،،،، ڈیم اٹ وئیر آر یو،،، وہ چلایا۔

فرید صاحب اپنے کام میں یوں مشغول ہو گئے جیسے وہاں ان کے علاؤہ کوئی موجود ہی نہیں تھا۔ آخر اسے اندر سے امید اور مدینہ آتی دکھائی دیں۔

آپ لوگوں نے آیت کو کہیں دیکھا ہے،،،

وہ ان کی جانب دیکھ کر لپکا۔ ان دونوں نے ہی نفرت سے منہ پھیر لیا تھا۔ اور واپس اپنے کمرے میں چلیں گئیں۔

Noor Apps

وہ فرید صاحب کے پاس آیا تھا وہ جو اپنے چھوٹے سے پلنگ پر بیٹھے آخر مرزا بصائر احمد زمین پر گھٹنوں کے بل ان کے سامنے بیٹھا تھا۔

بابا،، پلیز مجھے بتا دیں وہ کہاں ہے،،، ؟بصائر نے ان کا ہاتھ تھام کر اس لہجے میں پوچھا تھا کہ ایک مرتبہ فرید صاحب بھی اس کی جانب دیکھ کر رہ گئے۔ مگر اگلے ہی پل انھوں نے اپنا ہاتھ بری طرح جھٹکا تھا۔

بابا ایسے مت کریں،، میں اسے اپنی سچائی بتانے والا تھا،، آپ کو بھی بتا دیتا ہوں،،،

بصائر احمد رکا نہیں تھا پھر انھیں اپنی ساری حقیقت بتاتا چلا گیا۔ وہ چپ چاپ سنے گئے۔ اور افسوس سے اس کی جانب دیکھے گئے۔

میں معافی چاہتاہوں،، اس سے بھی معافی مانگنے کو تیار ہوں،، اس سے بولیں جو وہ کہے گی میں کروں گا،، میں اس کے ایمان پر ایمان لایا،، گزشتہ رات گواہ ہے میں اس کے ایمان پر ایمان لایا،، میری نیت خراب تھی مگر اس سے بولیں میں نے کچھ غلط نہیں کیا،،، مگر اسے کہیں وہ میرے سامنے آئے،، مجھے بتادے کہ وہ ٹھیک ہے،، نہیں تو میرا دم گھٹ جائے گا بابا،، میں اس کے پیروں میں گر کر

معافی مانگنے کو تیار ہوں مگر اسے کہیں صرف ایک بار میرے سامنے آجائے،،،

اس کی لال انگارا آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

چلے جاؤ بصائر احمد یہاں سے،، بابا نے اب کی بار سنجیدگی سے کہا تھا۔

اور تم کہتے ہو تم نے اس کا کچھ نہیں چھینا تو یہ غلط فہمی ہے تمھاری،، تم نے اس کی ذات کے غرور کو اس کے پندار و عزت نفس پر کاری وار کیا ہے،، تم نے اس کے اعتبار اور تشخص کی دھجیاں اڑادیں،، وہ آیت جو اپنا ایک بھی بال کسی نامحرم سے چھپاتی تھی تم نے اس

کے سر سے حجاب اتار دیا،، وہ ساری رات ایک نا محرم کے

پاس،،،،

دفع ہو جاؤ بصائر احمد یہاں سے،،،،

وہ کہتے کہتے برہم ہوئے تھے۔

اگر میں نے اس کے سر سے حجاب اتارا ہے تو آپ یقین رکھیں

میرے علاوہ اسے کوئی بے پردہ نہیں دیکھ پائے گا،، میں ہی وہ پہلا

اور آخری مرد ہوں جس نے اسے بے پردہ دیکھا،،، اس کا محرم

بھی میں ہی بنوں گا،، یہ رات تو اسے یاد بھی نہیں کرنے دوں گا،،

آپ بس بتا دیں مجھے وہ کہاں ہے،، میں اس کے بغیر سانس بھی نہیں لے پا رہا بابا پلیز بتا دیں،،

جاؤ میاں جاؤ کام کرو اپنا،، ہمیں مت پریشان کرو،، بابا جھنجھلا کر بولے تھے۔

بصائر ان کی جانب دیکھے گیا۔

Noor_Apps

اچھا چلا جاؤں گا،، یہ نہیں پوچھوں گا وہ کہاں ہے آپ کچھ مت بتاؤ،، مگر صرف اور صرف اتنا بتا دیں وہ ٹھیک تو ہے ناں،، سہی سلامت پہنچ گئی تھی ناں یہاں،،، بصائر نے ایک مرتبہ پھر ان کا ہاتھ زبردستی پکڑا تھا۔

ہاں،،،

مختصر جواب آیا تھا۔

اور بصائر نے ایک گہرا سانس بھرا۔ وہ کافی دیر حسرت بھری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتا رہا اور پھر شرافت سے اٹھ کر باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

امید،،، ارزانش میں نے کہا باہر آؤ،،،

کوثر بیگم کی چنگھاڑتی آواز پر وہ دونوں ہی اپنے اپنے کمروں میں موجود چونکے تھے۔

پھر آخر ارزانش خان ہی پہلے اپنے کمرے سے باہر نکلا۔

اور مریل سے قدموں سے امید بھی اپنے کمرے سے باہر نکلی۔

Noor Apps

کیا بات ہے امی،، آپ ٹھیک تو ہیں،، ارزانش خان نے پوچھا
مطلب جلے پر تیل چھڑک دیا تھا۔

ارے میں کب ٹھیک رہ سکتی ہوں جب تک یہ سائن میرے سینے
پہ مونگ دلنے کو زندہ ہے میں کیسے ٹھیک رہ سکتی ہوں،، پہلے اس
کے ماں باپ نے ہم سے ہمارا ہر حق چھین لیا،، اب اس نے
میرے بیٹے کو مجھ سے چھین لیا،، آخر یہ چاہتی کیا ہے،،؟
کوثر بیگم بولتے ہوئے امید کی جانب لپکی تھی۔ وہ خوفزدہ ہوئی۔
نا محسوس انداز میں بے اختیار ارزانش کے پیچھے ہوئی۔ وہ بھی اپنے
اور کوثر بیگم کے بیچ حائل ہوا تھا۔

کیا بات ہے امی جو بات کرنی ہے مجھ سے کریں،، اسے کچھ نہیں کہہ سکتیں آپ،،

تم نے نکاح کیا ہے اس سے،،؟ وہ چلائیں تھیں۔

جی،، کیا ہے،، اس میں اتنا وبال مچانے کی کیا ضرورت ہے امی،، ایک قانونی، حلال اور جائز رشتہ قائم کیا ہے اس سے،،

ارزانش خان کے اطمینان پر کوثر بیگم مزید بھڑک گئیں تھیں۔

کس سے پوچھ کر،،،وہ پھر چلائیں۔

اپنی مرضی سے،،

تو آخر کار اس بازارو حرافہ لڑکی نے تمھیں اپنے جال میں پھانس ہی لیا،،یہی ادائیں،،،،،،،

بس کر دیں امی بسسسس،،،

اب ارزانش خان بھی کی آواز بھی بلند ہوئی تھی۔

یقین کریں یہاں آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو دوبارا بات کرنے کے قابل نا رہتا،، شادی کہ ہے میں نے اس سے،، عمر بھر کا ساتھ ہے،، یہ بات آپ جتنی جلدی قبول کریں گی آپ کے لیے اتنا ہی بہتر ہو گا،، نہیں تو اپنی بیوی کو لے کر میں یہاں سے جانے میں زرا دیر نہیں لگاؤں گا،،،

وہ اونچی آواز میں بولا تھا۔ کوثر بیگم صوفے پر بیٹھتی چلیں گئیں۔

چندا تارا ان کے لیے پانی لینے بھاگیں۔

ارزانش امید کا بازو پکڑے اسے اس کے کمرے میں لایا تھا جو بگ آواز آنسو بہا رہی تھی۔

یقین کریں ارزانش میں نے کبھی تائی امی کو اپنی ماں سے کم تر نہیں سمجھا،، کبھی ان کے احترام میں کوئی کمی نہیں آنے دی،، جو بڑوں کے بیچ ہوا،، اس میں بھی میرا کوئی قصور نہیں تھا،، نا میں نے دادا جی سے کہا تھا کہ سب کچھ میرے باپ کے بعد میرے نام لگا دیں،، تو کیوں ہر بار،، ہر بات میں قصوروار مجھے سمجھا جاتا ہے،،،

وہ روتے ہوئے بولے گئی۔

اور ارزانش اسے بغور دیکھے گیا۔

تم فکر مت کرو میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا،، ارزانش خاآن نے اس کا گداز وجود اپنے سینے سے لگایا تھا۔ اور ایسا کرنے سے اس کی رگوں میں سرشاری سی اتری تھی۔

امید کے حواس بحال ہوئے تو پتہ چلا کہ وہ اس کی بانہوں کے حصار میں ہے،،

امید کسمسائی۔ تب ارزانش کو بھی ہوش آیا تھا۔ وہ نرمی سے پیچھے ہٹا اور اسے آزاد کر دیا۔

Noor_Apps

آپ کو تائی امی سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی،، جا کر تائی امی سے معافی مانگیں،،،

فکر مت کرو میں سب ٹھیک کر دوں گا،،۔

وہ اس کی گال سہلا کر کمرے سے باہر نکل سے باہر تھا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️
❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

Noor_Apps

وہ سیڑھیوں اتر کر تیزی سے نیچے اترا تھا جب دائیں جانب سے آتے کسی گداز وجود سے ٹکرایا۔

Ssssshhhhhhhiiiittttt,,,,,,

مٹی سی اٹا وہ وجود اس کی ساری سفید ٹی شرٹ خراب کر چکا تھا۔

واٹ دا ہیل،،،،

وہ غرایا۔

مدینہ جو گرین ہاؤس سے اپنے کمرے میں جا رہی تھی سامنے اس لمبے چوڑے شخص کو دیکھ کر آنکھوں میں حیرت در آئی۔ مگر اپنی وجہ سے اس کے کپڑوں کا حشر دیکھ جی بھر کر شرمندہ بھی ہوئی۔

یو سٹوپڈ گرل تمھیں نظر نہیں آتا،،

وہ دانت پیس کر بولا تھا۔

کیا ہوا ہے ارقم کیوں اور کس پر چلا رہا ہو،،،

پاکیزہ بیگم اوپر سے متفکر سی اتری تھیں۔ فکر اس بات کی تھی کہ ان کا سپوت اس نازک سی لڑکی کو کچھ اول فول نا بک دے،،

جبکہ مدینہ پاکیزہ بیگم کے اسے ارقم کہنے پر اپنا سانس تک روک گئی تھی۔ مزید حیرت سے سامنے کھڑے خوبرو،، مگر مغرور و متکبر بندے کو کو اب بغور ملاحظہ کیا۔

یہ دیکھیں مما،،اس فولش گرل نے میرے کپڑے خراب کر دیئے،،ایک اہم میٹنگ اٹینڈ کرنے جانے والا تھا میں،،پہلے ہی لیٹ تھا،،اور اب بورڈ میٹنگ کے ممبر چلیں جائیں گے،،وہ بری طرح جھنجھلایا ہوا تھا۔

چینج کر لو،،،پاکیزہ بیگم نے حل پیش کیا اسے حیرت ہوئی تھی کہ پاکیزہ بیگم نے اس میڈ کو کچھ نہیں کہا تھا۔وہ تن فن کرتا واپس چلا گیا۔

نور جاؤ تم چینج کر و یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے تم نے اپنا،،،

پاکیزہ بیگم کو اس پاگل لڑکی پر بھی غصہ آیا تھا۔ وہ جلدی سے اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔

وہ دیر تک بڑبڑاتا رہا۔ میٹنگ کینسل ہو چکی تھی۔ اور اس کا موڈ بری طرح خراب ہو چکا تھا۔ وہ چینج کر کے باہر نکلا تھا۔ اور جو نہی اپنی بالکونی میں چلا آیا۔

اس کی نگاہیں سامنے لان کی جانب گرین ہاؤس کے اینٹرس پر اٹھیں تھیں اور پلٹنا بھول گئیں۔ اس کی ارقم کی جانب پیٹھ تھی۔

وہ جو کوئی بھی تھی۔

Noor_Apps

اب ہلکے مسٹرڈ کلر کی شارٹ فراک چوڑی دار پاجامہ پہنے اپنے گھٹنوں تک لمبے ریشمی گیلے بال سکھا رہی تھی۔

اس کی شروع دن سے کمزوری رہی تھے صنف نازک کے لمبے بال۔ اپنے سرکل کی لڑکیوں میں تو حسرت ہی رہی کہ کسی کے اتنے زیادہ لمبے بال دیکھے۔

اور اب سامنے حیرت انگیز خوبصورت سا نظارا تھا وہ مبہوت سا وہ ریشمی زلفیں دیکھے گیا۔ اب تجسس سے مجبور ہو کر وہ اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا۔

آخر کون تھی یہ؟ اور ان کے گھر کیا کر رہی تھی؟ وہ چند پلوں میں اس کے پیچھے آن کھڑا ہوا تھا۔

مدینہ کو آہٹ سی محسوس ہوئی تو پیچھے مڑ کر دیکھا۔

وہ گڑبڑائی تھی اور قریب ہی کین کی کرسی پر رکھا دوپٹہ اٹھا کر سر پر لیا۔

ارقم نے حیرت سے سر تاپا اس لڑکی کو دیکھا جو زرا سا حلیہ بدل لینے سے نوکرانی سے رانی لگ رہی تھی۔

Noor Apps

کون ہو تم،،،؟ اور اس گھر میں کیا کر رہی ہو،،؟ ارقم نے پوچھ ہی لیا۔

تبھی ارقم کا فون رنگ ہوا تھا۔ وہ اپنے فون کی جانب متوجہ ہوا اور ہلکے سے پیٹھ موڑ کر فون سننے لگا۔ فون سن کر مڑا تو حیرت سے آنکھیں پھیل گئیں۔ میڈم گدھے کے سر سے سینگ کی مانند غائب تھی۔

سٹوپڈ گرل،،، وہ بڑبڑایا بھلا نام بتانے میں کیا پریشانی تھی۔

ویسے اگر وہ میڈ نا ہو تو اچھی خاصی خوبصورت ہے۔

Noor_Apps

لاحول ولا قوۃ،،،،ارقم نے خود کو ملامت کیا اور اپنے کمرے میں چلا آیا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️
❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا۔ آج پورا ایک ماہ ہو چلا تھا اس کا کچھ اتا پتا نہیں تھا۔ وہ روز فاؤنڈیشن کے کئی چکر لگاتا اکثر وہیں پڑا رہتا۔

Noor_Apps

فرید صاحب بھی کچھ نہیں بتا رہے تھے۔اس نے اپنے کافی سارے بھروسہ مند آدمی اس کی تلاش میں لگائے ہوئے تھے۔

انھوں نے شہر کا چپہ چپہ چھان مارا تھا۔

مگر آیت کا کچھ پتا نہیں چل پایا تھا۔

مرزا ہاشم کی بار بار کال آرہی تھی۔آخر اس نے فون کال رسیو کی۔

تم نے بتایا ہی نہیں مرزا اثیر احمد کہ کیا بنا کام کا،،،

مرزا ہاشم چمک کر بولا تھا۔۔

آؤ کم آن ڈیڈ،، آپ اتنے تو معصوم ہیں نہیں کہ آپ کو پتا نا ہو کہ میں نے کیا کیا؟ اب جب وہ منظر سے غائب ہے اور آپ کا کام ہو گیا ہے تو آپ کو سکون کیوں نہیں آ رہا اب،،

وہ بدتمیزی سے چلایا تھا۔ مرزا ہاشم گڑبڑا ئے۔

ارے میں تو پوچھ رہا تھا تم کدھر غائب ہو،، واپس نہیں جانا کیا،،

انھوں نے گڑبڑا کر بات پلٹی۔

وہ میری مرضی ہے ہے جب دل کرے گا چلا جاؤں گا واپس،، دو چار دن پرائیویسی دے دیں مجھے،، مجھے میری لائف سکون سے گزارنے دیں،،

اس نے بول کر کھٹاک سے فون رکھا تھا۔

اور اس بات نے مرزا بصائر احمد کی کمر توڑ دی تھی کہ وہ اس کی دسترس سے دور جانے کہاں گم ہو گئی ہے۔ ہوش میں رہ کر تو اسے یوں محسوس ہوتا اس کا دم گھٹ رہا ہے لیکن ہوش گنوا کر بھی کہاں قرار آتا تھا۔

وہ جیسے جاتے ہوئے اس کے پہلو سے اس کا سب کچھ چھین کر لے جا چکی تھی۔رگوں میں تلخی و بے قراری بھر گئی تھی۔

اب بھی وہ اوندھا پڑا اپنے سیل فون میں اس دن کی وہ سیلفیز دیکھے گیا ایک ہاتھ پر اس کا حجاب لپیٹا ہوا تھا۔وہ حجاب بار بار اپنی ناک کے قریب لے کر جاتا۔اس کی خوشبو جیسے اپنی روح میں اتارتا رہا۔

تبھی اس کا نوید دروازے کو ناک کر کے اندر داخل ہوا تھا۔

سر ایک اہم خبر ہے آپ کے لیے،،،

اس نے کہا تھا اور بصائر کا جیسے پورا وجود سماعتیں بن گیا تھا۔

وہ اٹھ کر بیٹھا۔ جلدی بولو،،؟

سر وہ میری خبر کے مطابق میڈم اس دن سے اپنے آبائی گھر میں تھیں،، آج ہی فاؤنڈیشن واپس لوٹیں ہیں اور آج ان کی منگنی ہے ان کے کسی کلاس فیلو عادل سے،،

نوید نے اس کے سر پر بم پھوڑا۔ مرزا بصائر احمد کو لگا ساتوں آسمان اس کے سر پر گرے ہیں۔ یا کسی نے س کا سینا چاک کر کے اس کا دل چیر ڈالا ہے۔

Noor-Apps

وہ لہو چلکاتا دھواں دھواں چہرہ لیے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

سر انھوں نے سکیورٹی بڑھا دی ہے اور یقیناً آ وہاں آپ کا داخلہ ممنوع ہو گا،،

نوید نے اسے رسانیت سے سمجھانا چاہا۔

بھاڑ میں گئی ان کی سکیورٹی،،،

وہ دانت پیس کر بولا تھا۔

وہ کھڑکی کے پاس افسردہ سی بیٹھی تھی۔جب فرید بابا اندر آئے۔

فاؤنڈیشن میں آج کافی گہما گہمی تھی۔ مہمان پہنچنے والے تھے۔

بس آیت کو تیار ہونا تھا۔آج تو امید اور مدینہ بھی کافی خوش دکھائی

دے رہیں تھیں۔وہ کھوئی کھوئی سی بیٹھی تھی۔ منگنی کا عادل

لوگوں کی جانب سے آیا سرخ لباس بیڈ پر پڑا تھا۔

پہلی پہلی بار دل کی دھرتی پر محبت ویقین کی کونپل پھوٹتی تھی جسے

اس نے بے دردی سے مسل ڈالا تھا۔جانے پورا پاکستان چھوڑ کر یہ

دل اس ایک۔ الٹ پلٹ کے لیے ہی کیوں دھڑکا تھا۔ اسے اس بات کا ساری زندگی افسوس رہنے والا تھا۔

جب فرید صاحب اندر داخل ہوئے۔ وہ اپنی سوچ میں اتنی گم تھی کہ اسے پتا نا چلا کہ فرید صاحب کب اندر داخل ہوئے۔

تمھیں اسے معاف کر دینا چاہیے،، وہ اس کی دگرگوں حالت دیکھ کر مشورہ دے بیٹھے۔ وہ ان کی آواز پر چونکہ تھی اور بات پر پھر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی۔

اسے تو کب کا معاف کر چکی ہوں بابا،، بس اپنے آپ کو معاف نہیں کروں گی کبھی بھی،،، وہ اذیت کی انتہا پر تھی تبھی بے بسی سے بولی۔

اچھا،، تمھیں خود کو بھی معاف کر دینا چاہیے،، بابا نے اس کے سر پر دست شفقت رکھا تھا۔

کاش یہ ممکن ہوتا بابا،،وہ سسک پڑی۔ اور ان کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

اب جب اپنے دل کو مار کر کڑا فیصلہ لے ہی لیا ہے تو اس پر ثابت قدم رہو میری بچی،،ویسے بھی بھروسہ توڑ دینے والوں کے لیے رویا نہیں جاتا،،اپنی اگلی زندگی کے بارے میں سوچو،،عادل بہت اچھا لڑکا ہے،،انشاللہ تم بہت خوش رہو گی،،

فرید صاحب نے اسے سمجھایا وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

جلدی سے تیار ہو جاؤ مہمان آ گئے ہیں،،وہ بول کر چلے گئے۔

آیت بوجھل قدموں سے اٹھی اور واش روم سے لباس تبدیل کر

کے آئی۔ ہلکے کام والی سرخ فراک اور سرخ ٹراؤزر کے اوپر فینسی حجاب کے کر دوپٹہ سیٹ کیا۔ وہ جوڑے میں حجاب پن سیٹ کر رہی تھی کہ آئینے میں اپنے پیچھے جو شبہہ ابھری اس نے آیت کو خوف سے نیلا کر چھوڑا تھا۔

وہ جھٹکے سے پیچھے مڑی۔ وہ ملگجے سے حلیے میں سامنے دیوار سے ٹیک لگائے اب سر تاپا اسے فرصت سے دیکھنے میں مصروف تھا۔ اتنے دنوں کی دید کی پیاس تھی جو بجھنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

اس کے ساتھ گارڈز کی ایک فوج تھی جو فاؤنڈیشن کے پچھلے گیٹ سے وہ با آسانی اس تک پہنچ آیا تھا۔ باقی سب مہمان تو فاؤنڈیشن کے بڑے سے ہال میں موجود تھے۔

با،،،با،،، آیت کے لب کپکپائے۔ وہ تیزی سے اس تک پہنچا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک رومال رکھ کر اس کی چیخ کا گلا گھونٹ دیا۔ وہ منٹوں میں ہوش سے بیگانہ ہو کر اس کے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔ بصائر نے نرمی سے اسے بازوؤں میں اٹھایا اور جیسے وہاں آیا تھا ویسے ہی وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

امید اپنے کمرے میں تھی کافی دنوں سے ارزانش کا اترا اترا چہرہ نوٹ کر رہی تھی۔وہ سمجھی شاید وہ کوثر بیگم کی وجہ سے پریشان ہے۔

وہ کچن میں کھانا کھانے آئی تھی۔جب ارزانش بھی باہر سے کہیں تھکاہارا واپس آیا اور شاید کچن میں پانی پینے چلا آیا تھا۔

Noor_Apps

اسے دیکھ کر اس کے قریب چلا آیا لبوں پر خوشگوار مسکراہٹ سجائی۔

کیا کر رہی ہو،، اس نے اس کا ہاتھ تھام کر ہاتھ پر ہلکا سا دباؤ ڈالتے پوچھا۔ امید کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

کھانا کھانے،، اس نے نگاہیں جھکا کر کہا تھا۔

باقی سب کہاں ہیں،،،؟ وہ پوچھ بیٹھا۔

کھانا کھا چکے ہیں،، اس نے سادگی سے بتایا۔

چلو پھر تمھارا ساتھ میں دوں گا کھانا کھانے میں،، ویسے بھی مجھے بھی بہت بھوک لگی ہے،،

اس نے ڈائننگ چیئر پر بیٹھتے کہا۔ امید نے کھانا گرم کیا۔ کھانا گرم کرتے وہ نروس ہوتی رہی کیوں وہ اسے بہت گہری نگاہوں سے نہارنے میں مصروف تھا۔

وہ کھانا لگا کر اس کی ساتھ والی چیئر پر بیٹھی۔ دونوں کھانا کھانے لگے۔ امید نے اب بھی اس کی غیر معمولی خاموشی بری طرح نوٹ کی تھی۔

ایک بات پوچھوں آپ سے،،؟ امید نے جھجھکتے پوچھا۔

Noor_Apps

سو پوچھو میری جان،،وہ مسکرا کر بولا امید بلز کر گئی۔

آپ کافی دنوں سے پریشان ہیں کیا بات ہے،، آخر اس نے پوچھ ہی لیا۔۔

اگر سچ بتاؤ تو امید میری جاب چلی گئی ہے،، کوئی بھاری سفارش تھی جس کو میری جگہ رکھ کر مجھے بل وجہ جاب سے فارغ کر دیا اور اس بات نے مجھے بہت ڈسٹرب کر رکھا ہے،، یہ پاکستان میں ان ناانصافیوں سے اچھا خاصا شریف بندہ باغی ہو جائے،،وہ تلخی سے بولا۔

Noor-Apps

تو آپ کو جاب کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ اپنی دکانیں سنبھالیں،، یا کوئی بھی کاروبار شروع کر لیں،، اس نے اطمینان سے مشورہ دیا۔

تم اپنے ایسے فضول مشورے اپنے پاس رکھو امید،،، اس نے اسے جھڑکا تھا وہ فق چہرہ لیے اسے دیکھے گئی۔

تو اس میں فضول کیا ہے ارزانش،، جو میرا ہے وہ آپ کا بھی تو ہے،،،

وہ روہانسی ہوئی۔

کلوز دی ٹاپک امید،، خاموشی سے کھانا کھاؤ،، اور مجھے تمھیں جی بھر کر دیکھنے دو،، رخصتی کے بعد تو دیکھنے کی فرصت ہی نہیں ملنی،،،

وہ دوٹوک لہجے میں بولتا اس کی اتری شکل دیکھ کر آخر میں ذو معنی بات کر گیا۔

وہ چپ چاپ کھانا کھانے لگی مگر سوچ کافی گہری تھی۔

Noor_Apps

پھر ایک ماہ گزر گیا۔ ارزانش کو جاب نا ملی۔ اس کی محبت اور دیوانے پن میں دن با دن اضافہ ہی ہوا۔

وہ ایک دن ہمت کر کے کالج سے ہی وکیل انکل کے آفس چلی گئی تھی۔ وہ ارزانش کے لیے ایک سرپرائز تیار کرنا چاہتی تھی۔

پھر جلد ہی وہ موقع بھی آ ہی گیا۔ آج ارزانش کی برتھ ڈے تھی۔ اس نے ایک سب سے چھپ کر ایک چھوٹا سا کیک بنایا تھا۔ اور اب رات کو وہ اس کے کمرے میں موجود تھا۔

یہ ایک خوشگوار سرپرائز ہے میرے لیے،،، وہ بہت خوش دکھائی دے رہا تھا۔ ارزانش نے کیک کاٹا۔ اور پہلا بائٹ اسے کھلایا۔

آپ کی برتھ ڈے پر میں آپ کو پراپرٹی کے پیپر گفٹ دینے والی ہوں ارزانش،، اور اب آپ انکار نہیں کریں گے،،،

نہیں امید یہ سب تمھارا ہے میں نہیں رکھ سکتا،، چاہے کچھ بھی ہو جائے یہ پراپرٹی تمھاری ہے،، اس میں کچھ بھی میرا نہیں ہے،،، ارزانش خان کی آنکھوں میں یاسیت طاری تھی۔

Noor_Apps

امید نے سینے سے اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی۔

کیا تیرا میرا لگا رکھی ہے آپ نے،، اب جب میں صرف اور صرف آپ کی ہوں تو جو میرا ہے وہ آپ کا بھی تو ہے ناں،، اسی لئے اب کچھ نہیں بولیں گے آپ،،، اور ویسے بھی پیپر بنوا کر سائن کر چکی ہوں میں،،،

امید نے مسکرا کر کہا تھا اور اس سے دور ہٹی اپنے بیڈ کی سائیڈ ڈرار سے وہ سائن شدہ پیپر لے کر آئی۔ اور اس کی جانب بڑھائے

Noor_Apps

ارزانش خان نے فاتحانہ مسکراہٹ سے وہ پیپر دیکھے اور امید کے ہاتھ سے وہ پیپر تھام لیے۔اس نے پیپر ہاتھ میں لیے جب کوثر بیگم حقارت سے مسکراتی ہوئیں بغیر دستک کے اندر داخل ہو گئیں۔

یہ لیں امی،،اس جائیداد میں سے آپ کا آدھا حصہ،، فکر مت کریں باقی کا بھی میں جلد اس سے نکلوا ہی لوں گا،،

ارزانش خان نے اطمینان سے کہا تھا اور امید پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی بدلی نگاہیں دیکھے گئی۔

Noor Apps

کیا دیکھ رہی ہو جان من،،، ارزانش خان کا سٹینڈرڈ کافی ہائی ہے تم سے،، تمھاری اوقات تو میری رکھیل بننے کی بھی نہیں ہے بیوی تو بہت دور کی بات ہے،،،

ارزانش خان نے ایک آنکھ ونک کر کے حقارت سے کہتے اس کی عزت نفس، خوداری تشخص کی دھجیاں اڑا دی تھیں۔

بہت اچانک بہت بڑا صدمہ ملا تھا اسے بہت بڑا دھوکہ کہ وہ اٹھ نہیں پا رہی تھی۔ کوثر بیگم وہ پیپر لے کر فاتحانہ سی مسکان چہرے پر سجائے وہاں سے جا چکیں تھیں۔

امید اسے دیکھے گئی۔

یہ سب کیا ہے ارزانش،، اگر مزاق ہے تو بہت برا ہے،، مجھے بلکل اچھا نہیں لگا،، پلیز بول دیں کہ یہ سب مزاق ہے،،

اووو،، میری جان مزاق تو میں کر رہا تھا تم سے اتنے دنوں سے،، اپنی ماں کی ہر بے عزتی کا بدلا لینے کے لیے،، اپنی بہنوں کی کی گئ انسلٹ کے لیے،، ہر موقع پر انھیں نیچا دکھانے کے لیے،، تمھیں کیا لگا کہ میں انجان تھا اس سب سے،، مجھے پل پل کی خبر تھی،،

وہ سب جھوٹ کہا گیا ہے آپ کو،،

Noor Apps

تو تمھارے کہنے کا مطلب ہے کہ میری ماں بہنیں جھوٹی ہیں،،وہ اس کا بازو دبوچ کر غرایا تھا۔

سچ ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے ارزانش،، چھ ماہ سے تو آپ بھی اس گھر میں ہیں،، کب مجھے بد تمیزی اور بے عزتی کرتے دیکھا آپ نے تائی امی لوگوں کی،،

Noor - Apps

وہ وضاحت نہیں دینا چاہتی تھی مگر بے بسی سے بولی تھی۔ ایک دنیا میں واحد خوشی اور سہارا میسر ہو اور وہ بہت اچانک چھن جائے بہت تکلیف ہوتی ہے۔

وہ سب ڈارلنگ تم صرف مجھے دکھانے کو میرے سامنے ناٹک کر رہیں تھیں،،

وہ پھر اس کی شخصیت کی دھجیاں بکھیر گیا۔

پھر تو شاید میں نے ایک اندھے، اور چہرے شخص سے محبت کی

جسے سچائی دکھائی سنائی ہی نہیں دی،،، امید کا لہجہ تلخ تھا۔

شٹ اپ یو،، آئینہ دکھنے پر وہ تلملایا۔

امید خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھے گئی۔

مجھے طلاق کب دے رہے ہیں،،،؟ امید نے خشک آنکھوں سے

اسے پوچھا تھا۔

Noor-Apps

ارز انش کو دھچکا سالگا وہ شاید اپنی دانست میں یہ فرض کیے بیٹھا تھا کہ وہ روئے گی، چیخے گی چلائے گی،، اس سے اپنے رشتے اور محبت کے واسطے دے کر بھیک مانگے گی۔

مگر یہاں تو ایسا کچھ نہیں تھا۔ وہ سرد و سپاٹ چہرہ لیے اس سے طلاق کا پوچھ رہی تھی۔

اور میں تمھیں طلاق کیوں دوں گا،،،؟ وہ شاکڈ سٹیٹ سے باہر آ کر بولا تھا۔

ابھی تو آپ نے کہا کہ میں رکھیل بننے کے لائق بھی نہیں آپ کی اور آپ کا سٹینڈر کافی ہائی ہے، آپ کا سٹینڈر تو بزدلوں کی طرح

Noor_Apps

دھوکہ دے کر چند ٹکوں کی پراپرٹی حاصل کرنے کا ہے،، تو اسی لئے پوچھا کہ طلاق کب دے رہے ہیں مجھے،، امید نے اس کے الفاظ اسی کو لوٹائے تو وہ پہلو بدل کر رہ گیا۔

باقی کی پراپرٹی کب دے رہی ہو مجھے،، اس نے ایک اور پتا پھینکا۔

پیپر بنوالیں،، میں طلاق کے بنواتی ہوں،، آپ طلاق پر سائن کر دینا میں پراپرٹی والے پیپرز پر کر دوں گی،، اب آپ اپنا ناپاک وجود کے کر میرے کمرے سے باہر جا سکتے ہیں،،،

وہ بول کر اپنی اطمینان سے سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی تھی۔

ارزانش خان نے اس کی پیٹھ کو بری طرح گھورا۔ اور تن فن کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

امید نے اٹھ کر کمرا لاک کیا تھا۔

اور پھر وہ تھی اس کی آہیں،، سسکیاں،، بد عائیں۔

Noor Apps

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

عشقِ_خاتم#

مصنفہ#واحبہ_فاطمہ

قسط نمبر8۔۔

بھاری ہوتے، درد سے پھٹتے سر کے ساتھ آیت کی بمشکل آنکھ کھلی تھی۔ وہ کئی لمحوں کی تگ ودو کے بعد اپنی آنکھیں کھول پائی تھی۔ کئی لمحوں تک وہ یاد کرتی رہی کہ وہ کون اور کہاں ہے۔یاد آتے ہی نگاہ سامنے اٹھی تھی۔

وہ بیڈ کے بے حد قریب الٹی چئیر رکھے۔ چئیر کے دائیں بائیں پاؤں لٹکائے چئیر کی پشت پر دونوں ہاتھوں کے اوپر اپنا چہرہ رکھے گہری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

بلیک پینٹ بلیک ہی شرٹ میں وہ سنہری بال ماتھے پر گرائے شہزادوں جیسی آن بان شان لیے اپنی سنہری نگاہیں اس پر گاڑھے بیٹھا تھا۔

آج پہلی مرتبہ بصائر نے اسے سرخ لباس میں دیکھا تھا اور اب اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ سرخ رنگ بنا ہی اسی کے لیے گیا تھا۔

سرخ لباس میں اس کا دودھیا رنگ چاندی کی طرح دمک رہا تھا۔ وہ اسے فاؤنڈیشن سے سیدھا اپنے فارم ہاؤس اپنے کمرے میں اپنے بیڈ پر لٹا کر اب اسے بغور دیکھے جا رہا تھا۔ سرخ حجاب میں اس کا معصوم چہرہ چاندنی کی طرح دمک رہا تھا۔

اور بصائر کی نظر نہیں ٹھہر رہی تھی۔

آیت اسے اپنی جانب ایسی نگاہوں سے دیکھتے پا کر جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔ وہ ڈری سہمی سی بے اختیار پیچھے ہٹیں چلی گئی۔

بصائر نے اس کا ڈرنا اور سہم جانا نوٹ کیا۔ مگر پھر بھی کچھ نہیں بولا۔ وہ بس اسے مسلسل دیکھے جا رہا تھا۔

آیت اسے کوئی حرکت نا کرتے دیکھ بیڈ کی دوسری جانب سے تیزی سے نیچے اتری تھی۔ اور بیرونی ڈور کی جانب لپکی۔

وہ اپنی جگہ پر سٹل جما بیٹھا رہا۔ آیت نے دروازے کے ساتھ خوب دھکم پیل کی مگر وہ کھل کر نہیں دے رہا تھا۔

وہ کافی دیر زور آزمائی کرتی رہی مگر بے سود۔اس نے لاکھ چاہا روئے نہیں مگر گھنی پلکیں بھیگ چکی تھی اور ڈارک گرے آنکھیں سرخ ڈوروں کے ساتھ قاتل اور دو آتشہ لگ رہیں تھیں۔

وہ اسے اپنی جگہ سے ٹس سے مس نا ہوتے دیکھ جی جان سے الگ اٹھی تھی۔وہ اس تک آئی مگر احتیاط چار قدم پیچھے ہی رکی۔

یہ دروازا کھولیں،،،ابھی کہ ابھی،،،

وہ چلائی۔

مگر وہ اطمینان سے بیٹھا اسے دیکھے گیا۔

آپ کو سنائی نہیں دے رہا،، بہرے ہو گئے ہیں آپ،، یہ دروازا کھولیں،،،،

وہ بھرائے سے لہجے میں پھر چلائی تھی۔بصائرڈھیٹوں کی طرح پھر اسے دیکھے گیا۔

Noor Apps

اس کے بعد پورا ڈیڑھ گھنٹے وہ اس پتھر سے سر پھوڑتی رہی کبھی دروازے کی جانب جاتی کبھی اسے بولتی مگر وہ تو جیسے گونگے کا گڑ کھا کر بیٹھا تھا۔ بس وہ بے باک آنکھیں ہی تھیں جو آیت کے آر پار ہوئی جا رہی تھیں۔

وہ تنگ آ کر دروازے کے قریب بیٹھ کر رونے لگی تھی۔ آیت کو وہ خطاب یاد آیا جو اس نے پہلی دفع اسے دیا تھا۔

ہی از میڈ،،، بابا ہی اس ٹوٹلی میڈ،،،

ہاں وہ بلکل پاگل تھا۔ جنونی،، عجیب بہت عجیب،

Noor Apps

جیسے وہ پتھر کا بت بنا بس اسے دیکھے جا رہا تھا جیسے کسی چیز کا اثر ہی نا ہو رہا ہو۔

آپ کو پتہ ہے آیت،، یہ پورا ماہ میں نے آپ کو دیکھے بغیر کیسے گزارا تھا،،، مگر اب میری آنکھوں کو بہتر محسوس ہو رہا ہے،، کافی بہتر،، جیسے یہ دیدار کے جام سے پوری طرح سیر ہو گئی ہوں،، وہ اطمینان سے پورے جزب کے عالم میں پنے جزبات اس پر عیاں کر دینا چاہتا تھا۔

Noor Apps

وہ اور شدت سے روئی تھی۔

آیت جانتی ہیں آپ،، میں اب تک آپ؟ اب تک میں نے جو بھی کہا آپ سے جھوٹ کہا تھا،، بابا نے بتائی ہو گی آپ کو میری سچائی،، کیونکہ میں نے انھیں سب سچ سچ بتا دیا تھا،، اب اس کے بعد آپ سے جو کہوں گا وہ بلکل سچ ہو گا،، میری محبت کی قسم،،

وہ کہتا آخر کار اس کرسی سے اٹھا تھا اور اس کے قریب گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا۔ آیت نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخیں دبائیں تھیں کیونکہ اب وہ اس سنکی سے بہت بری طرح ڈر گئی

تھی۔ اس کا بس نا چلا اس سے دور ہو کر پیچھے دروازاے میں ہی گھس جاتی۔

میں آپ سے عشق کرتا ہوں آیت،، آپ کے وجود سے،، آپ کے حجاب سے،، آپ کے عشقِ خاتم سے،، آپ کے تیسرے کلمے اور آیت الکرسی سے،، ہر اس چیز سے جس سے آپ عشق کرتی ہیں،، ویسے شراکت تو شروع دن سے چھوٹا سا میں اپنی چاکلیٹ میں برداشت نہیں کر پاتا تھا اب تو پھر آپ خوشبو بن کر میری سانسوں میں اتر گئیں ہیں،، اور سانسیں بن کر میرے دل میں،،،

وہ اس کے بائیں طرف بیٹھ کر دیوار سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا تھا۔

آیت روئے گئ۔ سچائی اس کے لب و لہجے سے چھلک رہی تھی۔ بصائر نے ایک مرتبہ بھی اسے چھونے کی گستاخی نہیں کی تھی۔ وہ بس اسے بتا رہا تھا کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتا ہے۔

کاش ان کے بیچ وہ ایک رات نا آئی ہوتی جو کہ محبت، یقین بھروسے کی دھجیاں بکھیرتی انھیں دو کوڑی کا بنا گئی تھی۔

مجھے جانے دیں بصائر،،،وہ سسکی۔

آیت مجھ سے شادی کریں گی،،،؟

سوال گندم جواب چنا کے مترداف بصائر نے اس سے پوچھا تھا۔

بصائر مجھے جانے دیں مہمان انتظار کر رہے ہوں گے،،اس نے ایک مرتبہ پھر اس پتھر سے اپنا سر پھوڑا۔

بصائر نے اب کے بہت اچانک اس کا بایاں ہاتھ تھاما تھا۔ آیت بری طرح سہم گئی تھی اور اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا۔ مگر وہ نازک سی ہرنی اس شیر کی گرفت سے اپنا ہاتھ ہلا تک نا سکی۔

بصائر نے لاپروائی سے اپنی پاکٹ سے کچھ نکالا تھا اور پھر بڑی دیدہ دلیری سے ایک ڈائمنڈ رنگ اس کے ہاتھ کی تیسری مخروطی سی انگلی میں پہنا دی،،

کون سے مہمان جو انگیجمنٹ کرنے آئے تھے،،، یہ لیں ہو گئی انگیجمنٹ،،، میں نے پوری زندگی،، اور میری آخری سانس تک آپ کو اپنے نام کیا،،

بصائر نے سکون سے کہتے پھر دیوار سے ٹیک لگائی تھی۔

آیت اپنے گھٹنوں کے گرد بازو فولڈ کر کے اب گھٹنوں میں منہ دیئے شدت سے رونے لگی تھی۔

وہ اذیت سے لب کچلتا بس اس کا لرزتا وجود دیکھے گیا۔

آیت مجھے ایسے فیل ہوتا ہے جیسے کہ آپ میرے وجود کا ایک

حصہ ہیں،،،ابھی سے نہیں کب سے،،مجھے ایسے فیل ہوتا ہے کہ

آپ مجھ سے جدا نہیں ہیں،،اس رات بھی مجھے ایسے لگا ہی نہیں کہ

آپ میری نہیں ہیں،،

بصائر نے اب جان بوجھ کر اپنے لب کاٹتے اس رات کا زکر کیا تھا

جس نے بصائر کا اس سے سب کچھ چھین لیا تھا جیسے۔

اس رات کا زکر سنتے ہی آیت مزید شدت سے رونے لگی۔مگر

بصائر کی اتنی ہمت نا ہوئی کہ آگے بڑھ کر اس کے آنسو ہی صاف

کر دے۔

جانتا ہو اس رات کا ہر جانہ کبھی ادا نہیں کر پاؤں گا آیت،، اپنی تمام زندگی کی راتیں دے کر بھی نہیں،، اپنی تمام زندگی کی راتوں کو جاگ معافی مانگتے بھی نہیں،،، مگر مجھے سزا سننی ہے،، آپ مجھے سزا دے دیں پلیز،،،

بصائر نے اس کے بے حد قریب ملتجی لہجے میں کہا تھا۔ وہ کافی دیر اسے دیکھتا رہا مگر آیت نے کوئی رد عمل ظاہر نا کیا۔

آپ روئیں نہیں آیت پلیززز،،، مجھے یہ آنسو تکلیف دے رہے ہیں،،،

بصائر کے گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی جیسے وہ جانے کتنا ضبط کر رہا تھا۔

جانتا ہوں ان آنسوؤں کی وجہ بھی میں ہی ہوں،، مگر آئی پر امس اس سے آگے کبھی میری ذات سے آپ کو کوئی نقصان کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی،،

بصائر کے الفاظ آیت کو مزید اذیت سے دوبار کر رہے تھے۔

ایک مرتبہ اس کے اعتبار کو ٹھیس پہنچا چکا تھا وہ اب کیسے اس پر عتبار کرتی۔

Noor_Apps

اچھا آپ روئیں مت میں چلا جاتا ہوں یہاں سے،،، بصائر اپنہ جگہ سے اٹھا تب اس نے اپنا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ جھٹکے سے اوپر اٹھایا اور خود بھی اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

جج،، جانے دیں مجھے،،،

وہ پھر کمزور سی آواز میں اس سے بولی تھی۔ وہ لب کچلتا اسے دیکھے گیا۔

اور پھر جھٹکے سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ اس کے بعد تین گھنٹوں کے بعد پتہ چلا وہ لوگ اسے ڈھونڈنے کے بعد کافی انتظار کے بعد اب مہمان واپس گئے ہیں تو بصائر کے دل کو سکون آیا۔ وہ واپس کمرے میں آیا تھا۔ آیت جو اس بیڈ پر ٹک کر بیٹھی تھی چونک کر کھڑی ہوئی۔

وہ کمرا پھر سے لاک کر کے اس کے بہت قریب آکر آدھے قدم کے فاصلے پر سامنے کھڑا ہوا تھا۔ آیت نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

مگر وہ ان نگاہوں کی لپک کی تاب کب کا پاتی تھی تبھی نگاہیں جھکا گئی۔ مگر حیرت انگیز طور پر اس نے کمرہ لاک بھی کر لیا تھا پھر بھی آیت کو اب س سے کوئی خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

آیت،، میری جان پر ایک احسان کریں گی؟ یہ بتائیں کہ کیا آپ کو مجھ سے ابھی اسی وقت ڈر لگ رہا ہے،،،؟

وہ پوچھ بیٹھا۔ وہ کچھ نہیں بول پائی تھی۔ مگر نگاہیں ضرور چرا گئی۔

وہ کافی دیر اسے کھڑا دیکھتا رہا۔

Noor Apps

اب آپ کبھی بھی مجھ سے دور مت جانا آیت،،، میری نگاہوں سے اوجھل ہونے کی گستاخی مت کرنا،، نہیں تو،، پتہ نہیں میں کیا کر بیٹھوں گا،،ریکوسٹ ہے یہ،، پلیززززززز،،،

اس کی سرسراتی آواز پر آیت کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔

چلیں میں آپ کو فاؤنڈیشن چھوڑ دوں،،

اس نے بے چین سا ہو کر کہا۔

آیت خواہ مخواہ اپنی انگلیاں چٹخانے لگی۔اس کی نگاہوں کی لپک شروع دن سے ناقابل برداشت رہی تھی اس کے لیے۔

Noor Apps

وہ اس کے سامنے سے ہٹ کر اس کے آگے چلنے لگا۔ آیت اس کے پیچھے آئی۔ دونوں گاڑی میں بیٹھے۔

راستے بھر خاموشی چھائی رہی۔ مگر وہ بار بار ایک بھرپور توجہ والی نگاہ اس پر ڈال لیتا۔ وہ خاموشی سے اپنی گود میں رکھے ہاتھوں کو گھورتی رہی۔

گاڑی فاؤنڈیشن کے ڈرائیو وے پر داخل ہوئی۔ چوکیدار نے آیت کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھے دیکھا تو جلدی سے گیٹ کھول دیا۔

Noor_Apps

گاڑی کی آواز سن کر بابا، امید اور مدینہ جلدی سے باہر نکلے تھے۔
مہمان جا چکے تھے۔ سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔

وہ کسی بھی نتیجے کی پروا کیے بغیر بڑے اطمینان سے گاڑی سے اتر کر آیت والی سائیڈ کی جانب آیا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا۔ آیت تیزی سے نیچے اتر کر فرید صاحب کی جانب لپکی اور ان کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

بصائر آہستگی سے چلتا ان کے سامنے آیا تھا۔ فرید صاحب کا ہاتھ اٹھا تھا۔

Noor Apps

چٹاخ،،،،،،،،،،،،،

ایک زور دار تھپڑ کی آواز پورے ہال میں گونجی تھی۔وہ ڈھیٹ بنا سر جھکائے اطمینان سے کھڑا رہا۔

تم جانتے بھی ہو تم نے کیا کیا،، منگنی ہونے والی تھی اس کی،، میڈیا والے شکاری کتوں کی طرح باہر کسی چٹ پٹی خبر کی بو سونگھتے پھر رہے ہیں،،، مہمان انتظار کر کے چلے گئے،، کیوں بدنام کرنا چاہتے ہو اسے،، کیوں برباد کرنا چاہ،،،،،،،،،

آباد کرنا چاہتا ہوں،،،،

وہ تیزی سے کہتے ان کی بات کاٹ گیا۔ مگر ہنوز زمین کی جانب دیکھے گیا مگر لہجہ یوں تھا جیسے کسی فاتح عالم کا ہو۔ اٹل،، پتھر پر لکیر ہمیشہ کے لئے اپنا نام دینا چاہتا ہوں،، آباد کرنا چاہتا ہوں،، اسی لئے لے کر گیا تھا،، مہمان چلے گئے اٹس او کے،، انگیجمنٹ تو ہو گئی،،، میں نے اپنے نیم کی رنگ پہنا دی ہے آیت کے ہاتھ میں،، اب اس کا فیانسی میں ہوں،، اور یہ صرف اور صرف مرزا البصائر احمد کی ہیں،،،

وہ اطمینان سے بولے گیا۔

فرید صاحب اسے سنجید گی سے دیکھے گئے۔

Noor Apps

آیت پیچھے ہٹ کر بے تحاشا روتی اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔وہ نگاہوں سے اوجھل ہونے تک بڑی دیدہ دلیری اور سکون سے اسے دیکھے گیا۔امید اور مدینہ نے حیرت سے اس پاگل آدمی کو دیکھا۔

چلے جاؤ یہاں سے لڑکے،،،میں اپنی پوتی کی شادی تم سے تو ہرگز نہیں کروں گا،،

فرید صاحب غصیلے لہجے میں بولے تھے تب بصائر نے سر اٹھا کر ان کی آنکھوں میں دیکھا۔

یقین کیجیے،، آپ کی پوتی کی شادی میرے علاوہ کسی اور سے نہیں ہو گی،،وعدہ کرتا ہوں آپ سے،،

اس کا لہجہ اب بھی فرید صاحب کو مزید طیش دلا رہا تھا۔وہ تلملائے۔

کیوں کیا کرو گے،،؟اپنی طاقت استعمال کرو گے،،،؟زبردستی کرو گے ہمارے ساتھ،،،یا جان سے مار ڈالو گے،،؟فرید صاحب اب شدید طیش کے عالم میں کانپ رہے تھے۔

نہیں،، ایسا کچھ بھی نہیں کروں گا،، لیکن اگر میرے علاوہ آپ نے اس کا وجود تو کیا اس کا آنچل تک کسی کو دکھایا تو آپ کی آنکھوں کے سامنے اپنی ضرور جان لے لوں گا میں،،

وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا۔

گیٹ لاسٹ فرام ئیر،،، وہ دھاڑے۔

بصائر نے ایک نظر ان کو دیکھا۔ ایک حسرت بھری نگاہ وہاں اٹھی جہاں سے ابھی ابھی وہ اندر گئی تھی۔

Noor-Apps

وہ شاپنگ بیگ سے لدا پھندا گھر داخل ہوا تھا۔ سامنے ہی کوثر بیگم کچن میں میڈ پر گرج برس رہی تھیں۔

جلدی ہاتھ چلاؤ کوئی کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا تم سے،، فون آچکا ہے وہ لوگ گھر سے نکل گئے ہیں،، پہنچنے ہی والے ہیں،،

وہ چلارہی تھیں۔ جب ارزانش کچن میں داخل ہوا۔

کیابات ہے امی،، آدھی سے زیادہ چیزیں تو میں بازار سے لے آیا ہوں،، پھر بھی آپ لوگوں سے یہ کچھ کام نہیں نمٹایا جارہا،،

وہ جھنجھلایا تھا۔

چندا تارا کے ایک اچھے گھرانے سے رشتے آئے۔ پسند کرنے کا بھی مرحلہ طے پا گیا۔ اور آج وہ لوگ بات پکی کرنے یا رسم کرنے آرہے تھے۔ چندا تارا تو تیار ہونے میں مصروف تھیں۔ جبکہ کوثر بیگم کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے سب انتظامات دیکھنے کے چکر میں۔

ان کو تو لڑکوں کی بہن بھی ارزانش کے لیے بہت پسند آئی تھی۔ اور وہ آج اس سلسلہ میں ان سے بات بھی کرنے والی تھیں۔

عمر ہو گئی ہے میری،، نہیں ہوتا یہ سب کچھ مجھ سے،،، نہیں سنبھالا جاتا،، وہ لوگ پہنچنے والے ہیں اور کچھ بھی ابھی مکمل نہیں ہوا یہ کمبخت بھی کسی کام کی نہیں،، ارزانش بلاؤ اس مہارانی کو باہر،، آکر میرا ہاتھ بٹائے گی،،، اتنا بھی رعب نہیں ہے تمھارا اس پر،، کہا تھا دبا کر رکھنا،، نہیں آتی تو دو تھپڑ لگا کر چٹیا پکڑ کر باہر لاؤ اسے،،،

کوثر بیگم نے جھنجھلا کر کہا۔ ارزانش ان کی جانب دیکھے گیا۔ کیا واقعی یہ گھر اسی پر انحصار کرتا تھا۔

وہ کچھ سوچ کر اس کے کمرے کی جانب آیا۔

وہ سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی باہر سے آتی یہ شور و غل اور ہنگامے بھری آوزایں سن رہی تھی۔ کتاب سامنے کھول کر بیٹھی تھیں۔ نگاہیں کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتی وہ پڑھائی کرنے کی بجائے جانے کونسے جہان کی سیر کو نکلی ہوئی تھی۔

جب کوئی دروازا کھول کر اندر آیا۔

وہ آہٹ سے پہچان گئی تھی مگر اپنی کتاب پر جھکی رہی۔

باہر آکر زرا امی کی ہیلپ کروادو،،،

وہ آکر اس کے سر پر سوار ہوا تھا۔ لہجے تحکم بھرا تھا۔

کسی کی نوکر نہیں ہوں میں،،، ابھی تو کل میرا ٹیسٹ ہے،، تو سوال

ہی پیدا نہیں ہوتا،، اگر فری بھی ہوتی تب بھی مجھے آپ لوگوں

کے کسی بھی کام میں کوئی دلچسپی نہیں ہے،، سن لیا جواب،، اب

آپ جاسکتے ہیں یہاں سے،،

امید نے دوٹوک لہجہ اختیار کیا تھا۔

اس کا جواب سن کر ارزانش خان کا دماغ پوری طرح گھوم چکا تھا۔

ارزانش نے اسے بازو سے کھینچ کر اپنے روبرو کیا تھا۔

تم سمجھتی کیا ہو اپنے آپ کو،، ؟ تم ابھی کہ ابھی باہر چل رہی ہو

میرے ساتھ نہیں تو،،،

ارزانش خان نے جان بوجھ کر اپنا جملہ ادھورا چھوڑا۔

نہیں تو،،؟؟ نہیں تو کیا ارزانش خان،،؟ بتاؤ مجھے نہیں تو کیا،،؟ بزدلوں اور کم ہمتوں کی طرح ہاتھ اٹھاؤ گے مجھ پر،، اٹھا کر تو دکھاؤ،، تمھارا بازو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دوں گی،،، ہاتھ لگا کر دکھاؤ مجھے،،

امید درشتگی سے بولی تھی۔ اور جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا۔

وہ جانے کیوں مگر گہرا مسکرا دیا تھا۔ تبھی بہت اچانک اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کی گردن میں منہ دیا تھا۔ امید جس کو ہر اس سے اس چیز کی امید نہیں تھی وہ بری طرح بوکھلائی۔ اور خود کو

اس کی شدت بھری گرفت سے چھڑانے کو بری طرح مزاحمت کی۔

ارزانش خان چھوڑو مجھے یہ کیا کر رہے ہو،،وہ چلائی۔

خود ہی تو کہا ہاتھ نہیں لگا سکتا تو منہ لگا رہا ہوں،،

اس کا لہجہ اطمینان بھرا تھا۔وہ اس کی گردن پر بری طرح اپنی بئیرڈ رب کر رہا تھا۔امید کی گردن بلکل سرخ پڑ گئی۔اس کی کوئی مزاحمت بھی کام نہیں آ رہی تھی۔

ارزانش خان چھوڑو مجھے،،وہ پھر چلائی۔

بولو باہر آؤ گی یا نہیں،،،

وہ صاف اسے زچ کر رہا تھا تا کہ وہ اس کی بات مان لے۔ ویسے نہیں تو ایسے سہی۔

ہٹو پیچھے آتی ہوں،،وہ غرائی۔ ارزانش خان ڈھیٹوں کی طرح مسکراتا پیچھے ہٹا تھا۔ تب وہ اچھے سے دوپٹہ اوڑھ کر کچن میں چلی آئی۔

پھر وہ تھی اور کوثر بیگم کے حکم۔ مگر وہ خندہ پیشانی سے کام کیے گئی۔

اب تم جا سکتی ہو،، اور کسی خوش فہمی میں مت رہنا تمھیں اپنی بہو تو کیا اس گھر کی نوکرانی بھی نا تسلیم کروں،، بہت جلد میرا بیٹا طلاق کے کاغذ تمھارے منہ پر مارے گا،، اب اپنا منہوس شکل لے کر تم یہاں سے جا سکتی ہو،،،

کھڑکی کے پار سے ارزانش خان ماں کا لہجہ سن کر حیران ہوا تھا۔ وہ منتظر ہی رہا کہ وہ کوئی بد تمیزی بھرا جواب دے گی۔ مگر وہ سرخ چہرا لیے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ ارزانش خان کو پل بھر کو افسوس ہوا۔

مگر تبھی مہمان چلے آئے تھے۔

مہمان آ چکے تھے اور چندہ اور تارہ بھی ان کے بیچ بیٹھیں تھیں۔

جب وہ ہلکے کام والی ٹی پنک میکسی میں پور پور سجی لاونج میں آئی تھی۔

رسم۔ کرتی مہمان خواتین اسے دیکھ کر ٹھٹھک گئیں تھیں۔

ارزانش خان کی نگاہ اس پر اٹھی تو پلٹنا بھول گئی تھی۔ کوثر بیگم کو سانپ سونگھ گیا تھا۔چندا تارا بھی خونخوار نگاہوں سے اسے گھور رہیں تھیں کہ جب وہ یہاں آئی تو رونق محفل بن گئی تھی۔ اس کی موجودگی میں ہر منظر اور ان کی ہفتے بھر کی تیاری پھیکی پڑ گئی تھی۔

ارے یہ کون ہے بھئی کوثر بیگم،، آپ نے پہلے تو نہیں ملوایا اس بچی سے،،، اب وہ مہمان خواتین رسم روک کر دلچسپی سے گھور گھور کر سر تا پا اسے دیکھ رہی تھیں۔

امید نے معصومیت سے غصے سے چلچلاتی تائی امی کی جانب دیکھا۔

ارے کہاں بھئی،،، بہو ہے میری،،، میرے بیٹے کی بیوی ہے،، رخصتی نہیں ہوئی ابھی،، تبھی تو سینت سینت کر رکھا ہے تاکہ نظر نا لگ جائے میری بہو کو،، بہت جلد بیمار ہو جاتی ہے نازک جان،،، چبا چبا کر کہتے کوثر بیگم نے ارزانش کی جانب اشارہ کیا تھا۔ تب اس نے امید کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

مہمان خواتین کے چہرے پل بھر میں پھیکے پڑے تھے۔ اچھا اللہ تعالیٰ جوڑی سلامت رکھے،،، چلیں بسمہ اللہ کریں،، رسم شروع کریں،،

انھوں نے کہا۔ امید کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ وہ جنھوں نے جس منہ سے کہا تھا کہ اس گھر کی نوکرانی بننے کے قابل نہیں اسی منہ سے خود کو اپنی بہو تسلیم کروا کر اب سکون میں تھی۔ تبھی کھانا کھانے سے پہلے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔

مگر نہیں جانتی تھی کہ خود کتنی بڑی بھول کر بیٹھی ہے۔ وہ کمرے میں آکر کانوں سے ٹاپس اتار رہی تھی جب اس نے اسے بازوؤں

سے جکڑ کر دیوار سے لگایا تھا۔ وہ اتنی ہی حسین تھی یا اب زاویہ نگاہ بدل چکا تھا یا کیا۔ مگر آج ارزانش خان خود پر سے اپنا ہر اختیار کھو بیٹھا تھا۔

اس گستاخی کا مطلب،،،

وہ بے خود سا اسے گہری نگاہوں سے دیکھے گیا۔

ساسوماں کہہ رہی تھی کہ اس گھر کی نوکرانی بننے کے قابل بھی نہیں تو ان کا دعویٰ آزما رہی تھی،، وہ طنزیہ لہجے میں بولی تھی۔

Noor-Apps

یعنی تم میری ماں سے قبول کروانا چاہتی تھی کہ تم ان کی بہو ہو اور ان کے بیٹے کی بیوی ہو،،،

وہ اس کے بہت قریب چلا آیا۔

دور ہٹو ارزانش خان اپنی حد میں رہو،،، وہ صفائی تھی۔

تب ارزانش خان نے جزب کے عالم میں اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔ امید نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جواب جھکا اپنے سلگتے لبوں کا لمس اس کے چہرے پر چھوڑ رہا تھا۔

Noor Apps

یہ کیا کر رہے ہو تم،، میں نے کہا دور ہٹو،،، امید نے بری طرح مزاحمت کرتے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کرنے کی کوشش کی۔

جس کا الٹا ہی اثر ہوا تھا ارزانش خان نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر اس کی سانسیں مقید ہیں تھیں۔

امید اپنی جگہ جیسے بے جان ہو گئی۔ اس کے لمس میں جتنی شدت اتنی ہی نرماہٹ تھی۔

امید نے اپنی پوری طاقت لگا کر اسے خود سے دور دھکیلا تھا۔

یہ فسوں اور خواہش ادھوری رہ جانے پر ارزانش خان نے اسے بری طرح گھوراتب اسے اپنے حصار میں کے کر سینے میں بری طرح بھینچا تھا۔

واٹس رونگ ودیو، تمھاری ہمت کیسے ہوئی مجھے خود سے دور دھکا دینے کی،،،

ارزانش خان نے اس کا جبڑا دبوچا۔

Noor_Apps

کوئی حق نہیں ہے تمھارا مجھ پر سمجھے،،، مجھے ابھی کہ ابھی طلاق چاہیے میں اب بھی اپنی بات پر قائم ہوں ارزانش خان پیپر بنوا لیے ہیں میں نے طلاق کے،، ان پر سائن کر دو تو باقی آدھی کی پراپرٹی بھی میں تمھارے منہ پر مار دوں گی،، نہیں تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے ایسا کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی،، چاہے جان سے مار ڈالو مجھے،، طلاق کے پیپرز سائن کرو،، اس کے اگلے سیکنڈز میں میں پراپرٹی کے پیپر پر سائن کر دوں گی،،

وہ نفرت بھرے لہجے میں سلگ کر بولی تھی۔ اور ارزانش بغور اس کی آنکھوں میں یہ نفرت کی بھڑکتی آگ اور باغی پن دیکھے گیا۔

اور اس بغاوت نے ہی تو ارزانش کو پتھر کا بنا ڈالا تھا۔

محض چند دنوں میں ہی وہ کسی نازک سے پھول کی طرح بلکل مرجھا چکی تھی۔ کتنی کمزور نظر آرہی تھی یوں بن سنور کے بھی۔

لاؤ پیپر سائن کروں،،

کچھ لمحے سوچنے کے بعد ارزانش نے کہا وہ بہت طنزیہ انداز میں مسکرائی تھی۔ جیسے کہنا چاہتی ہو آ گئے نا اپنی اوقات پر۔ اس نے الماری سے فائل نکال کر اسے تھمائی۔ پراپرٹی کے پیپرز کی فائل خود تھامی۔ سوالیہ نگاہوں سے ارزانش خان کو دیکھا۔ ارزانش خان اس کی سٹڈی ٹیبل تک گیا۔ پین اٹھایا اور فائل کھول کر ایک

ایک پیپر پر سائن کر دیا۔ سائن کر کے پین دس قدم کے فاصلے پر کھڑی امید کی جانب اچھالا۔

اب تمھاری باری،،، ارزانش نے سنجیدگی سے کہا۔ امید نے زمین سے پین اٹھا کر جلدی سے پیپرز پر سائن کر دیئے۔

ارزانش خان آگے بڑھا اور اطمینان سے اس کے ہاتھ سے سائن شدہ پیپر لے لیے۔ امید نے بھی جلدی سے ارزانش خان سے طلاق کے پیپر لے لیے۔ امید نے فائنل کھول کر دیکھی تھی۔

Noor_Apps

ارزانش خان نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ لیے امید کی بے یقین پھٹی پھٹی آنکھوں میں دیکھا۔

ارزانش خان نے دور کھڑے ہو کر سائن کرنے کی محض ایکٹنگ کی تھی۔ جبکہ پیپرز پر تو سائن موجود ہی نہیں تھے۔

امید فائنل وہیں پھینک کر اس کی جانب لپکی تھی اور اس کا گریبان دبوچا۔

ارزانش خان اور کتنے دھوکے دو گے مجھے،، کتنی بار یہ پنچ حرکتیں کر کے میری نظروں سے گرو گے،، میں جان لے لوں گی تمھاری،،،

وہ چیختی چلاتی اس کا گریبان جھنجھوڑتی آنکھوں کے زریعے سیدھا ارزانش خان کی رگوں میں اتری تھی۔ اس کے آنسو ارزانش کو تکلیف دے رہے تھے۔

ارزانش کہاں ہو،، باہر آؤ،،،

کوثر بیگم کی پاٹ دار آواز سے وہ چونکا تھا۔ تب ایک مرتبہ پھر جھک کر اپنے لبوں سے آہستگی سے ان گلاب کی پنکھڑیوں کو چھوا۔

ہمارا حساب کتاب تو چلتا ہی رہے گا میری جان،، بعد میں ملتے ہیں،،

ابھی مہمانوں کو زرا رخصت کر آؤں،، وہ کہتا باہر جا چکا تھا۔

امید بیڈ پر گر کر پھوٹ پھوٹ کر روئی۔

ایک ماہ گزر گیا تھا وہ اسے اپنے گھر میں اکثر چلتی پھرتی دکھائی دیتی

تھی۔ وہ بس گرین ہاؤس میں ہی کام کرتی دکھائی دیتی تھی۔ اور تو

Noor Apps

گھر کا کوئی کام نہیں کرتی تھی ارقم اس عجیب سی میڈ کے بارے میں اب اکثر سوچنے لگا تھا۔

اس نے یہ بھی نوٹ کیا تھا کہ ارقم جیسے ہی اس کے سامنے آتا وہ منظر سے غائب ہو جایا کرتی تھی۔ جس میں وہ دل ہی دل میں پیچ تاب کھا کر رہ جاتا۔

اب بھی وہ یونہی ڈنر کے بعد چہل قدمی کرتا گرین ہاؤس کی جانب چلا آیا تھا۔ مگر یہاں آکر اسے دھچکا لگا تھا۔

Noor_Apps

اس نے شاید گرین ہاؤس کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنا رکھا تھا تبھی اب وہاں آرادہ کاٹ موجود تھا جس پر بیٹھی وہ شاید ایف اے کی کمپیوٹر بک کو کڑوی کڑوی شکلیں بنا کر رٹے مار رہی تھی۔ تبھی وہ بے تحاشا چونکیں تھی گملوں کے پیچھے سے ایک سیاہ سرخ آنکھوں والی بھیانک سی بلی جب نکل کر اس کے سامنے آئی تو اس کا چہرہ دیکھنے کے قابل تھا۔

ارقم کو اس کی شکل دیکھ کر بے تحاشا ہنسی آئی۔

اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ چکی تھیں۔ اس نے بے اختیار اپنے پاؤں کاٹ کے اوپر کیے تھے۔

اششش،،

شووو،،،

شوووووو،،،،

وہ اپنی دانست میں ایسی مزاحیہ آوازیں نکال کر بلی بیگم کو ڈرانے کی کوشش کر رہی تھی۔

مگر بلی بیگم بھی ڈھیٹ تھی جو اس لڑکی کے تماشے انجوائے کرتے اب اس لڑکی سے شغل لگانے کے بارے میں سوچ بیٹھی تھی۔

تبھی اپنی جگہ پر اطمینان سے بیٹھ گئی۔

مدینہ نے بھاگنے کے چکر میں اپنا پاؤں بہت آہستگی سے نیچے اتارا۔

میاوں،،،،،،بلی بیگم کو اس کی یہ حرکت ایک آنکھ نا بھائی تھی

تبھی میاؤں (میں آؤں ؟) پکار کر اٹھ کر غرائی۔

آییییییییییہہہہہہہ،،،، مدینہ نے چیخ مار کر پاؤں اوپر کھینچا۔

وہ ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں سخت چہرہ لیے ایک پودے کے

پیچھے اطمینان سے کھڑا یہ دیکھ کر جانے کیا انجوائے کر رہا تھا۔

شوووو،،،، کیٹو پلیز چلی جاؤ یہاں سے،،،

یا اللہ ایک بار اور مدد کر دیں ناں پلیززززز،، یہ یقیناً ٹیچر ماریہ کی نقل اتارنے کی سزا ہے وعدہ کرتی ہوں اب کوئی الٹا کام نہیں کروں گی،،

وہ آسمان کی جانب دیکھتے روہانسی ہوئی۔ امید نے ڈرتے ڈرتے پین پھینکا تھا اس پر۔

وہ بری طرح غرائی۔

Noor_Apps

امید اب ڈر کے مارے کاٹ پر کھڑی ہو کر بھل بھل آنسو بہانے لگی تو ارقم کو اس پر ترس آہی گیا۔ تب وہ آگے بڑھا تھا۔

امید اسے وہاں دیکھ کر ششدر رہ گئی۔ ارقم نے آگے بڑھ کر اس ضدی بلی کو اٹھا کر گرین ہاؤس سے باہر کا راستہ دکھایا۔

پھر اس کی جانب متوجہ ہوا جو سیاہ سادہ شلوار قمیض میں بھی چاندی کی طرح دمکتی رات کے اندھیرے اور چاند کی ٹھنڈی چاندنی میں اس چاندنی کا ہی ایک حصہ لگ رہی تھی۔

محترمہ نیچے اتر آؤ،،، چلی گئی ہے وہ کیٹو یہاں سے،، ارقم نے اسے چھیڑا۔

وہ سہمی ہوئی بڑی بڑی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ کر شاید تسلی کرنا چاہتی تھی کہ آیا واقعی کیٹو چلی گئی ہے۔ تب کاٹ سے نیچے اترنے سے ہی پہلے سینڈل کے سٹریپ نے داغ مفارقت دی تھی۔ تبھی وہ رپٹ کر سیدھا نیچے گرتی جب ارقم نے تیزی سے اسے کیچ کیا تھا۔ امید نے زور سے آنکھیں بند کیں۔

ارقم کو حیرت ہی ہوئی تھی۔ وہ پوری کی پوری کپکپا رہی تھی۔ اتنا نرم و ملائم وجود۔ ارقم کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوئی۔ ارقم نے اسے نیچے اتارنے کی کوشش بلکل بھی نہیں کی تھی۔

محترمہ کھول لیں آنکھیں اپنی،، نہیں گری ہیں آپ،،، ارقم نے کہا۔ اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔ خود کو ارقم کے بازوؤں میں دیکھ کر وہ پل بھر میں سرخ پڑ گئی تھی۔

نن نیچے اتاریں مجھے،،

امید نے کمزور سی آواز میں کہا۔ ارقم نے اسے نیچے اتارا۔ وہ کچھ کہے بغیر اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔

Noor Apps

بندہ تھینکس ہی بول دے،، بلکل ہی گنوار ہے،، ال مینرڈ کہیں کی،،،

ارقم اس کے چلے جانے پر جھنجھلایا۔وہ کتاب وہیں بھول گئ تھی۔

ارقم نے کتاب اٹھائی اور الٹ پلٹ کر دیکھی۔کچھ سوچ کر کتاب تھامے ہی اپنے کمرے میں چلا گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤_

عشق_خاتم#

مصنفہ#واحبہ_فاطمہ

Noor_Apps

قسط 9

صبح کا وقت تھا وہ کسلمندی سے اپنے بستر پر نیم دراز تھی۔ جب بابا اندر آئے۔ وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھی۔ وہ کتنے دنوں سے یونی نہیں گئی تھی اور اس بات کا افسوس تھا انھیں۔

بابا،، آپ آئے مجھے آواز دے لیتے،،، وہ نگاہیں چراتی اٹھ بیٹھی۔

یونی نہیں جانا،،، فرید صاحب نے ٹو دی پوائنٹ بات کی۔

آج جاؤں گی بابا،،، اسنے ہمت کر کے بول ہی دیا۔

تو چلو پھر ناشتہ کرتے ہیں،، بابا نے اس کا ہاتھ تھاما۔ وہ دونوں اس کے کمرے سے باہر آئے۔ باہر اوپن کچن میں مدینہ ٹیبل پر ناشتہ لگا رہی تھی۔

وہ دونوں آ کر ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے۔ آیت نے خود کو بہلانے کی کوشش کرتے ہوئے ناشتے کے دوران سب سے پہلے کی طرح دھیمے سے لہجے میں ہلکی پھلکی گفتگو کی۔ بابا کو کچھ سکون آیا اور وہ بھی نارمل باتیں کرنے لگے۔

بریک فاسٹ کے بعد وہ کافی دیر امید کے پاس بیٹھی رہی اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتی رہی اب س کی صحت میں پہلے سے کافی

بہتری آئی تھی اور وہ مسلسل ہوتی کاؤنسلنگ سے امپروو کرنے لگی تھی۔

آیت اپنے کمرے میں آکر تیار ہوئی۔ سادہ سا گرے کلر کا سوٹ نکال کر پہنا۔ حجاب سیٹ کیا اور باہر آئی۔

بابا میں جا رہی ہوں،،،

باہر کی جانب بڑھتے دل کانوں میں بجنے لگا۔ وہ باہر نکلی کوئی نہیں تھا۔ سکھ کا سانس لیا۔

Noor_Apps

مگر اگلے ہی لمحے اس کا سکون غارت ہوا تھا جب ایک گاڑی کے پہیے اس کے قریب اس کے پیروں میں چر چرائے۔

وہ نظر انداز کر کے آگے بڑھ جانا چاہتی تھی۔ جب بصائر تیزی سے گاڑی سے اتر کر اس کے سامنے آیا۔ آج پہلی مرتبہ وہ کچھ زیادہ ہی ملگجے سے حلیے میں تھا۔۔ سنہری آنکھوں کی چمک ماند پڑ گئی تھی۔ وہ کلف لگے سفید شلوار قمیض سلوٹ زدہ سے سوٹ میں بھی بہت خوبرو لگ رہا تھا۔

Noor-Apps

مگر وہ سوگوار سا تھا۔ آیت نے ایک نگاہ غلط ڈال کر اپنی نگاہیں چرائیں تھیں۔وہ آگے بڑھنے لگی تھی جب بصائر نے اس کے سامنے اپنا بازو پھیلا کر اس کا راستہ روکا۔

آیت چلیں،، میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں،، میں یونی ہی جارہا ہوں،، اس نے دھیمے سے ملتجی لہجہ اختیار کیا تھا۔

مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا ہے مرزا اشیر احمد،،، مجھے برباد کرنے کی ایک کوشش ناکام ہوگئی تو ایک مرتبہ پھر سے کوشش

کرنا چاہتے ہیں آپ،، اتار پھینکیں اپنا یہ شرافت اور محبت کے ڈھونگ کا چولہ اور کھل کر دشمنی کیجئے،، اب اس ڈھونگ کی ضرورت نہیں ہے آپ کو،،، اور یہ رہی آپ کی رنگ جس میں مجھے زرا برابر بھی دلچسپی نہیں،،

آیت درشتگی سے مگر بھرائی ہوئی بولی تھی۔ ااس کی انگوٹھی اس کی گاڑی کے بونٹ پر رکھی۔ اور اس کے ایک ایک لفظ پر بصائر کا چہرہ غم وغصے سے سرخ پڑ گیا تھا۔

دشمنی تو میرا یہ دل کر بیٹھا ہے مجھ سے آیت،، ایسی بغاوت کی مجھ سے کہ مجھے دنیا بھلا دی ہے،، مجھے نہیں سمجھ آ رہا کہ میرے ساتھ

کیا ہو رہا ہے،، مگر جو بھی ہے بہت بہت اذیت ناک ہے،، میری ظاہری حالت سے اندازہ لگا لیں آیت کہ وہ لمحات جب میں آپ کو دیکھے بغیر گزارتا ہوں وہ میرے دل و روح میں جیسے سویاں سی چبھوتے رہتے ہیں،،

وہ جبڑے بھینچ کر بولا تھا۔ آیت دم بخود سی سنے گئی۔

میری ایک بات کان کھول کر سن لیں مرزا البصائر احمد،، آپ اپنے" عزائم میں کبھی کامیاب نہیں ہو پائیں گے،، مجھے آپ میں کوئی دلچسپی نہیں،، یہ بھی آپ کے لیے کوئی نیا چیلنج ہو گا مجھے تسخیر کرنے کا مگر آپ کبھی مجھے حاصل نہیں کر پائیں گے،، کبھی بھی نہیں،،،

Noor Apps

وہ آخر درشتگی سے بولی تھی۔ اور اس کا بازو بصائر کی وحشی گرفت میں پھنسا تھا۔

آیت،، یقین کریں یہ بات سن کر ہی مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میرے جسم سے میری جان نکل جائے گی،، میرا ایسی کوئی اٹینشن نہیں ہے،، آپ کیوں جان لینا چاہتی ہیں میری،،، وہ سرخ نم آنکھیں لیے غرایا تھا۔

بصائر چھوڑیں مجھے،،، آیت نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا اور" بھاگ تیزی سے رکشے میں بیٹھ گئی۔

بصائر نے اپنے لب بری طرح کچلے تھے۔

وہ تیزی سے اپنی گاڑی میں بیٹھا۔

گاڑی رکشے کا تعاقب کرتی رہی۔ وہ اس کے پیچھے ہی یونی داخل ہوا تھا۔ پھر یونی کے آدھے وقت تک وہ اسے پوری طرح زچ کر چکا تھا کیونکہ وہ مسلسل اس کا تعاقب کرتا رہا تھا۔

وہ لیکچر والی کلاس کی جانب بڑھی تھی۔ بصائر اس کے پیچھے ہی آرہا تھا۔ سامنے سے آتے عادل کو دیکھ کر آیت کو رکنا پڑا۔

اسلام وعلیکم کیسی ہیں آپ آیت،،،

عادل نے ہلکے پھلکے انداز میں اس پوچھا تھا۔

وعلیکم السلام،، میں بلکل ٹھیک ہوں،، آپ سنائیں،، آیت نے اپنے مخصوص لہجے میں دھیمے سے اس سے بات کی۔

آیت چلیں یہاں سے،،،

بصائر احمد غصے کی انتہا سے لال بھبوکا چہرہ لیے غرایا تھا۔ حسد و رقابت کا کی آگ نے سینے میں بھا بھنڑ سے جلا دیئے تھے۔

آیت خواہ مخواہ شرمندہ ہوئی۔ جبکہ عادل کا اطمینان قابل دید تھا۔ وہ جان بوجھ کر آیت کے ٹھیک ساتھ کھڑے شخص کو سلگا کر راکھ کرنا چاہتا تھا۔

الحمدللہ میں ٹھیک ہوں،، آیت اس دن ایک مرتد شخص کے شیطانی عزائم کی وجہ سے انگیجمنٹ نہیں ہو پائی،،، مگر مجھے آپ کی پاکیزگی اور پاکدامنی پر زرابرابر بھی شک نہیں،، اسی لئے میں آج ہی اپنے والدین کو فاؤنڈیشن لے کر حاضر ہو جاؤں گا اور اب انگیجمنٹ نہیں سیدھا نکاح کر کے رخصت کر کے آپ کو،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،

عادل کی بات ادھوری رہ گئی تھی کہ مرزا بصائر احمد کا جان لیوا مکا اپنے ناک پر کھانے کے بعد اب وہ لہولہان چہرہ لیے زمین پر پڑا کراہ رہا تھا۔

Noor_Apps

آپ پاگل ہو گئے ہیں،،؟ یہ کیا کیا آپ نے،،،؟ آیت چلائی تھی۔
اور عادل کے پاس بیٹھ کر اس کی مدد کرنے اس پر جھکنے لگی جب
بصائر کی دھاڑ پر وہ اپنی جگہ سے دو فٹ پیچھے اچھلی تھی۔

آیت،،،،،،،، ابھی تو میں نے اس کی ناک توڑی ہے اگر آپ نے
اس کی ہیلپ کرنے کی کوشش بھی کی تو آپ کی قسم میں اسے
ابھی جان سے مار ڈالوں گا،،

آیت نے سہم کر اس کا جنون ملاحظہ کیا۔ اتنا غصہ اتنا پاگل پن۔
آیت کو ڈر لگا تھا اس کی سنہری ان لال انگارا وحشی آنکھوں سے۔
آیت کا لگا اس کی آنکھوں میں یہ جو جنون تھا کہ اس نے آیت کی

Noor Apps

قسم کھائی ہے تو اگر آیت نے اس کی مدد کی تو وہ سچ مچ آج عادل کا خون کر دے گا۔

بھیگی آنکھیں لیے وہ لیکچر والے روم کی جانب بھاگ گئی تھی۔

عادل بمشکل اٹھا کر وہاں سے کھسک چکا تھا۔ بصائر نے خود کو ریلیکس کرنے کے لیے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

تبھی اس کا فون رنگ ہوا۔ اس کے خاص آدمی نوید کا تھا تبھی اس نے رسیو کر کے کان کو لگایا۔

یس نوید بولو،،،

Noor-Apps

بصائر نے کہتے اپنی جلتی آنکھوں کو دوسرے ہاتھ سے سہلایا۔

سر آج بڑے صاحب آیت میڈم پر پھر سے ایسڈ اٹیک کروانے والے ہیں،،، انھوں نے وہ پاورفل ایسڈ بیرون ملک سے منگوایا ہے جس میں سٹیل اور لوہا تک موم کی طرح پگھل جاتا ہے،،،

نوید نے دھیمے سے بتایا۔

واٹ،،، بصائر چلایا۔ مگر کیوں ؟؟؟

Noor _Apps

سر وہ تھر میں انھیں مسلسل ناکامی ہورہی ہے،،جو سکول انھوں نے بنایا تھا لوگ وہاں سے اپنے بچے ہٹا رہے ہیں شاید اسی وجہ سے،،

ربش،،،میں ہاشم ولا کو آگ لگا دوں گا،،،بصائر دھاڑا تھا۔

فی الحال تو سر آپ میڈم کو پروٹیکٹ کریں،،نوید نے بول کر فون رکھا۔

وہ چونکا تھا۔آیت لیکچر روم جانے کی بجائے باہر کی جانب گئی تھی۔ شاید وہ اس سے عاجز آچکی تھی تبھی یونی سے فاؤنڈیشن جانے والی تھی۔

بصائر تیزی سے باہر کی جانب لپکا تھا۔

وہ تقریباً بھاگتے ہوئے باہر آیا تھا۔ دور سے اسے وہ باہر سڑک کی جانب جاتی دکھائی دی تھی۔ اور اس کے اس تک پہنچنے سے پہلے ہی ایک موٹر سائیکل پر دو لڑکے سوار ہو کر اسی کی جانب بہت تیزی سے بڑھ رہے تھے۔

بصائر نے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ایک بلیک کلر کی بوتل بھی دیکھ لی تھی۔

یہ بہت تیزی سے ہوا تھا۔ وہ تیزی سے آیت کی جانب بھاگا۔

اتنے میں لڑکا بوتل کا ڈھکن کھول کر آیت تک پہنچ چکا تھا۔ بصائر کی روح فنا ہوئی بصائر خود ابھی آیت سے دس قدم کے فاصلے پر تھا۔

لڑکے نے آیت پر ایسڈ پھینکنا چاہا جب ایک وین تیزی سے ان کے درمیان سے گزری تھی۔ وین سے بازو ٹکرانے کی وجہ سے اس کا ہاتھ مڑا تھا اور وہ ایسڈ اسی کے منہ اور اگلے لڑکے کی کمر پر چھلک کر انھیں ہی بری طرح جھلسا گیا تھا۔

موٹر سائیکل اپنے سواروں سمیت اچھل کر بل کھاتی دور جا کر گری تھی۔

وین سے ٹکر تو آیت کی بھی ہوئی تھی اور وہ وہ جھٹکے سے فٹ پاتھ کی جانب پڑے گملوں کی جانب گری۔ایک گملے پر سر لگنے سے ماتھے کے اوپر بری طرح چوٹ لگنے سے اس کا سر لہولہان ہوا تھا۔

وہ پل بھر میں ہوش وخرد سے بیگانہ ہوئی۔

بصائر بجلی کی سی تیزی سے اس تک پہنچا تھا۔اس کا خون میں بھرا چہرا دیکھ بصائر کا کلیجہ منہ کو آیا۔

آیت،،بصائر نے اس کا چہرہ تھپتھپایا۔

بصائر نے وقت ضائع کیے بغیر اسے بازوؤں میں اٹھا کر گاڑی میں لٹایا تھا۔

Noor Apps

ایکسیڈنٹ پر بھیڑ بڑھنے لگی تھی۔ مگر وہ میڈیا پولیس کے آنے سے پہلے تیزی سے اسے لئے وہاں سے نکل آیا۔

راستے میں بار بار دیوانوں کی طرح اسے پکارے گیا۔

آیت آنکھیں کھولو،،ڈیم اٹ،،پلیززززززز،،وہ چلایا۔

گاڑی فاؤنڈیشن داخل ہوئی تو وہ تیزی سے باہر نکلا۔اس کی گاڑی کی مخصوص آواز سن کر فرید صاحب تیزی سے باہر آئے تھے۔

بصائر کے بازوؤں میں لہولہان آیت کو دیکھ کر فرید صاحب کے قدم لڑکھڑائے تھے۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️
❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

گھر میں چندا اور تارا کی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ امید تھکی ہاری کالج سے گھر واپس آئی تھی۔ جب لاونج سے کوثر بیگم کی چہچہاتی آواز سنائی دی۔ وہ جانے کس کے آگے بچھی جا رہیں تھیں۔

وہ لاونج کراس کرنے والی تھی جب اچانک کوثر بیگم لاونج سے نکل کر ایک لڑکی کے ساتھ اس کے سامنے آئیں۔

ارے تم آ گئیں،، میں تم سے ہی ملنے آ رہی تھی،، تمھیں مہک سے ملوانے،، اس سے ملو بھئی،، یہ ارزانش کی دوست ہے،،، اس کی ہونے والی بیوی،، بہت جلد میں ان دونوں کی شادی کرنے والی ہوں،، اس گھر کی بہو بنانے والی ہوں اسے،،، اور مہک تم اس سے ملو یہ اس گھر کی نوکرانی ہے،، ہماری خاندانی نوکرانی سمجھ لو،،،

کوثر بیگم نے خباثت سے اپنی گوہر افشانیاں کیے گئیں۔

امید خالی خالی نگاہوں سے انھیں دیکھے گئی۔ وہ بغیر کچھ بولے اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔ کوثر بیگم نے نفرت و حقارت سے فاتحانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے اسے دیکھا۔

امید اپنے کمرے میں آ کر بند ہوئی تھی۔

کچھ دیر میں ارزانش خان دکانوں سے ہو کر گھر واپس لوٹا تھا جب گھر میں غیر معمولی چہل پہل محسوس ہوئی۔وہ یہ آوازیں سنتا لاونج میں ہی چلا آیا تھا۔ مگر سامنے اپنی کالج فیلو مہک کو دیکھ کر اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔

مہک تم یہاں،،،

ہاں میں نے تمھیں بازار میں دیکھا تو پتہ چلا تم واپس لوٹ آئے ہو،، تم تو پرانی دوستوں کو بھول ہی گئے مگر میں دیکھو تمھارے پرانے پتے سے نئے پتے کی تلاش میں یہاں تک پہنچ ہی آئی،،،

وہ دلکش سی مسکان چہرے پر سجائے بولی۔

ارزانش مجھے تو مہک بیٹی تمھارے لیے بہت پسند ہے میں تو بھئی اس سے فون نمبر لے کر اس کی امی سے بھی بات کر چکی ہوں،، تم نے بتایا نہیں کہ تم اسے کب سے پسند کرتے ہو،، آج مہک نے ہی بتایا،، چلو کوئی بات نہیں دیر عائد درست عائد،، اب بھی دیر نہیں ہوئی میں تو چندا اور تارا کے ساتھ ساتھ تمھارے سہرے کے پھول سجانے کے بھی خواب دیکھنے لگی ہوں اور،،،،،،،،،،

کوثر بیگ اپنی ہی لے میں بولے گئیں اور ارزانش حیرت وصدمے سے انھیں دیکھے گیا مگر زیادہ دیر خاموش نہیں رہ سکا۔

ایک منٹ ایک منٹ امی،،، آپ نے مہک کو بتایا نہیں کہ وہ
پسندیدگی کی بات کافی پرانی ہو چکی ہے کیونکہ میرا نکاح امید سے ہو
چکا ہے اور وہ اب میری بیوی ہے،،،

ارزانش خان کے سرد و سپاٹ لہجے نے کوثر بیگم کو دبخود کیا تھا۔

مگر ارزانش خان وہ تو،،،،،

امی آپ مہمانوں کے سامنے اپنے گھر کی پرسنل باتیں ڈسکس مت
کریں،، یہ باتیں بعد میں بھی ہو سکتی ہیں،، مہک تم کھانا کھا کر
جانا،،،

وہ کہتا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔

مہک پھر زیادہ دیر بیٹھی ہی نہیں،،وہ جلدی سے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

تب کوثر بیگم تنتناتی ارز انش خان کے کمرے میں آئیں تھیں۔وہ سامنے ہی بیڈ پر بیٹھا انہی کا انتظار کر رہا تھا۔

امید اپنے کمرے کے دروازے سے لگی دبکی ہوئی کب سے یہ شور شرابا سن رہی تھی۔اب بھی تائی امی کی چنگھاڑتی آواز سنائی دی۔

ارزانش تم نے صرف جائیداد حاصل کرنے کو اس سے نکاح کا ڈھونگ رچایا تھا کیونکہ وصیت کے مطابق وہ اپنی مرضی سے صرف اپنے شوہر کے نام یہ جائیداد لگا سکتی تھی لیکن اب تم آج ابھی اسی وقت اسے طلاق دو گے سمجھے،،،

کوثر بیگم کی بات سن کر امید اپنے کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔وہ بھی تو یہی چاہتی تھی۔ تبھی اس کی مشکل آسان کرنے ان کے سامنے جانے والی تھی کہ وہ طلاق کے بول اس کے منہ پر بول دے۔

مگر ارزانش خان کے اگلے الفاظ سے اس کے قدم اپنے دروازے پر ہی جم گئے۔

امی میری ایک بات آپ کان کھول کر اچھی طرح سن لیں،، اس سب کی شروعات چاہے کیسی بھی ہوئی ہو،، اب امید ارزانش خان ہی میری بیوی ہے،، اسے جتنی جلدی آپ اپنی بہو تسلیم کریں گی اتنا ہی بہتر ہو گا آپ لوگوں کے لیے کہ میں چندا اور تارا کی شادی کے ساتھ ہی رخصتی لینے والا ہوں،، اور ان کی بارات والے دن اپنا ریسیپشن دینے والا ہوں،، امید ہی میرے بچوں کی ماں بنے گی،، آپ کے پوتے پوتیوں کی ماں،، سمجھ رہی ہیں ناں آپ،،،

ارزانش خان کے حتمی اور دوٹوک لہجے نے کوثر بیگم کی سانس اٹکائی تھی۔

(بلکہ امید کی بھی)

ارز انش خان تم پاگل ہو گئے ہو تم ابھی کہ ابھی اسے طلاق دو گے اور اس گھر سے نکالو گے،، میں ایک دن بھی اسے اس گھر میں برداشت نا کروں تم ساری زندگی کی بات کر رہے ہو،، ابھی مطلب ابھی،، نہیں تو یہ کام میں کر دیتی ہوں،،،

وہ چلائیں۔

Noor Apps

امی کچھ تو خدا کا خوف کریں،،، وہ یتیم ہے،، اس کا سب کچھ چھین چکے ہیں ہم،، اس گھر سے نکال دیا تو یہ تو سوچیں کہاں جائے گی وہ،، آپ اتنی ظالم اور پتھر دل کیسے ہو سکتی ہیں،، اس کا ہمارے علاوہ اور ہے کون؟؟ اور اگر باہر اسے کچھ ہو گیا تو کون زمہ دار ہو گا،، کیا آپ خدا کو جواب دے پائیں گی،،، میں تو نہیں دے پاؤں گا،، ابھی تو جو میں نے اب تک کیا اس کی بے چینی میں ساری ساری رات سو نہیں پاتا آپ جانے کس مٹی کی بنی ہیں،،،

ارزانش خان کی ہر بات پر کوثر بیگم کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔

وہ نہیں رہے گی تمھارے ساتھ ارزانش خان وہ بھاگ جائے گی،،،

کوثر بیگم نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔

وہ اپنے کمرے سے ایک قدم بھی مجھے باہر نکال کر دکھائے میں اس کی ٹانگیں توڑ کر اسے معذور بنا کر اپنے پاس رکھ لوں گا،،

ارزانش خان دھاڑا تھا۔

ارزانش تم اس بدذات اور بدکردار لڑکی کے لیے اپنی ماں سے بدتمیزی،،،،

Noor_Apps

بسسسسسس،،،ماں بسسسسسسسس کریں،،،میں اپنی بیوی کے کردار

کے بارے میں توکم ازکم کسی کے منہ سے ایک لفظ نہیں سننا چاہتا

کہ اچھی طرح جانتا ہوں کون کیا ہے،،اب مجھے اس موضوع پر

بات ہی نہیں کرنی،،

وہ بول کر کھٹاک سے واش روم میں بند ہوا تھا۔

کوثر بیگم امید کو کوسنے بددعائیں دینے لگیں۔

امید اپنے کمرے میں ہانپتی کانپتی پھر سے بند ہوئی تھی۔

Noor Apps

وہ اپنے بیڈ پر بیٹھی تھی۔لبوں پر تلخ سی مسکراہٹ تھی۔

اونہوں،،،، پھر کوئی نیا دھوکہ نیا فریب،،، مجھے پامال کرنے کی خواہش ہے اب بس۔

امید جتنا سوچ رہی تھی اتنی ہی تکلیف ہو رہی تھی۔اور چند ااور تارا کی شادی تو اسی ہفتے میں تھی تو کیا وہ

اسے سوچ کر ہی ابکائی آئی۔اتنے دھوکے اور فریب کھائے تھے کہ اب تو وہ اس کی شکل تک نا دیکھتی کہاں اس کی قربت اس کا ساتھ قبول کرتی۔کس خوشی میں اسے اپنا آپ سونپ دیتی بس اسے کسی دل بہلانے ولی چیز کی طرح استعمال کرنے کے لیے؟

کیوں؟

وہ اتنی ارزاں تو نہیں تھی۔

تبھی کچھ فیصلہ کر کے الماری سے اپنی چادر نکال کر اوڑھی تھی۔

عشق خاتم فاؤنڈیشن کا اسے اس کی دوست نے بتایا تھا۔ وہ تو اس سے اس کا پتہ بھی لے چکی تھی۔ اب پچھتا رہی تھی کاش کہ طلاق لینے کے چکر میں کالج سے گھر ہی نا آتی۔ ادھر سے ہی فاؤنڈیشن چلی جاتی اور وہاں سے عدالت کے زریعے اسے نوٹس بھیج دیتی۔

تب وہ اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں پاتا۔

اب اسے جلدی سے یہاں سے نکلنا تھا تبھی۔

بڑی سی چادر میں خود کو چھپائے امید دبے قدموں اپنے کمرے سے نکلی تھی۔رات کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔وہ سب کوثر بیگم کے کمرے میں تھے یہ اچھا موقع تھا اس جہنم سے نجات کا۔ تبھی وہ گھر کے پچھلے لان کی جانب نکلی۔لان کراس کر کے پچھلے گیٹ تک آئی تھی۔جب پیچھے سے کسی نے اس کی کلائی دبوچی تھی اور ایک جھٹکے سے اپنی جانب گھمایا کھینچنے والے کی گرفت میں اس قدر شدت اور سختی تھی کہ امید کو لگا آج اس کا بازو کندھے سے الگ ہو جائے گا۔

پیچھے مڑ کر دیکھا تو اوسان خطا ہو گئے۔ وہ سفید پڑ گئی تھی کہ ارزانش خان کھڑا خونخوار نگاہوں سے بھوکے شیر کی طرح اسے گھور رہا تھا۔ پھر اچانک اس کا بازو کھینچ کر وہ اسے اندر کی جانب گھسیٹنے لگا۔

ارزانش خان چھوڑو مجھے،، تم مجھے زبردستی اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتے،، میں کورٹ جاؤں گی،، میں تمھیں عدالت میں گھسیٹوں گی،،، میں نہیں رہنا چاہتی تمھارے ساتھ،،،، میں خلع لوں گی تم سے چھوڑو مجھے،،،

وہ چیختی چلاتی رہی۔

کہاں جانے کی تیاری ہے بیگم،، جب میں نے کہا تھا کہ ایک قدم بھی اپنے کمرے سے باہر نا نکالنا تو تمھاری ہمت کیسے ہوئی باہر نکلنے کی،، یہ تو ابھی طے ہو جائے گا تم مجھ سے خلع لو گی یا میری بنو گی،، زبردستی کیا ہوتی ہے یہ بھی آج ہی بتاؤں گا میں تمھیں،،،

ارزانش خان اس سے بھی اونچی آواز میں چلاتے اسے کہتے اسے اندر لایا تھا اور پھر کوثر بیگم چندا اور تارا کی آنکھوں کے سامنے وہ اسے اپنے کمرے میں لایا تھا۔

کوثر بیگم کے چہرے پر شیطانی سی طمانیت بھری مسکراہٹ تھی۔ جیسے امید کو تکلیف میں دیکھ کر اس کا تماشا دیکھ کر جانے کتنا سکون

ملا ہو۔ وہ ارزانش خان کو روکنے کی بجائے اپنے کمرے میں اطمینان سے بند ہو گئیں تھیں۔

وہ چیختی سسکتی رہی مگر ارزانش نے اسے لا کر اپنے بیڈ پر پھینکا تھا۔ اس کی چادر ارزانش خان کے قدموں میں گری تھی جسے اس نے اٹھا کر صوفے پر اچھالا۔

اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے وہ بیڈ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اور امید بے یقینی سے بھیگا چہرہ لیے اسے دیکھے گئی۔

ارزانش نے اپنی شرٹ دور اچھالی تھی۔ بیڈ کے قریب آ کر اس کے گلے سے لپٹا اس کا دوپٹہ نکال کر سائیڈ پر رکھا۔

وہ بوکھلا کر تیزی سے پرے ہٹی اور بیڈ کی دوسری جانب اتری تھی۔

تت،،، تم نے بہت دھوکے دیئے مجھے ارزانش خان،، میں سب برداشت کر گئی،، مم،،،، مجھے اتنی تکلیف دی کہ میری روح تک کانپ گئی،، لل،،، لیکن آج اگر تم نے مم،، مجھے،،، میرے ساتھ،،،، میں مر جاؤں گی،، وہ لرزتی کانپتی بہتی آنکھوں سے متوحش سی بولے گئی۔

Noor Apps

پل میں ارز انش خان اس تک پہنچا تھا۔ اور بازوؤں سے جکڑ کر اسے اپنے سینے میں بھینچا۔

اس وقت اپنے دماغ کی سنی تھی بیگم،، آج اپنے دل کی سنوں گا،، آج تمھارے وجود پر، تمھارے جسم تمھاری روح پر اپنی چھاپ چھوڑ کر تمھیں اپنا بناؤں گا،، پھر تمھیں پتہ چلے گا کہ تم کس کی ملکیت ہو،، اور تمھیں ساری زندگی اب کس کی دسترس میں رہنا ہے،، تب ملے گا اس دل کو سکون،،

ارزانش نے اس کی گردن پر اپنے لب رکھے تھے۔ مگر وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپی تھی اپنی پوری طاقت لگا کر اسے خود سے دور کیا اور دروازے کی جانب بھاگی۔

ارزانش خان غصے سے پاگل ہوا تھا۔ تبھی تیزی سے مڑ کر اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اس کی پشت سینے میں بھینچی۔

ارزانش خان چھوڑو مجھے،،، مجھے پامال مت کرو،، مت چھینو مجھ سے میری ذات کا غرور،،، دور ہٹو مجھ سے،،،

وہ اس کی پناہوں میں مچلی۔ ارزانش خان نے اس کے لبوں پر اپنا ہاتھ جمایا تھا۔ اور اس کے کندھے پر اپنے لب رکھے تھے۔

نہیں میری جان،، تم سے تمھارا غرور نہیں چھین رہا،، تم پر اپنا حق جتا رہا ہوں،، تمھیں اپنا بنا رہا ہوں،،

ارزانش خان نے اسے باہوں میں اٹھایا تھا۔ کمرے کی لائٹ آف کی۔ اسے نرمی سے بیڈ پر لٹا کر اس کے اٹھنے کی کوشش ناکام بناتے ہوئے اس پر مکمل حاوی ہو کر اس کے بازو بیڈ سے لگائے۔

ارزانش نے اس کے نرم سانسوں کو اپنی دسترس میں لیا تھا۔ امید کا دل کیا وہ آج یہ سب کچھ ہونے سے پہلے خود کو زندہ جلا لے۔ مگر جس چٹان کی گرفت میں تھی۔ ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔ تبھی بے

Noor_Apps

بس سی بس آنکھوں سے آنسو بہاتی اس کا سلگتا لمس، اور شدت اپنی سانسوں پر برداشت کرتی رہی۔

ارزانش خان نے بمشکل ہی اسے آزادی بخشی تو اب دہکتے لمس وہ اس کے وجود پر جا بجا چھوڑنے لگا۔ امید نے کسی طرح اپنے ہاتھ اس کی دسترس سے چھڑا کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پرے دھکیلا تھا۔ خود وہ بمشکل پیچھے ہٹنے لگی جب ارزانش نے دوبارا اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے واپس بیڈ پر پٹخا تھا۔

اب کی بار ارزانش خان کی گرفت میں اتنی سختی تھی کہ امید کو اپنے جسم سے اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔ ارزانش خان مکمل اس پر بادلوں کی طرح چھایا تھا۔ کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔

امید ارزانش خان،، اگر میں نرمی اختیار کر رہا ہوں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ تمھیں دل و جان سے اپنی بیوی اور نصف بہتر تسلیم کر رہا ہوں،، تمھاری بھی بہتری اسی میں ہی ہے کہ اپنا آپ مجھے سونپ کر مجھے پوری طرح تمھارا شوہر ہونے کا حق دے دو،، اسی لئے اب مزاحمت کرنا بند کرو،، اور چپ چاپ جو ہو رہا ہے اسے ہونے دو،،

اندھیرے میں کان کے بے حد قریب اس کی غراہٹ نے امید کی رگوں میں اس کا خون منجمد کیا تھا۔

نن،،، نہیں،،رخصتی سے پہلے نہیں،، مم مجھے چھوڑ دو،،تت تم رخصتی کی بات کر رہے تھے،،، ارزانش،،،

امید نے لڑکھڑاتی آواز میں التجائیہ لہجہ اختیار کیا تھا وہ شاید یہ بہانہ تراش کر ابھی کے لیے اس مصیبت کو اپنے سر سے ٹالنا چاہتی تھی۔ ویسے بھی ارزانش خان کے ہاتھ جو اس کے وجود پر گستاخیاں کر رہے تھے ان سے ویسے ہی وہ بے جان ہوئی جا رہی تھی۔

ابھی میں تمھیں سب کے سامنے اپنے کمرے میں لایا،، سمجھ لو ہو گئی رخصتی،، اب خاموشی سے مجھے یہ رشتہ مکمل کرنے دو امید،،، اب اگر تمھاری آواز آئی مجھے،، تو جان نکال لوں گا تمھاری،،،

ارزانش خان نے اس کے بال مٹھی میں جکڑے تھے۔ اور ایک مرتبہ پھر پوری شدت سے خوشبوؤں میں بسی سانسوں کو اپنی دسترس میں لیا۔

پھر امید کی تمام التجائیں،، سسکیاں آہیں اس کی باہوں میں دم توڑ گئیں۔ اس نے اس کمزور سے وجود کی ایک نا سنتے اس سے پورے حق سے اپنا ہر حق وصول کیا تھا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️
❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

مدینہ گھر سے باہر نکلنا ہی نہیں چاہتی تھی مگر پاکیزہ بیگم کی اصرار پر اس نے کمپیوٹر سائنس کے لیے کالج میں ایف اے سینکڈ ائیر میں ایڈمیشن لیا تھا۔ اور اب وہ دلجمعی سے پڑھ بھی رہی تھی۔

کافی عرصہ ہو گیا تھا اسے ارقم چوہدری سے آنکھ مچولی کھیلتے۔ مگر ابھی تک اسے معلوم نا ہو سکا کہ آخر وہ ہے کون؟

Noor-Apps

آج اس کا آخری پیپر تھا۔ وہ کالج سے نکلی تھی۔ مگر پھر اندر ہی بھاگ جانا پڑا کیونکہ اس نے کالج کے باہر انور اور اسلم کو مدینہ کی طرف دیکھنے سے پہلے مدینہ نے انھیں دیکھ لیا تھا۔

وہ خوف سے تھر تھر کانپنے لگی تھی۔

وہ کافی دیر باہر نا نکلی تو اس کا گارڈ اسے اندر ہی بلانے چلا آیا۔

اس نے اپنے دوپٹے سے اپنا چہرہ اچھی طرح چھپالیا تھا وہ باہر آئی اور گاڑی میں بیٹھی۔

مگر جانے کیسے ان شیاطین کو اس کی پہچان ہو گئی۔

Noor-E-Apps

ڈرائیور کاکا جلدی گاڑی چلایئے،،،

مدینہ کی گھبرائی ہوئی آواز پر ڈرائیور اور گارڈ کو سمجھ آگئی کہ ضرور کوئی غیر معمولی بات ہے۔ تبھی انھوں نے گاڑی بھگائی تھی۔

وہ موٹر سائیکلوں پر اس کا تعاقب کرتے رہے۔ مدینہ پیچھے مڑ کر دیکھتی تو وہ تیزاب کی بوتل لہرا لہرا کر اسے گندے اشارے کرتے رہے کہ وہ اسے اور اس کا سب کچھ جلا ڈالیں گے۔

وہ بہت بری طرح خوفزدہ ہوئی تھی۔ گاڑی چوہدری ولا میں داخل ہوئی تو گارڈ نے ہوائی فائرنگ کی جس سے وہ تعاقب میں آتے اب فرار ہو چکے تھے۔

مدینہ مزید خوفزدہ ہوئی تھی۔

آج تو پاکیزہ بیگم بھی فاؤنڈیشن کی میٹنگ کے سلسلے میں باہر گئیں ہوئیں تھیں۔

ارقم جو کہ آج ہفتے بعد بزنس ٹور سے واپس آکر اپنے کمرے میں سویا ہوا تھا فائرنگ کی آواز سے اٹھ بیٹھا۔ کچھ غیر معمولی محسوس ہوا تو کمرے سے باہر آیا۔ سامنے ہی وہ متوحش سی بھاگتے ہوئے اندر آرہی تھی۔

مدینہ نے سامنے دیکھا۔ اور اسے دیکھ اس کے تمام حوصلے پست ہوئے تھے۔ تمام برداشت ختم ہوئی تھی۔ تبھی وہ بھاگ کر جھٹکے سے اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

ارقم جسے اس کے اس عمل کی بلکل بھی توقع نہیں تھی دم بخود سانس روکے حیرت سے پھٹی آنکھیں لیے اس کی جرات ملاحظہ کرنے لگا۔

شاید وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ کسی غیر مرد کے سینے سے لگی کھڑی (ہے۔

مم،،مجھے بچالیں،،وہ لوگ مم مجھے تیزاب سے جلادیں گے،،وہ مجھے ماردیں گے،،،وہ لوگ یہاں بھی اجائیں گے،،مجھے چھپالیں ارقم آپ،،،

وہ ہچکیوں کے دوران بولے گئی اور ارقم پر حیرتوں کے پہاڑ توڑے گئی۔

ارقم نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر جھٹکے سے خود سے الگ کیا تھا۔

تب شاید مدینہ کو بھی ہوش آیا تھا اور اپنی بے اختیاری کا احساس ہوا۔

لڑکی کیا کر رہی تم؟ کیا ہوا ہے؟؟ کیا کہہ رہی ہو؟؟؟ کسی غیر مرد سے لپٹ رہی ہو،،،، ہوش میں تو ہو؟؟؟

ارقم نے اسے جھڑکا۔

مدینہ نے تکلیف واذیت کی انتہا سے اپنے لب بری طرح کچلے۔

اگر تو محافظ آپ جیسے بے خبر اور لاپرواہ ہوتے ہیں تو دھتکار ہے ایسے محافظوں پر،،،

وہ پھنکار کر غصے سے کہتی اسے اپنی جگہ پر سن کر گئی تھی۔وہ جا کر دھاڑ سے دروازا بند کرتی اپنے کمرے میں بند ہوئی تھی۔

ارقم باہر آیا تھا اور گارڈ اور ڈرائیور سے پوچھا کہ ہوا کیا تھا۔

تب انھوں نے بتایا کہ میڈم کا کوئی لوگ پیچھا کر رہے تھے اور انھیں کچھ بوتلیں دکھا دکھا کر دھمکا رہے تھے۔

اسے سارے معاملے کی خبر تو ہو گئی مگر الجھی بات کا سرا اب بھی

اس کے ہاتھ نا آسکا۔

اس نے کہا کہ محافظ اگر میرے جیسے ہوتے ہیں تو دھتکار ہے مجھ

پر۔

کیوں؟

اس نے مجھے اپنا محافظ کیوں کہا؟

وہ جتنا سوچتا جاتا تھا اتنا ہی الجھتا جارہا تھا۔ شام تک پاکیزہ بیگم لوٹ

چکیں تھیں۔ اور وہ ان کے کمرے میں بند تھی۔

ارقم خاموشی سے اپنے کمرے سے نکل کر سکون سے اس کے کمرے میں آیا تھا۔ اس کے بیڈ کی سائیڈ ڈرار میں ایک چھوٹا سا پرس تھا۔ پرس کنگھال کر دیکھا۔ جس میں سب سے نچلے سائیڈ ڈرار کی چابی تھی۔ وہ چابی نکالی اور وہ ڈرار کھولا۔ اس ڈرار میں اس کے تمام ڈاکومنٹس پڑے تھے۔ جن میں سب سے اوپر اس کا آئی ڈی کارڈ پڑا تھا۔

نورِ مدینہ

شوہر کا نام۔ ارقم چوہدری

Noor Apps

چوہدری ولا کی چھت جیسے ارقم کے سر پر گری تھی۔اس کی جائیداد کے پیپر۔وہ ڈیجیٹل پرنٹڈ نکاح نامہ۔ایک خط۔وہ سب کچھ۔

اس نے جلدی سے وہ سب چیزیں واپس اپنی جگہ پر رکھیں۔اور خود کمرے سے باہر نکل کر اپنے کمرے میں آگیا۔یہ سب کچھ تو ٹھیک تھا مگر اس کی ماں نے اس سے اب تک کیوں چھپا کے رکھا تھا یہ۔کہ اسے یہاں آئے ساتھ آٹھ ماہ ہو گئے تھے اور اس کی مما نے اسے بتانے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔

کہ وہ بالا ہی بالا اپنی نادکھنے والی بیوی کو ڈھونڈنے میں اب تک کافی سے زیادہ خوار ہو چکا تھا۔ مگر یہ بات اس نے سب سے چھپائی تھی۔

ارقم کے لبوں کو ایک گہری پراسرار سی مسکراہٹ نے چھوا تھا۔ پھر کچھ سوچ کر اپنے کمرے سے نکل کر پاکیزہ بیگم کے کمرے تک آیا تھا۔ دروازے پر ہلکی سی ناک کی۔

کچھ دیر کے بعد دروازا پاکیزہ بیگم نے ہی کھولا۔ وہ انجان بننے کی بھرپور ایکٹنگ کرتا کمرے میں داخل ہوا تھا۔

Noor - Apps

ممامجھے بتائیے کیا ہوا تھا،،؟وہ لوگ کون تھے جو ان کے پیچھے تھے؟؟ایک تو مجھے ڈھنگ سے کوئی بات نہیں بتائی اوپر سے محترمہ مجھ سے بدتمیزی کر کے اپنے کمرے میں بند ہو گئیں،، میں وجہ پوچھ سکتا ہوں اس سب کی،،

ارقم نے دانستہ اپنا لہجہ سخت کیا۔ایک گہری نگاہ اپنے لب کچلتی اس کانچ کی گڑیا پر ڈالی۔ نگاہ اس لمبی طویل ناگن کی طرح بل کھاتی چوٹی میں اٹک کر رہ گئی تھی۔

کچھ نہیں ہوا تھا،، تم نے بھی تو بجائے اسے تسلی دینے کہ اسے ڈانٹ دیا،، حساب برابر،، اب جاؤ یہاں سے،،،

پاکیزہ بیگم نے جھنجھلا کر کہا۔ اسے ہنسی تو بہت آئی مگر پی گیا۔

مطلب محترمہ اپنی ڈانٹ کا دکھڑا ابھی ساسو ماں کے آگے رو چکیں ہیں۔ اور جو خود اس کے سینے سے لگ کر جو اس دل کے انجر پنجر سب ہلا ڈالے تھے وہ؟

خود اپنا کارنامہ نہیں بتایا انھوں نے آپ کو کہ خود کیا کیا تھا انھوں نے،،،

وہ اب بھی سرد لہجے میں بولا اور جان بوجھ کر اس کا لال ٹماٹر چہرہ دیکھ دل میں ایک کمینی سی خوشی محسوس ہوئی۔

ارقم جاؤ یہاں سے فی الحال ہمارا دماغ مت کھاؤ،،، پاکیزہ بیگم نے پھر اس سے جان چھڑانی چاہی۔

نو یہ جب تک اپنے رویے کی وضاحت نہیں دیتی میں تب تک اس بات کو نہیں چھوڑ سکتا مطلب محترمہ کے کہنے کا آخر مطلب کیا تھا کہ اگر محافظ ہم جیسے بے خبر اور لاپرواہ ہوتے ہیں تو دھتکار ہے ہم پر،،

ارقم نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا۔

مدینہ کی برداشت کی انتہا ہوئی تھی تبھی پھر پھوٹ پھوٹ کر روتی اس کمرے سے نکل کر اپنے کمرے میں بند ہوئی تھی۔

ارقم اس کے آنسوؤں سے اب کی بار بوکھلایا تھا مگر ظاہر نا ہونے دیا۔

پاکیزہ بیگم نے غصے سے اسے گھورا۔

کیا؟؟؟میں نے کیا کیا؟اسی کی بات کی وضاحت مانگی کہ اس نے ایسا کیوں کہا؟

ارقم نے پھر کریدا کہ شاید ماں اب بھی اسے بتا دے مگر۔

ارقم جاؤ یہاں سے مجھے آرام کرنا ہے،،،کوئی مطلب نہیں تھا اس کا،،وہ خوفزدہ تھی اور کچھ بھی بول گئی،،،،

Noor_Apps

پاکیزہ بیگم نے کہا۔وہ تھکی ہوئی لگ رہی تھیں۔ تبھی وہ چپ چاپ ان کے کمرے سے باہر نکل آیا۔

مگر باہر نکل کر اس کمرے کو ضرور گھورا تھا جس میں اب وہ بند تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤
❤❤❤❤❤❤❤

Noor Apps

#عشقِ_خاتم

مصنفہ #واحبہ_فاطمہ

قسط نمبر 10

فرید صاحب صدمے سے بے حال زخمی آیت کو دیکھ رہے تھے۔

جس کا سر لہولہان تھا۔ بصائر نے نرمی سے اسے بازوؤں میں اٹھایا

تھا۔

یہ کیا؟؟؟ کیا کیا تم نے اس کے ساتھ،،، کیا ہوا ہے میری بچی کو یہ چوٹ کیسے لگی،،، تم جان لے کر ہی چھوڑو گے اس کی،، تم ہماری جان چھوڑ کیوں نہیں دیتے،،

فرید صاحب اسے گریبان سے پکڑ کر آج پہلی مرتبہ بلند آواز میں چلائے تھے۔

بابا میں سب کچھ بتاتا ہوں،، پہلے پلیز کسی ڈاکٹر کو فون کر لیں،،،

بصائر نے جھنجھلاہٹ بھرے لہجے میں کہتے انھیں نظر انداز کیا اور آیت کے کمرے کی جانب بڑھا۔ اپارٹمنٹ کے اندر لا کر اسے نرمی سے بیڈ پر لٹایا۔

باہر فرید صاحب نے فاؤنڈیشن کے ہی کلینک میں سروس دینے والی ڈاکٹر حنا کو فون کر کے اپنے اپارٹمنٹ بلایا تھا۔پانچ منٹ میں وہ آیت کے پاس تھیں۔ اسی اثنا میں امید اور مدینہ بھی آیت کے پاس چلی آئیں تھیں۔وہ بھی اس کی حالت دیکھ کر بہت زیادہ متفکر ہوئیں تھیں۔

ڈاکٹر حنا نے فرید صاحب کو آج پہلی مرتبہ اتنے طیش واشتعال میں دیکھا تھا تبھی ان سے کچھ پوچھنے کی ہمت نہیں کی۔ اور چپ چاپ آیت کا خون صاف کر کے اچھے سے ڈریسنگ کر دی۔ آیت

کراہتی ہوش میں آئی تھی۔ڈاکٹر حنا نے اسے پین کلر انجیکشن لگایا۔ اور میڈیسن لکھ کر دی۔

میڈیسن کی پرچی تیزی سے بصائر نے اپنے ہاتھ میں تھام لی تھی۔

ڈاکٹر یہ ٹھیک تو ہیں ناں،،، بصائر نے بے تحاشا فکر مندی سے پوچھا۔ تو ڈاکٹر حنا نے حیرت سے اس اجنبی کو آیت کے کمرے میں اتنے دھڑلے سے کھڑے دیکھا۔ جبکہ فرید صاحب غصے سے بے حال اسے دیکھے گئے۔ مگر ڈاکٹر حنا کے سامنے کچھ کہا نہیں۔

آپ کون ہیں؟ ڈاکٹر حنا نے اچنبھے سے پوچھ ہی لیا۔

آیت کا فیانسی ہوں،،، بصائر نے اطمینان سے کہا تھا۔

آیت جو نیم غنودگی میں تھی۔اس کی ڈھٹائی پر بری طرح لب بھینچے۔

فرید صاحب نے اس طیش و اشتعال سے دیکھا۔

ڈاکٹر حنا چلیں گئیں۔

فرید صاحب اس ڈھیٹ آدمی کی جانب متوجہ ہوئے۔

فرید صاحب نے کچھ کہنے کو منہ کھولا اس سے پہلے ہی بصائر نے بولنا شروع کر دیا۔

میرے بابا نے ایسڈ اٹیک کروایا تھا آیت پر،، پر آیت کے باڈی گارڈز نے اسے بچالیا،، جو اسے نقصان پہنچانے آئے تھے خود ہی زخمی ہو گئے،، مگر آیت اس حادثے میں زخمی ہو گئی،، لوگوں اور میڈیا کی نگاہوں سے بچا کر اسے میں یہاں لے کر چلا آیا،،

بصائر نے سچ بتاتے پوری ڈیٹیل انھیں بتادی۔ فرید صاحب اس کے بابا کے بارے میں سن کر مزید غصے سے بے حال ہوئے۔

کرلی مدد اب جاؤ یہاں سے،، فرید صاحب نے رکھائی سے کہا تھا وہ ان کی جانب دیکھے گیا۔

جب تک آیت کو مکمل طور پر ہوش نہیں آجاتا میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا بابا،،

بصائر نے آہستگی سے کہا تھا۔

تم میرے ہاتھوں مروگے ڈھیٹ لڑکے جاؤ یہاں سے،، فرید صاحب پھر چلائے۔ مگر اسے سر جھکائے اپنی جگہ پر ہنوز کھڑے دیکھا تو ان کا سانس پھولنے لگا۔ مدینہ زبردستی انھیں وہاں سے لے کر گئیں تھیں کہ ایسی صورت میں ان کا بی پی ہائی ہونے کا خدشہ تھا۔

امید نے سامنے کھڑے ڈھیٹ آدمی کو محویت سے آیت کو دیکھتے پایا۔ پھر وہ بیڈ پر آہستگی سے بیٹھا تھا۔ اور آیت کا ٹھنڈا یخ ہاتھ اپنے

گرم پر حدت ہاتھوں میں تھام کر اپنے ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پیوست کر لیں۔

اگر آج وہ ایسڈ خدانخواستہ آیت کے چہرے پر گر جاتا تو آپ کی یہ دو ٹکے کی محبت بھی اس کے چہرے کے ساتھ جل کر ایسڈ کے ساتھ بہہ جاتی،، ہے ناں،،،

امید کا لہجہ حقارت بھرا تھا۔بصائر نے سن کر جبڑے بھینچے تھے۔

ضروری نہیں ہر کسی کی محبت آپ کے ارزانش خان کی محبت کی طرح دو کوڑی کی ہی ہو،،،

بصائر نے سنجیدگی سے کہتے پل بھر میں امید کے پیروں تلے سے زمین کھینچی تھی۔وہ خوف سے سفید پڑتا چہرا لیے پھٹی پھٹی نگاہوں

سے اسے دیکھے گئی جس کی نگاہوں کا فوکس بس آیت کا صبیح چہرہ تھا مگر وہ امید کے سر پر فاؤنڈیشن کی چھت ضرور گر گیا تھا۔

حیران مت ہوں اب محبت کی ہے تو آیت سے جڑے ہر شخص ہر فرد کا حسب نسب معلوم ہے مجھے،، اور ویسے ایک بات بتاؤں میرے چھوٹے بھائی ارقم چوہدری کا بیسٹ فرینڈ ہے ارزانش خان،، جو کہ پاگلوں کی طرح آپ کو پورے شہر میں ڈھونڈتا پھر رہا ہے،، مگر بے فکر رہیے میں نے اسے جیسے اب تک نہیں بتایا کہ آپ یہاں ہے اب بھی ہرگز نہیں بتاؤں گا کہ آپ یہاں ہیں،، باقی رہی بات میری محبت کی تو بس ابھی اتنا ہی کہوں گا کہ واقعی

محبت دو ٹکے کی ہو سکتی ہے،، لیکن مجھے عشق ہے آیت فاطمہ سے،، اور عشق دو ٹکے کا نہیں ہوتا بلکہ آگ تک میں چھلانگ لگا لیتا ہے اس کے علاوہ ابھی میرا کچھ بھی کہنا آپ کو محض لفاظی لگے گا مگر وقت آنے پر میں ثابت ضرور کر دوں گا کہ میرے عشق نے جنون کی کتنی حدود کو چھوا ہے،،

وہ اطمینان سے بولے گیا۔

جبکہ آنکھیں موندے لیٹی آیت بے چین ہوئی تھی۔ تبھی بند آنکھوں سے آنسو بہہ کر حجاب میں جذب ہوئے۔ جنھیں وہ بغور دیکھ رہا تھا۔

آیت کسمسائی تھی مگر بصائر نے اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔

امید نے یہاں سے کھسک جانے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔ اس عجیب سے خبطی پاگل آدمی کا کیا بھروسہ غصے میں ارزانش خان کو اس کا پتہ ہی دے دیتا۔

وہ گئی تو بصائر پھر دل و جان سے اس کی جانب متوجہ ہوا جس کی مڑی ہوئی پلکوں کی ہلکی سی جنبش اس کے ہوش میں ہونے کا پتہ دے رہی تھی۔

آیت،،، آپ ٹھیک ہیں ناں،،

وہ کھسک کر مزید اس کے قریب ہوتا اسے بے چینی سے پکار گیا۔

آیت جلدی سے اٹھ بیٹھی تھی۔ مگر اس تیزی پر چکراتے سر میں ایک درد کی لہر اٹھی۔

اففففففففف،،، آیت نے اپنا سر تھاما۔

آیت آپ ٹھیک تو ہیں ناں،، وہ مزید بے چین ہوا۔

چھ،،، چھوڑیں میرا ہاتھ،،، وہ نقاہت بھرے بھیگے لہجے میں بولی جو رو دینے کو تیار تھی۔

بصائر نے خاموشی سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

آیت،،،

جائیں یہاں سے،،،

پلیز،،،

میں نے کہا چلے جائیں یہاں سے،،،وہ اب رو دی تھی۔

ٹھیک ہے آپ روئیں مت،، میں چلا جاتا ہوں،، کل یونی میں ملتے ہیں،، بصائر کہتے اپنی جگہ سے اٹھنے لگا۔

انتظار کا تکلف مت کیجئے گا کیونکہ نہیں آنا مجھے یونی،،،

وہ جھنجھلا کر بولی تھی۔

پھر آیت میں یہیں فاؤنڈیشن کے گراؤنڈ میں ڈیرے ڈال لوں گا،، مگر یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا،، آپ کو دیکھے بغیر ایک پل بھی نہیں رک سکتا آیت پلیز مجھے سمجھنے کی کوشش کریں۔

جائیں یہاں سے،، آیت پھر چلائی تھی۔

نہیں جاؤں گا ادھر باہر ہی ہوں،،

وہ کہتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ آیت تکیے میں منہ دیئے رو دی۔

وہ کافی گہری نیند میں اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا۔ مگر زیادہ دیر رہ نہیں پایا صبح کے تقریباً سات بجے تھے اور ارزانش خان کی آنکھ کسی کی آہوں اور سسکیوں پر کھلی تھی۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔

اونو،،،،،،، سٹوپڈ گرل،،،، اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھاما اور تکیے میں منہ دیا۔۔

امید بیڈ سے نیچے کارپٹ پر سائیڈ ڈرار کے پاس بیڈ سے ہی ٹیک لگا کر بیٹھی گھٹنوں میں منہ دیئے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

ارزانش کروٹ بدل کر زرا سا کھسک کر اس کے قریب آیا تھا۔وہ اوندھا لیٹا ہی اپنے ہاتھوں پہ اپنا چہرہ ٹکا کر اس کے سر کو دیکھنے لگا۔

او کم آن بیوی،، ایسے پریٹینڈ مت کرو جیسے میں نے تمھارے ساتھ کوئی زور زبردستی کی ہے،،بیوی ہو تم میری،، شوہر ہوں میں تمھارا تو محض اپنا حق وصول کیا میں نے،،

ارزانش نے نرمی سے اسے سمجھانا چاہا۔

وہ کچھ بولی تو نہیں مگر اس کی ہچکیوں میں اضافہ ہی ہوا تھا۔

امید پلیز،،، اٹھو یہاں سے،،،

ارزانش نے جھنجھلا کر کہا۔ اور اس کی کلائی تھام لینا چاہی۔ مگر امید نے ایک جھٹکے سے اس سے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا۔ ارزانش خان کے ماتھے پر بلوں کا جال پھیلا تھا۔

وہ اب بیڈ سے اٹھ بیٹھا اور بیڈ سے نیچے اتر کر اسے بازو سے کھینچ کر اپنے روبرو کھڑا کیا تھا۔

آہ،،،،،،،،،،ہہہہہہہ،،،،، امید کہ منہ سے ایک سسکی بر آمد ہوئی تو ارزانش خان شرمندہ ہوا۔

ائم سوری،،، جان من،،، جانتا ہوں تمھاری ہر تکلیف ہر درد کی وجہ میں ہوں،، مگر پرامس کرتا ہوں اب سب ٹھیک ہو جائے گا،،، میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا،،

ارزانش نے نرمی سے اسے اپنے قریب کیا۔

امید نے پھر پھر کر اس سے اپنا آپ چھڑایا۔

بس،،؟ ہوس ہو گئی پوری تو مجھے جانے دو یہاں سے ارزانش خان تم،،،

امید کی بات پوری نہیں ہو پائی تھی جب ارزانش خان نے اسے واپس بیڈ پر دھکا دیا تھا۔ وہ اوندھے منہ بیڈ پر گری تھی۔ ارزانش خان نے بیڈ پر بیٹھ کر اس کا جبڑا دبوچ کر چہرہ اپنی جانب گھمایا تھا۔

میں جتنا چاہتا ہوں تم پر غصہ نہیں کروں تم اتنا ہی مجھے غصہ دلاتی ہوں امید ارزانش خان،، رات میں نے اپنے ہر عمل سے تم پر اپنی محبت نچھاور کی ہے،، اپنے سچے جزبے تمھیں سونپ دیئے،، ہوس کیا ہوتی ہے بتاؤں تمھیں،، ؟

ارزانش خان کا لہجہ اتنا سرد و بے تاثر تھا کہ امید کو خوف سے بلکل سفید پڑ گئی تھی۔ بے تحاشا روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

ارزانش اس کی حالت دیکھ کر پھر پگھل گیا۔ تب اسے کھینچ کر پھر سے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

تم نا چاہتے ہوئے بھی بہت اہم ہو گئی ہو میرے لیے،، میں تمھیں ایک پل ایک سیکنڈ بھی اب خود سے الگ نہیں دیکھنا چاہتا،، حد سے زیادہ محبت ہو گئی ہے تم سے،، اپنی پوری زندگی تمھارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں ایک نارمل کپل کی طرح،، اسی لئے رات تمھیں پوری طرح اپنا بھی لیا،، میں نے تمھارے ساتھ بہت کچھ غلط کر دیا ہے،، مگر پرامس کرتا ہوں سب ٹھیک بھی میں ہی کروں گا بس کچھ وقت دو مجھے،،،

وہ بولے گیا اور وہ یونہی سسکتی رہی۔

چلو فریش ہو جاؤ،، پھر اگر کالج جانا ہوا تو چلی جانا،، مگر آج سے تمھیں پک اینڈ ڈراپ میں ہی کروں گا،، آج اپنا ضروری سامان اس کمرے میں شفٹ کر لینا،، فی الحال میں تمھارے کچھ کپڑے اٹھالاتا ہوں،،،،

وہ اسے بازوؤں سے تھام کر کھڑا کرتا بولا۔ امید نے ملتجی نگاہوں سے ارزانش کو دیکھا۔ مگر وہ نگاہیں چرا گیا تھا یعنی اس کا امید پر رحم کھانے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔ ارزانش خان زندگی کے ہر معاملے میں ہر رشتے میں خود غرض واقع ہوا تھا اور اب اپنی محبت کے معاملے میں تو جیسے بے حسی کی حد تک خود غرض ہو چکا تھا۔ تبھی

رات امید کی مرضی کے بغیر اپنی من مانی کرتے ہوئے اس پر اپنا ہر حق جتا بھی دیا۔

اب بھی وہ باہر نکلا تو امید شکستہ قدموں سے واش روم میں جا کر بند ہو گئی۔

وہ اپنے کمرے میں بند تھی اور ارقم کو کسی پل سکون نہیں آ رہا تھا۔ دل میں اچانک سے ملکیت کا احساس جاگنے لگا تھا۔ شروع دن سے وہ یونہی تو تھا خود پرست اور خود غرض۔ پھر رات کو آن وہ ڈنر کے لیے بھی اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔ جس پر ارقم کو اس پر کافی سے زیادہ طیش آیا تھا۔۔

رات گہری ہو گئی تھی مگر وہ سو نہیں پا رہا تھا۔ رات کے تقریباً دو بجے تھے اور وہ اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگاتا پھر رہا تھا۔

تب چیکے سے اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا۔ قدم۔ خود بخود نچلے پورشن کے ایک کمرے کے ڈور کے سامنے آکر تھمے تھے جس کی ڈوبلکیٹ کی آن ہی وہ بڑی آسانی سے حاصل کر چکا تھا۔

اس نے دھیرے سے بغیر آواز کیے لاک کھولا اور کمرے میں داخل ہو کر اپنے پیچھے بغیر کوئی آواز کیے دوبارا دروازالاک کیا تھا۔

وہ آگے بڑھا۔

نیم تاریک کمرے میں زیرو پاور بلب کی چاندنی کی طرح ہلکی دودھیار نگت پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ یہ بے ترتیب کمرہ اب اس نے بڑے سلیقے سے سیٹ کیا ہوا تھا۔ وہ قدم قدم چلتا بیڈ کے قریب آیا تھا۔

وہ بائیں جانب کروٹ لیے ویسٹ تک کمفرٹر اوڑھے گہری نیند میں تھی۔ ایک ہاتھ تکیے پر جبکہ دوسرا کمفرٹر کے اندر تھا۔ ارقم کی نگاہوں کا فوکس اب وہ بل کھاتی لمبی چوٹی تھی جو بیڈ پر جیسے کسی ناگن کی طرح کنڈلی مارے بیٹھی تھی۔ وہ انتہائی دھیمے سے اس کی پشت پر نیم دراز ہوا تھا۔

ارقم کی تمام تر توجہ اس لمبی موٹی ریشمی بالوں سے بندھی چوٹی پر تھی۔

آخر اس نے پورے حق سے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا اور چوٹی کو ہاتھ میں تھام کر سرے سے پونی کھینچ لی۔ اب وہ بڑی فرصت سے

اپنی شہادت کی انگلی سے چوٹی کا ایک ایک بل کھولنے میں یوں مصروف تھا جیسے اس سے زیادہ اہم کام تو اسے کوئی تھا ہی نہیں۔

چند لمحوں کی تردد سے پوری چوٹی کو وہ کھول کر اس ریشمی آبشار کو آزاد کرتا اپنے چہرے پر گرا چکا تھا۔

ایک لمبی سی سانس کھینچی اور وہ خوشبو اپنی سانسوں میں اتاری۔

ارقم نے اس کی نازک سی کمر کو دیکھا۔ اب گستاخ نگاہوں کا فوکس اس کا وجود ہی تو تھا۔

تو میڈم صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں،، وہ زرا سا اس کی جانب جھکا تھا۔ مدینہ نیند میں کسمسائی تھی۔ ارقم کی سانس تھم

گئی۔اس نے شہادت کی انگلی سے دھیرے سے اس کے نچلے لب کا چھوا تھا۔

میرا ساون بھی تم ہو میری پیاس بھی تم ہو

سحرا کی بانہوں میں چھپی آس بھی تم ہو

تم یو تو بہت دور بہت دور ہو مجھ سے

احساس یہ ہو تا ہے، میرے پاس ہی ھو تم

کھو جاو تو ویران سی ہو جاتی ہیں راہیں

مل جاو تو پھر جینے کا احساس بھی تم ہو

لکھتا ہوں تو تم ہی اترتے ہو قلم سے

پڑھتا ہوں تو لہجہ بھی تم آواز بھی تم ہو

نور مدینہ پھر کسمسائی تھی۔ ارقم کا کندھا اسے ٹکرایا تب اس نے کروٹ بدلی تھی اور ارقم کہ گرد بازو حمائل کر کے اس کے سینے پر سر رکھا۔

نانی،،،،،،،،،،،،،ماں،،،

وہ نیند میں دھیمے سے بڑائی تھی۔

ارقم سانس تک روک گیا تھا۔ دل کانوں میں بجنے لگا۔ اس کی یہ قربت ہوش ربا تھا۔ ارقم نے بہت بے اختیار ہو کر اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔

یہ لمحے یہ پل کافی جان لیوا تھے۔ ارقم کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

تمام سوئے ہوئے جزبے انگڑائی لے کر بیدار ہوئے تھے۔ وہ کافی دیر تک اسے محسوس کرتا رہا مگر پھر بہت دھیمے سے اس کی قریب سے اٹھا۔

وہ اپنے کمرے میں چلا آیا تھا۔ مسکراہٹ لبوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔ وہ اب پر سکون ہو کر سویا تھا۔

وہ کچن میں بابا کے لیے پرہیزی کھانا بنانے میں مصروف تھی۔ آج تین دن ہو گئے تھے وہ یونی نہیں گئی تھی ویسے بھی سسمسٹر کی ڈیٹ شیٹ آچکی تھی۔ اب پیپر ہونے تھے پڑھائی سے تو وہ اب فری ہی تھی تو فرصت میں اب فاؤنڈیشن کو وقت دے رہی تھی۔

فرید بابا وہیں ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے اخبار میں مگن تھے۔ آیت مدینہ کا انتظار کر رہی تھی۔ چار سال ہو گئے تھے اسے یہاں آئے۔ اس نے دن رات کی کڑی محنت کے بعد سی ایس ایس کا امتحان دیا تھا اور آج رزلٹ اناؤنس ہونے والا تھا سو وہ کافی فکر مند اپنے کمرے میں بند تھی۔

امید کی طبیعت بھی کافی بوجھل تھی تبھی وہ بھی اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی۔

آیت چولہے پر رکھی سبزی کی جانب متوجہ تھی جب مینا افتاں وخیزاں اندر آئی تھی۔

آیت بی بی،،وہ جو آپ کی شاگرد تھی بصائر،جو باہر بیٹھی تھی وہ بیہوش ہو گئی ہے،، گارڈز اسے کلینک لے جانا چاہتے ہیں،،اسکے لئے اپ کی یا بابا کی اجازت چاہیے،،،

آیت نے مینا کی بات پر خالی نگاہوں سے اس کی جانب پھر بابا کی جانب دیکھا۔

وہ ضدی آدمی تین دن سے بھوکا پیاسا فاؤنڈیشن کے گراؤنڈ میں پڑا تھا۔اوائل نومبر کے دن تھے رات کو خنکی بھی اچھی خاصی بڑھ جاتی تھی مگر وہ تھا کہ ڈھیٹ اپنے نرم مخمل کے بستروں کو چھوڑ کر تین دن سے فاؤنڈیشن کے بینچ پر پڑا تھا۔

آیت بے بی،، اس کو سانس بھی نہیں آ رہی،،

مینا نے کہا تو فرید صاحب جو باہر کی جانب جا رہے تھے،

دوپٹے سے اپنا حجاب بناتی آیت ان کے پیچھے ہی باہر لپکی تھی۔ وہ لوگ باہر آئے تھے گارڈز بینچ پر اس کے ارد گرد اکھٹے ہوئے تھے۔

کیا ہوا ہے انھیں،، پیچھے ہٹے سب،، آیت باہر آئی تو گارڈز پیچھے ہٹی۔

بصائر،،،

آیت نے اس نیم جان سے وجود کا کندھا زرا سا ہلایا مگر وہ ٹس سے

مس نا ہوا۔

بصائر،،،،،

اس نے پھر سے پکارا۔ مگر وہ سچ میں ہوش وخرد سے بیگانہ بلکل

جیسے ٹھنڈ سے نیلا ہوا پڑا تھا۔

انھیں کلینک لے کر چلیں،،

آیت نے گھبرا کر کہا۔ گارڈز نے مل۔ گارڈز اسے اٹھایا۔

فرید صاحب اور آیت ان کے ساتھ ہی کلینک آئے تھے۔ اسے بیڈ پر لٹایا گیا تھا۔ آیت نے چور نگاہوں سے اسے دیکھا۔ ملگجا سا لباس، تین دن کی بڑھی ہوئی شیو۔ پپڑی زدہ ہونٹ اور ویران سا مرجھایا ہوا چہرہ۔

وہ ٹھیک سے سانس نہیں لے پا رہا تھا اسی وجہ سے اسے آکسیجن لگائی گئی تھی۔ اس کی پسلیوں کو شاید ٹھنڈ چڑھ گئی تھی۔ وہ بیہوش تھا اور ڈاکٹر حنا اسے تفصیل چیک کر رہیں تھیں۔

میرا خیال ہے ٹھنڈ لگی ہے اور بھوکے پیاسے رہنے سے شوگر لیول گر گیا ہے،،

ڈاکٹر حنا متفکر تھیں۔

آیت نے اپنی انگلیاں چٹخائیں۔ فرید صاحب اس کی بے چینی بخوبی نوٹ کر رہے تھے۔ڈاکٹر حنا نے اسے ڈرپ لگا دی۔ اور مکمل ٹریٹمنٹ کر دیا۔

اسے ہوش آنے میں کچھ دیر لگ سکتی تھی تبھی فرید صاحب اور ڈاکٹر حنا کمرے سے باہر چلے گئے تھے۔ آیت ہر مرتبہ ایک چور نگاہ ایلیٹ کلاس کے اس بگڑے چشم وچراغ پر ڈال دیتی جو جانے کیا سوچ کر یہاں مٹیوں میں خود کو خوار کر رہا تھا۔وہ مخمل کے بچھونوں پر سونے والا یورپ کی صاف ستھری فضاؤں میں رہنے

والے کو آخر ایسی کیا مجبوری آن پڑی تھی کہ اپنی قیمتی جان کو وہ
یوں مٹی میں رول گیا تھا۔

کافی دیر کے بعد دھیمے سے اس نے اپنی سنہری آنکھیں کھولیں
تھیں۔ آنکھیں کھولتے ہی ایک روح پرور نظارا دیکھنے کو ملا کہ وہ
سامنے ہی کرسی پر بیٹھی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں چٹخاتی جانے کونسے
غیر مرئی نقطے کو گھورے جا رہی تھی۔
خود کو مخصوص نگاہوں کی تپش کے حصار میں محسوس کر کے آیت
نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تو وہ ڈھیٹ اڈے دیکھ کر دھیمے
سے آسودگی سے مسکرا رہا تھا۔

آیت کو تو تلوؤں پر لگی اور سر پر بجھی۔وہ جھٹکے سے کرسی سے اٹھ
کر اس کے سر پر پہنچی تھی۔

کیا؟ آپ کو لگتا ہے یہاں مزاق چل رہا ہے،، خود کو مجنوں سمجھتے
ہیں آپ؟ کیا کرنا کیا چاہتے ہیں آپ،، کیوں واپس اٹلی نہیں لوٹ
جاتے،، آپ کو پتا ہے آپ کی یہ حرکتیں مجھے بدنام کر رہی ہیں،،
میرا نام،،،،،، آیت کے الفاظ نے منہ میں ہی دم توڑا تھا جب
بصائر نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کی کلائی تھامی اور ہلکے سے جھٹکے
سے اس اپنے مزید قریب کیا۔

ااس کی پسلیوں میں شدید قسم کا درد تھا تبھی چہرے میں اذیت و تکلیف کے آثار تھے ایسے میں بھی وہ اپنی حرکتوں سے بلکل باز آنے کا نام نہیں کر رہا تھا۔

دوسرے ڈرپ لگے ہاتھ سے اس نے آکسیجن ماسک زرا سا ہٹایا تھا۔

قریب آئیں،،،،،، آیت،،،،،،،، قریب سے جی بھر کر دیکھنا چاہتا ہوں میں آپ کو،،،،،،،، تین دن سے نہیں دیکھا تھا ناں،،،،،،، تبھی ہوش گم ہو گئے،،،،،،،،،

وہ بمشکل ہی بول پایا۔ آیت نے حیران نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جو اب بے چین نگاہوں سے اس کے چہرے کا طواف کر رہا تھا۔

آپ پاگل ہو گئے ہیں بصائر،، وہ جھنجھلائی۔

کاش ہو جاؤں آیت،، اپنے ہوش مکمل کھو بیٹھوں،، شاید پھر اس تکلیف و اذیت سے چھٹکارا مل جائے جو مجھے آپ کو دیکھے بغیر یا آپ کی موجودگی محسوس کیے بغیر درپیش آتی ہیں،،،

پھر کوئی نیا ڈھونگ ہے یہ،،؟

آیت کا لہجہ بھرا گیا تھا۔ وہ اس نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی تگ و دو کی مگر وہ ڈھیٹ اپنے شکنجے میں سے اس کا ہاتھ چھوڑ نہیں رہا تھا۔

عشق ہے آیت آپ سے،،

اس نے سکون سے جواب دیا تھا۔

دل کو لگا کہ لوٹ جانا عشق ہے

عشق میں وفا کا پیمانہ عشق ہے

یار کی گلی میں مر جانا عشق ہے

پل میں بنا دے جو دیوانہ عشق ہے

عشق بس عشق ہے کوئی بھی نہیں شرطِ وفا

ایک دیوانگی رگ رگ میں جنوں جلتا ہوا

دل بوجھے یا کہ جلے کوئی ملے یا نہ ملے

فیصلہ آپ ہی کرتا ہے کہ عشق خدا

سمجھو نہیں کے افسانہ عشق ہے

جان کو یہی تو نظرانہ عشق ہے

یار کی گلی میں مرجانا عشق ہے

پل میں بنادے جو دیوانہ عشق ہے

وہ اپنا ہاتھ چھڑانے کی تگ ودو کرتی رہی۔

وہ کہتے ہیں ناں کہ محبت ایک ڈرامہ ہے بصائر، جس کی آخری قسط بس جسم ہے،،،

اس کے ہاتھ نا چھوڑنے پر آیت نے تلخیہ سے لہجہ اختیار کیا تھا۔

اس ہتک پر بصائر اپنے جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔ بہت جلد اس نے اس کی کلائی چھوڑی تھی۔ آیت اپنا ہاتھ سہلانے لگی کہ وہ سلگتا پر تپش لمس ناقابلِ برداشت تھا۔ جبکہ اب وہ کچھ سوچ کر بڑے دلفریب انداز میں مسکرا رہا تھا۔

مجھے صرف آپ کا جسم نہیں چاہیے آیت،، میں نے تو آپ کے حجاب سے عشق کیا ہے،، یہ بات آپ تب کہتی اگر اس رات یا

انگیجمنٹ والے دن میں آپ کو بے حجاب کرتا،، مگر یہ تو آپ بھی اچھی طرح جانتی ہیں ایسا کچھ نہیں ہے،، جانتی ہیں ناں،،؟

اس نے آیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ بات جب پوچھی تو آیت کی روح کانپ گئی تھی۔

بصائر طبیعت بہتر ہونے کے بعد آپ اپنے گھر لوٹ رہے ہیں،، اینڈ ڈیٹس فائنل،،،

آیت کا لہجہ قطعیت اختیار کیے ہوئے تھا۔

کیا اس گھر میں آپ موجود ہوں گی؟ اگر جواب ہاں ہے تو سیکنڈز میں لوٹ جاؤں گا،،،

اس نے آنکھیں موند کر ان پر بازو رکھ کر سکون سے کہا تھا۔

میں آپ کو اٹھوا کر اب فاؤنڈیشن سے باہر پھینکا دو گی،،،

آیت بھڑک گئی۔

میں باہر سڑک پر ڈیرے ڈال لوں گا،،،

جواب تسلی بخش تھا۔ آیت کو لگا وہ پتھر سے سر پھوڑ رہی ہے۔

میں عادل سے نکاح کر لوں گی،،،

وہ تنگ آکر بولی تھی۔ مگر سامنے والے کو یوں لگا جیسے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیلا گیا ہے۔

وہ پل میں ہاتھ سے ڈرپ نوچ کر پسلیوں میں اٹھتے درد سے لاپروا لہولہان ہاتھ لیے اس کے سامنے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا۔

بصائر،،،،،،

آیت چیخی اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کا لہولہان ہاتھ دیکھا۔

بصائر نے سختی سے اس کے بازو دبوچے تھے۔

میرے جنون کو ہوا مت دیں آیت،، میں تو آپ کو کسی اور کے ساتھ سوچنا بھی نہیں چاہتا،، اگر آپ کے اندر مجھے زندہ جلا دینے

کی ہمت ہے تو شوق سے سوچیئے آپ یہ بات،، اگر یہ ہمت خود میں نہیں پاتی آپ تو یہ سوچنے کی جرات بھی مت کریں،،

اس کے سرخ چہرے پر وہ لال انگارا آنکھیں تھیں جن میں آیت نے سہم کر دیکھا تھا۔ خون بہہ کر اب آیت کا بازو بھگو رہا تھا۔

بصائر لیٹ جائیں بیڈ پر،، وہ بھیگے لہجے میں چلائی۔

پہلے بولیں کہ آئندہ یہ بات اپنے منہ سے نہیں نکلیں گی،،،

اس نے آیت کے بازوؤں کو جھنجھوڑا۔ آیت کو لگا وہ اس کے بازوؤں کی ہڈیاں چٹخا ڈالے گا آج۔

آیت نے لب بھینچ لیے۔

بولیں آیت کہ آئندہ یہ بات آپ اپنے منہ سے نکالیں گی بھی نہیں،،وہ بھیگے لہجے میں غرایا تھا۔

نہیں بولوں گی،،اب لیٹ جائیں،،،

آیت نے تنگ آکر کہا۔

وہ اپنی جگہ پر لڑکھڑایا تھا۔ آیت مزید خوفزدہ ہوئی تھی۔ اسے بازو سے تھام کر زبردستی بیڈ پر بٹھایا۔

ڈاکٹر حنا،،،

اس نے پکارا۔ڈاکٹر حنا کے پکارنے پر وہ چہرے پر درد و اذیت کے تاثرات لیے اب اپنی پسلی سہلا تا چپ چاپ شرافت سے بیڈ پر لیٹ گیا تھا۔

ڈاکٹر حنا اندر آئی۔ آیت نم آنکھیں لیے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

امید کالج کے لیے کچھ سوچ کر تیار ہوئی تھی۔وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ بلکل تیار تھی۔

ناشتہ کر لو پھر چلتے ہیں،،،

ارزانش خان نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

مجھے بھوک نہیں،، آپ نے مجھے چھوڑ کر آنا ہے یا میں جاؤں،،

وہ جھنجھلا کر بولی تھی۔ ارزانش خان گہرا مسکرایا۔ اس وقت اس نے بہت مناسب نہیں سمجھی اور چپ چپ اسے لے کر باہر نکلا۔ ارزانش خان نے اس کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازا کھولا تھا وہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔ پورا رستہ خاموشی سے کٹا۔ وہ بار بار اس پر ایک گہری نگاہ ڈال لیتا جو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی میں جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔

گاڑی جھٹکے سے رکی۔ امید تیزی سے دروازا کھول کر گاڑی سے نیچے اتری اور اندر جا کر غائب ہو گئی۔

ارزانش خان نے اس کی ناراضگی پر ایک سرد سی آہ بھری۔

کچھ بھی تھا رات اسے یوں زور زبردستی کر کے اسے مزید خود سے بدظن نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مگر وہ اس کی قربت، لمس اور اس پر اختیار پاتے ہی اس کو پانے کو مچل گیا تھا۔ وہ اپنی بے اختیاری میں بہت کچھ غلط کر بیٹھا تھا۔ ارزانش کو اسے یہ سب سمجھنے کا موقع دینا چاہیے تھا۔ وہ تو آدھی پراپرٹی بھی واپس اسی کے نام لگوا چکا تھا۔ تاکہ وہ مزید اس سے بدظن نا ہو۔ مگر اس پاگل لڑکی سے محبت

اتنی شدید ہوئی تھی کہ اس کو کھو دینے کے ڈر ارزانش کے دل میں
بیٹھ گیا تھا تبھی اس پر اپنا ہر حق جتا بھی دیا۔

مگر وہ جانتا تھا وہ یہ سب بلکل قبول نہیں کرے گی۔وہ گاڑی پارک
کر کے اندر پرنسپل سے مل کر واپس لوٹ گیا تھا۔

تقریباً کالج کی بریک کا وقت تھا جب وہ بریک میں ہلکی دستک دے
کر پرنسپل کے آفس آئی تھی۔

مے آئی کم آن میڈم،،،

یس شیور امید ارزانش خان،،

پرنسپل نے کہا تو اس کا دل دھک سے رہ گیا مگر وہ ہمت کر کے آگے آ ہی گئی۔

مجھے ہاف لیو چاہیے تھی میم میری طبیعت ٹھیک نہیں،، اور ویسے بھی مجھے کہیں جانا بھی ہے،،

امید نے بہانا گھڑا۔

ٹھیک ہے میں آپ کے ہزبینڈ کو کال کر دیتی ہوں، وہ آکر آپ کو لے جائیں گے،،،

پرنسپل نے کہا تو امید کے پیروں تلے سے زمین سرکی۔

میرے ہز بینڈ کو کیوں میم؟ میں خود چلی جاؤں گی،، اس نے جلدی سے کہا تو پرنسپل کا نمبر ڈائل کرتا ہاتھ تھما۔

دیکھیں امید،، آج صبح آپ کے ہز بینڈ مجھے مل کے گئے،، انھوں نے کہا کہ آپ لوگوں کی کوئی خاندانی دشمنی چل رہی ہے اپنے رشتے داروں کے ساتھ،،، اور آپ کی جان کو اکیلے باہر خطرہ ہے،، اسی لئے میں کوئی رسک نہیں لے سکتی،،

پرنسپل نے سنجیدگی سے کہا تو اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے انھیں دیکھا۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے میم،، انھوں نے جھوٹ بولا ہے،،

امید اس شخص کی مکاری اور چالاکی پر صدمے سے بے حال ہوئی۔

دیکھیں امید،، آپ کے ہبی نے مجھے یہی کہا کہ آپ اس معاملے کو بڑی غیر سنجیدگی سے لے رہی ہیں اور آپ کو یہ سب ایڈوینچر اور تھرل لگ رہا ہے،،، مگر وہ آپ کی جان اور سکیورٹی کو لے کر کوئی رسک نہیں لینا چاہتے،، تبھی انھوں نے کہا کہ وہ پولیس کو بھی اس چیز میں انوالو کر چکے ہیں،، اور اگر ہماری لاپروائی سے آپ کو کچھ ہو جاتا ہے تو وہ ہم پر بھی کیس کر دیں گے اور عدالتوں میں گھسیٹیں گے،، اب آپ بتائیں آپ اپنی کلاس میں جا رہی ہیں یا آپ کو رسیو کرنے کو آپ کے ہبی کو بلاؤں،،،

پرنسپل نے کہا۔

میں اپنی کلاس میں جاتی ہوں،،،

امید مریل آواز میں بولی اور اپنی کلاس میں چلی آئی۔ ہر چیز سے دل جیسے اچاٹ ہو گیا تھا۔ ارزانش خان کی مکاری کہاں تک آ کر ختم ہو گی وہ سوچ کر ہی بیزار ہو گئی۔

اور سب سے بڑی مصیبت تو یہ تھی کہ آج رات پھر وہ اس کی دسترس میں ہر گز نہیں جانا چاہتی تھی۔ تبھی بس یہاں بھاگ جانا چاہتی تھی مگر بھاگ جانے کا ہر رستہ وہ اس پر بند کیے جا رہا تھا۔

ہاں مگر وہ آخری کوشش ضرور کرے گی۔

چھٹی ہوئی۔ لڑکیاں ریلیوں کی شکل میں باہر نکلیں۔ کالج کے دو گیٹ تھے۔ وہ ہمیشہ جس گیٹ سے نکلتی تھی اس کے برعکس آج دوسرے گیٹ کی جانب تیزی سے بڑھی۔ وہ لڑکیوں کی بھیڑ میں کامیابی سے باہر نکل آئی تھی اور اب رکشے یا ٹیکسی کے لیے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

وہ ایک رکشے میں بیٹھتی جب پیچھے سے اس کی کلائی کسی نے دبوچی تھی۔ امید نے خوفزدہ ہو کر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس کی کلاس کی ہی ثنا تھی جو اسے کچھ خاص پسند نہیں کرتی تھی۔

پرنسپل میم نے مجھے کہا کہ تم پر نظر رکھوں جب تک تم اپنے ہبز بینڈ کی گاڑی میں نا بیٹھ جاؤ،،

ثنا نے کہا تو امید بری طرح گھبرائی تھی۔

ثنا پلیز مجھے جانے دو،،وہ تقریباً دو دینے کو تیار تھی۔ مگر تبھی ایک گاڑی اس کے قدموں میں چرائی تھی۔

امید کا رنگ خوف سے سفید پڑ گیا تھا۔ کیونکہ وہ انتہائی غصے میں گاڑی سے اترا تھا۔ ثنا اس کو دیکھ کر امید کی کلائی چھوڑے پھر اندر چلی گئی۔ ارزانش نے اس کی کلائی دبوچی تھی اور گاڑی کا دروازا کھول کر اسے گاڑی میں دھکیلا۔

امید بے بسی کی انتہا سے رو دی تھی۔ وہ راستے بھر خاموشی سے اس کی ہچکیاں سنے گیا۔

گھر واپس لوٹتے ہی وہ تیزی سے اتر کر اندر گئی تھی اور جا کر اپنے کمرے میں بند ہوئی۔ ارزانش خان دھیمے قدموں سے چلتا اندر داخل ہوا تھا۔ تب کچن سے نکل کوثر بیگم اس کے سامنے آئیں۔

بلاؤ اپنی بیوی کو اپنا گھر بار اپنا کچن سنبھالے،، مجھ سے نہیں ہوتا یہ سب،، اسے کہو اپنے حجرے سے باہر نکلے،،

امی اس کی طبیعت ابھی ٹھیک نہیں،، سنبھال لے گی وہ اس گھر کو،، آپ فکر مت کریں،،

وہ نرمی مگر سنجیدگی سے کہتا اپنے کمرے میں چلا آیا تھا۔

ارزانش پھر کسی کام کے سلسلے میں باہر گیا اور رات گئے واپس لوٹا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں آیا۔ اسے لگا شاید وہ اس کے کمرے میں ہو۔ اپنی خوش فہمی پر ایک سرد سی آہ بھری۔ اور الٹے قدموں وہاں سے نکلا۔ سب سو چکے تھے۔

اس کے دروازے تک آیا اور ہلکی دستک دی۔

امید اوپن داڈور،، نہیں کھولا تو آئی سوئیر بہت براپیش آؤں گا،،

ارزانش نے دھیمی آواز میں اسے دھمکی تھی۔ادھر امید نے خوفزدہ ہو کر یہ آواز سنی تھی۔ مگر بیڈ سے اٹھنے کی ہمت نا کی۔

عشقِ خاتم

مصنفہ واحبہ فاطمہ

قسط نمبر 11

ارزانش کے پاس امید کے کمرے کی ڈوبلکیٹ کی تو موجود تھی ہی وہ دروازاان لاک کرتا اندر داخل ہوا۔ وہ جو بیڈ پر بیٹھی ہاتھوں کی انگلیاں چٹخارہی تھی سہم کر دروازے کی جانب دیکا۔

وہ چہرے پر سنجیدگی لیے اندر داخل ہوا تھا۔

میرے لیے کھانا لاؤ گرم کرکہ بہت بھوک لگی ہے،،،

اس نے خفگی بھرے لہجہ میں کہا۔

امید جلدی سے اٹھی تھی۔ کچن میں آئی کھانا گرم کیا۔ کھانا گرم کرنے کے دوران ہی وہ بے چین تھی۔ یقیناً وہ اسے اس کی دن کی، کی گئی کارگزاریوں پر بخشے گا تو ہے نہیں۔ یقینی طور پر اس سے باز پرس کرے گا۔

امید نے ڈرتے ڈرتے ٹرے سیٹ کی۔ وہ اس سے ہرگز نہیں ڈرنا چاہتی تھی۔ اب تک تو اس کا سامنا کیا تھا مگر رات جیسے اس نے اسے روندا تھا اس سب سے امید کے حوصلے کافی پست ہو چکے تھے۔ امید نے ٹرے اٹھائی اور کمرے میں لا کر اس کے سامنے رکھی جو اس کے کمرے میں موجود ٹیبل کے قریب رکھ دی۔

چھوٹے سے صوفے پر سنجیدگی سے بیٹھا تھا۔امید نے کھانا اس کے سامنے رکھا۔

تم نے کھالیا،،؟ ارزانش نے ٹرے اپنے سامنے کھسکائی۔

میں نے کھالیا تھا،،

امید نے جان چھڑائی۔

وہ کھانا کھانے لگا۔پھر وہی ہوا جس سے وہ ڈر رہی تھی۔رات کے سناٹے کو چیرتی ہوئی اس کی بھاری گھمبیر آواز کمرے میں پھر گونجی۔

آج بریک میں ہاف لیو کیوں مانگی تھی تم نے،،، ارزانش خان کے سرسراتے لہجے سے اتنی ٹھنڈ میں بھی امید کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں نمودار ہوئی تھیں۔

طبیعت،،، ٹھیک،، نن،،، نہیں تھی،،،، اسی لئے،،

اس کا لہجہ لڑکھڑا گیا۔ ارزانش ایک نظر اسے دیکھا اور پھر کھانے میں مشغول ہو گیا۔

اور چھٹی ٹائم پچھلے گیٹ سے کدھر جانا تھا؟ ارزانش اس کی جانب دیکھ نہیں رہا تھا مگر پھر بھی وہ پسینے سے بھیگ چکی تھی۔

امید کافی دیر کچھ بول نہیں پائی۔ کاش بول پاتی کہ تم سے تمھاری دسترس، تمھاری وحشت بھری قربت، تمھارے دھوکوں

تمھارے مکر و فریب سے دور بہت دور جانا چاہتی ہوں۔ مگر گلے میں پھندا اسا اٹک گیا تھا بولتی کیا۔

کک کہیں نہیں،،

وہ بمشکل بول پائی۔ ارزانش خان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

کھانا کھا چکا تو ٹرے پرے کھسکائی۔ جسے وہ اٹھا کر کچن میں چلی آئی۔ ٹرے رکھ کر کافی دیر یونہی بے فضول کیبن کھول کر دیکھتی رہی۔۔۔ دل میں دعائیں مانگی کہ وہ اپنے کمرے میں چلا جائے۔ اب اس کی موجودگی میں امید کا دم گھٹنے لگا تھا۔ یہ وہی پہلا اور آخری شخص تھا جسے اس نے ٹوٹ کر محبت کی تھی۔

مگر اب اس کے دھوکے اور مکر و فریب اس کی تمام محبت پر بھاری پڑے تھے تبھی وہ یوں اس سے بھاگ رہی تھی۔ امید اپنے کمرے میں ڈرتی ڈرتی واپس آئی تو دم بخود رہ گئی وہ مزے سے بیڈ پر لیٹا اپنے فون میں مصروف تھا۔ وہ بھول گئی تھی کہ محبت کی باقی دعاؤں کے ساتھ اس کی یہ دعائیں بھی قبولیت کا درجہ نہیں پا رہیں تھیں شاید۔

ارزانش نے ایک نظر اس کا ہوائیاں اڑا چہرہ دیکھا۔ اور بیڈ پر ایک طرف کھسک کر اپنے پہلو میں اس کے لیے جگہ بنائی۔

امید کے پاؤں جیسے دروازے پر ہی جم گئے تھے۔

آ،،، آپ جایئے اپنے کمرے میں،،،

وہ آخر پھٹ پڑی تھی تبھی غرا کر بولی۔ ارزانش نے بغور اسے دیکھا۔

اوکے رائٹ، دونوں چلتے ہیں،،

وہ کہتے بیڈ سے اٹھا۔

میں کہیں نہیں جاؤں گی آپ کے ساتھ،،

وہ پھر تیز لہجے میں بولی۔ ارزانش سکون سے چلتا اس تک آیا اور اس کے پیچھے دروازا لاک کر دیا۔

ٹائم ویسٹ مت کرو امید آؤ اور آ کر لیٹ جاؤ،،،

ارزانش خان نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

مجھے آپ کے پہلو میں نہیں لیٹنا،،

امید نے سرد سے لہجے میں کہا تو وہ گہرا مسکرایا تھا۔۔

میں جانتا ہوں کہ ابھی میری محبت بھری قربت، میری شدتیں میرا جنون تمھارے لیے بلکل ناقابلِ برداشت ہیں میری جان،، مگر اب کیا کریں عادت تو ڈالنی پڑے گی ناں،،

وہ قریب آکر اس کے بازو تھام کر بولا تھا۔ امید کے پورے جسم میں چیونٹیاں سی رینگ گئیں۔

ہاتھ مت لگائیں مجھے،،وہ غرائی اور اس کے ہاتھ جھٹکے جس کا اس

پر کل رات کی طرح الٹا اثر ہی ہوا۔وہ اس کے گرد سختی سے بازو

حمائل کر کے اسے سینے سے لگا گیا۔

جتنا تم مجھے خود سے دور جھٹکتی ہوناں،،اتنا ہی مجھے تمھارے قریب

آنے کی ضد ہوتی ہے جان،،،

ارزانش خان کا لہجہ پھر بہکتا ہوا سا تھا۔امید نے خود کو حالات کے

سپرد کرتے مزاحمت ترک کر دی۔

پیچھے ہٹیں مجھے نیند آرہی ہے،،

اب کی بار امید نے نرمی سے اس کی بانہوں کا حصار توڑا تو اس نے اسے آزادی بخش دی۔ امید بیڈ کی ایک طرف سمٹ کر لیٹ گئی۔

ارزانش بیڈ کی دوسری جانب جا کر لیٹا تھا۔ اور اس کی پشت کو گھورا۔

قریب آؤ یار،، ایسے کس کافر کو نیند آئے گی،،

وہ جھنجھلایا۔

ارزانش مجھے تنگ مت کریں،، کل میرا ضروری ٹیسٹ ہے مجھے فجر پڑھ کر پڑھائی کرنی ہے،، کل سے پہلے تو میں ہی آپ کو جھنجھنا بجا کر اور لوری سنا کر سلاتی تھی ناں،،

وہ بھی تلملا کر گویا ہوئی تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ امید نے تکیے میں منہ دے لیا اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ جلد ہی نیند کی وادیوں میں اتر بھی گئی۔

گہری رات اپنے جوبن پر تھی۔ جب منہ زور جزبوں نے سر اٹھایا اور دل میں طوفان سا برپا کر دیا۔ ارزانش نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی آغوش میں بھر لیا اور اپنی من مرضی کرنے لگا۔

امید کی آنکھ کچھ جان لیوا گستاخیوں اور بے باکیوں پر کھلی تھی جب وہ اس پر مکمل اختیار حاصل کر چکا تھا۔

ارزانش،،،،،،،،،،،،وہ سسکی۔

اشششششش،،،اس نے امید کے لبوں پر انگلی رکھی۔"اب جب ہم ایک ہو چکے ہیں تو یہ اعتراض کیوں،،؟بھاری مدہوش سا لہجہ تھا۔

دد،،،دور ہٹیں،،،

امید بے جان ہونے لگی۔

لب تک آیا جام ہاتھوں سے کیسے چھوڑ دوں میری جان،،بس خاموشی سے میری بے پناہ محبت محسوس کرو،،،

ارزانش کی بے باکیوں کے ساتھ اس کی سرگوشیاں بھی جان لیوا تھی۔آج پھر ارزانش اپنے جزبوں کی شورش پر بندھ نہیں باندھ سکا تھا۔تبھی اس کی نظروں میں اور گرتا چلا گیا۔

وہ دو تین سے کالج نہیں جارہی تھی اور پاکیزہ بیگم کو انور اور اسلم کے ڈر سے پڑھائی کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ ارقم کو سن کر عجیب سا لگا تھا۔

دن کے تقریباً ایک بجے کا وقت تھا۔ پاکیزہ بیگم اپنے فاؤنڈیشن گئیں ہوئیں تھیں۔ تب وہ آفس سے ضروری فائل لینے گھر واپس آیا تھا۔۔ اور میڈ سے ہی پتہ چلا تھا وہ اپنے کمرے میں بند ہے۔ واپسی لان سے گزرتے اس دن والی بلی لان کی دھوپ میں پاؤں

پسارے سن ہاتھ لیتی نظر آئی تو بے حد شرارت سے اس بلی کو دیکھا۔

پھر بلی کی نیند بری طرح خراب ہوئی تھی۔ کہ وہ فائل گاڑی میں رکھ کر اسے اپنی گود میں اٹھا چکا تھا۔

بلی نے نخریلی ہیروئن کی طرح مزاحمت کرتے کافی ہاتھ پیر چلائے مگر وہ بھی ارقم چوہدری تھا ڈھیٹ۔

وہ بیرونی طرف سے ایک کھڑکی کے قریب آیا تھا ذرا سا جھانک کر اندر جھانکا۔ وہ شاید واش روم میں تھی۔ تب اس نے آہستگی سے بلی کو سلاخوں سے کمرے میں لینڈ کر کے کھڑکی بند کر دی۔ خود

تیزی سے سامنے سے ہو کر دوبارا اپنے کمرے کے دروازے میں کھڑا ہو کر انتظار کرنے لگا۔

مدینہ واش روم سے باہر نکلی تھی۔ناراض سی چوں چوں کی آواز پر کان کھڑے ہوئے۔ سہم کر ادھر ادھر دیکھا۔زرا سا جھک کر ٹیبل کے نیچے دیکھا۔

مدینہ نے بلی بیگم اور بلی بیگم نے مدینہ کو دیکھا۔دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر بھونچکارہ گئیں۔بلی اپنی جگہ پر اچھلی۔مدینہ کی جان نکلی۔ایک زور دار چیخ مار کر کمرے میں ادھر ادھر بھاگنے لگی۔

بلی بھی ادھر ادھر کودنے لگی۔

ارقم باہر اس کی چیخ سن کو گہرا مسکرایا۔

مدینہ کو دو تین منٹ ادھر ادھر کودنے کے بعد خیال آیا کہ کیوں نا کمرے سے باہر بھاگ کر اس موذی سے جان بچائی جائے۔تب وہ دروازے کی جانب بھاگتی اسے کھول کر چیخیں مارتی باہر کی جانب لپکی۔باہر وہ اطمینان سے لاونج سے گزر رہا تھا۔

ارقم چوہدری نے اپنی مسکراہٹ بمشکل دباتے اپنی بانہیں ہلکی سی کھول دیں جیسے وہ آکر دوبارا اس سے لپٹ ہی جائے گی۔

مگر سامنے سے بھاگ کر آنے والی اپنی پہلی بے عزتی کب بھولی تھی۔ تبھی اس کے پہلو سے ہو کر لاؤنج کے صوفے پر ڈھے کر ہی اگلا سانس لیا۔

ارقم اپنے پلان کی ماں بہن ہونے پر منہ بنا کر رہ گیا۔

واٹ ہیپنڈ؟؟؟ ارقم نے سرد آہ بھر کر پیچھے مڑ کر پوچھا۔

میرے کمرے میں ایک کالی بلی ہے،، اس نے ہانپتے ہوئے بتایا۔

سو واٹ،، اس میں اتنا ڈرنے والی کون سی بات ہے،، اس نے سادگی سے ہوچھا۔

مجھے بلیوں سے ڈر لگتا ہے،،،

وہ جھنجھلا کر بولی۔

ارقم اس کے کمرے کی جانب بڑھا کہ بلی بیگم کو اس کے کمرے سے باہر نکال سکے۔ تاکہ مدینہ بیگم مختلف قسم کی چیخیں مار مار کر بلی کو ہراساں کرتی اسے ہارٹ اٹیک ہی نا دے دیں۔

آپ کہاں جارہے ہیں،، اس نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

اس بلی کو پکڑنے تاکہ محترمہ یہ ناں بول سکیں کہ اس گھر کے محافظوں پر دھتکار ہے،،،

ارقم نے بہت سکون سے اس کی بات اسے ہی لوٹائی۔

مدینہ گڑبڑائی تھی مگر وہاں بیٹھے رہنے کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ وہ دو منٹ میں ناراض اور ہراساں بلی کو اٹھائے باہر لایا تھا۔ جس کا ہارٹ فیل کرنے میں مدینہ نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔

دد،،،دور،،،

مدینہ اسے اپنی جانب آتا دیکھتی پھر بوکھلائی۔

یہی الفاظ یہ بدنصیب بلی ادا کر رہی ہو گی محترمہ،،، ارقم نے بول کر دانتوں تلے لب دبایا۔ مدینہ نے اسے گھورا۔

واللہ یہ قاتل نگاہیں،،،

ارقم نے بلند آواز میں کہا تو مدینہ چونکی۔ مگر وہ فوراً بلی کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ اس سے باتیں کرتا باہر چلا گیا تھا۔

ارقم کا بچہ،،،

وہ چلملائی۔ مگر جب اپنے الفاظ پر غور کیا تو آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

افففففف،،، سر تا پیر خود ہی لال ٹماٹر ہوتی واپس آپنے کمرے میں بھاگ گئی۔

وہ دو تین دن فاؤنڈیشن کے چھوٹے سے کلینک میں پڑا رہا۔ کئی لوگ مہنگی ترین گاڑیوں میں اس کا پتا کرنے آئے مگر اس نے جانے سے صاف انکار کر دیا۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی ایک لیمبر گنی فاؤنڈیشن کے باہر آکر کھڑی ہوئی تھی۔ جس میں سے ایک شخص تھری پیس پہنے بڑے کروفر سے اتر کا باہر آیا۔ مہنگے بوٹ اور آنکھوں پر سے سن گلاسز اتار کر انتہائی نفرت و حقارت سے اس عمارت کو دیکھا۔ جس کے گیٹ کے ماتھے پر جلی حروف میں عشقِ خاتم فاؤنڈیشن لکھا ہوا تھا۔

وہ اسی مغرور چال سے اندر گیا۔

چوکیدار نے انھیں روکنے کی کوشش کی مگر وہ اب جاہلوں کی طرح بلند آواز میں چلانا شروع ہو گیا تھا۔

شور سن کر فرید صاحب باہر آئے تھے۔

کیا بات ہے بشیر،، کون ہیں،،، فرید صاحب نے پوچھا۔

مرزا ہاشم ہوں مرزا اشیر احمد کا باپ،، کہاں ہے میرا بیٹا،، کہاں چھپا کر رکھا ہے میرے بیٹے کو،، کچھ کر تو نہیں دیا،، چپ چاپ میرا بیٹا میرے حوالے کر دو تم لوگ،، نہیں تو ایسا کیس ٹھوکوں گا اس فاؤنڈیشن کی اینٹ سے اینٹ بجا ڈالوں گا،،،

وہ پھر چلائے تو فرید صاحب کو بھی غصہ آ گیا۔

بشیر انھیں کلینک لے جاؤ اور باپ بیٹے سمیت اب انھیں فاؤنڈیشن کے باہر کا راستہ ضرور دکھا دینا،، بیٹا نا گیا تو اٹھا کر باہر پھینک دینا،، وہ غصے سے کہتے وہاں سے اندر چلے گئے۔

مرزا ہاشم بکتا جھکتا چوکیدار کے ساتھ کلینک کی جانب آیا۔ چھوٹا سا کلینک مگر صاف ستھرا تھا۔ وہ اس چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے تو بصائر آنکھوں پر بازو رکھے سکون سے لیٹا ہوا تھا۔

مرزا اثیر یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے اپنی،، وہ اندر آتے اس کی حالت دیکھ کر چلائے تھے۔

بصائر نے اپنی آنکھوں سے بازو اٹھا کر ان کی جانب دیکھا اور اٹھ کر بیٹھا۔

کیا حالت بنا رکھی ہے،،،؟ الجھنے گھنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس کا اطمینان قابل دید تھا۔

پہلے مجھے یہ بتاؤ یہاں اتنے دنوں سے کیوں پڑے ہو تم،،،

انھوں نے دوٹوک لہجہ اختیار کیا تھا۔

(وہ جو ہر روز چپکے سے وہاں سوپ کا باؤل رکھ جاتی تھی۔ سوپ کا باؤل ہاتھ میں پکڑے کلینک تک آئی تو باپ بیٹے کی آوازیں سن کر متجسس ہو کر باہر ہی رکھ گئی۔)

آپ کے بیٹے کو ایک مہلک مرض لاحق ہو گیا ہے ڈیڈ،، اور میں نے ہزار کوشش کی اس سے بچ نکلنے کی مگر ایسا کسی صورت کر نہیں پایا،،

پہلیاں مت بجھاؤ، سیدھی طرح بتاؤ کیا ہوا ہے تمھیں،،

مرزا ہاشم نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔ آخر زندگی کا تجربہ تھا اندازتو ہو ہی گیا مگر وہ جانتے بوجھتے اس بات کو سوچنا بھی نہیں چاہتے تھے۔

مجھے عشق ہو گیا ہے اس سے،، جسے آپ نے مجھے برباد کرنے بھیجا تھا، جس کو روندنے بھیجا تھا جس کو بدنام کرنے بھیجا تھا،، سب کچھ

الٹ ہو گیا ہے،، مجھے لگتا ہے وہ سب جو میں اس کے ساتھ کرنا چاہتا تھا وہ کسی غیر مرئی طاقت نے میرے ساتھ کر دیا ہے،،

وہ بہت پر سکون ہو کر اپنا مسئلہ بتا رہا تھا۔

باہر آیت مرزا ہاشم کا رد عمل سننے کو اپنا سانس تک روک گئی۔ جبکہ مرزا ہاشم دھواں دھواں چہرہ لیے اسے دیکھے گئے۔

یہ کیا بکواس کر رہے مرزا اثیر،، پاگل تو نہیں ہو گئے ہو،، تم اپنے ہوش میں تو ہو کیا سوچ کر تم نے یہ بات،،،،،،،،،،،،،،،،

زیادہ بھڑکنے کی ضرورت نہیں ڈیڈ،، میں جانتا ہوں میں نے کیا کہا کیا کیا اور کیا کر رہا ہوں،، صاحب عقل ہوں صاحب علم،، اور اس بات کو جتنی جلدی آپ تسلیم کریں گے آپ کے لیے اتنا ہی بہتر

ہو گا،، زیادہ رائتہ پھیلانے کی ضرورت نہیں،، میں اپنا ایمان مکمل کر چکا ہوں،، اور اب دن رات بس یہی دعا ہے کہ میری اس نیک نیتی کی برکت سے وہ مجھے قبول کر لے،، نہیں تو کہاں میں گناہوں میں لتھڑا ایک حقیر انسان اور کہاں وہ پور پور پاکیزگی میں ڈوبی پرنور شخصیت،،

اس کا لہجہ سادہ تھا۔

یہ سوچ ہے تمھاری مرزا اثیر،، تم جو ہماری کمیونٹی کے سب سے فعال بندے ہو وہ لوگ کبھی تمھیں اپنے ہاتھوں سے یوں نکلنے نہیں دیں گے،، کیوں اپنی جان کے دشمن بن رہے ہو،، بھول جاؤ کہ میں ایسا کچھ ہونے دوں گا،،

مرزا ہاشم نے کہا تو اس نے ایک سرد سی نگاہ ان پر ڈالی۔

اگر یہ بات ہے تو آپ مجھے بھی پھر اچھی طرح جانتے ہی ہیں،،
بہر حال میں آپ سے لڑنا نہیں چاہتا،، نا کوئی بحث کرنا چاہتا ہوں،،
آپ مجھے اپنی کمیونٹی سے خارج کر دیں،، میں اٹلی واپس نہیں
جاؤں گا،، بلکہ اس سے شادی کے بعد مام کے پاس چلا جاؤں گا،،
جس پر آپ کو بلکل اعتراض نہیں ہونا چاہیے،،

بصائر کا لہجہ بہت سرد تھا کہ باہر کھڑی آیت کی بھی ریڑھ کی ہڈی
میں سنسناہٹ ہوئی۔

تم مرزا اثیر احمد،، بہت اچھی طرح جانتا ہوں میں تمھیں،، اسے حاصل کرنا تمھیں بس چیلجنگ لگ رہا ہے،، یہ تمھارے لیے ایک تھرل ہے،، میٹرک سے یہی تو کرتے آئے ہو تم،، جو تمھیں گھاس نہیں ڈالتی تھی تم آخر اسے اپنی خواب گاہ میں اپنے قدموں میں جھکا کر ہی سانس لیتے تھے،، تم بس اسے تسخیر کرنا چاہتے ہو،، تو چھوڑو اس شادی وادی کی بج کو،، اپنے فارم ہاؤس پہنچو،، میں اسے تمھارے خواب گاہ کی زینت بنا دوں گا،، پھر جتنا چاہے مرضی کھیلنا،، بلکہ اٹلی لے جانا،، جب دل بھر جائے تو باقیوں کی طرح اٹھا کر پھینک دینا زندگی سے باہر،،،

مرزا ہاشم سکون سے اسے اتنی گھٹیا باتیں کر رہے تھے کہ بصائر کا چہرہ لال بھبھوکا اور دھواں دھواں ہو گیا۔

جب کہ باہر کھڑی آیت کی ٹانگیں بے جان ہو کر تھر تھر کانپنے لگیں تھیں۔ اپنے لبوں پر سختی سے ہاتھ رکھ کر اپنی آواز کا گلا گھونٹا۔

انتہائی تمیز سے اور منہ سنبھال کر بات کریں ڈیڈ،، آپ کا لحاظ کر رہا ہوں،، نہیں تو یہ الفاظ اگر کسی اور نے کہے ہوتے تو اب تک گدی سے زبان کھینچ لینی تھی میں نے،، ہونے والی بہو ہے وہ آپ کی تھوڑا اس بات کا تو لحاظ یا شرم کر لیں،، اور میں اپنے تمام گناہوں

سے توبہ کر چکا ہوں،، اب مجھے ایسی کوئی خواہش نہیں،، کاش اللہ تعالیٰ آپ کو بھی نیک ہدایت دے دے،، آپ اپنا قیمتی وقت ضائع مت کریں اور جائیں یہاں سے،، ویسے بھی آپ کے اور آپ کی دولت کے بیچ جو آتا ہے آپ اس سے اپنا ہر تعلق ختم کر دیتے ہیں تو مام اور ارقم کی طرح مجھے بھی بھول جائیں،،،

بصائر نے اطمینان سے کہا تھا۔

یہ تم ٹھیک نہیں کر رہے مرزا اثیر،،،

او پلیز ڈیڈ،، میرا پورا نام محمد بصائر احمد ہے،، آئندہ کے بعد مجھے کسی اور نام سے پکارنے کی جرات نے کیجئے گا،، اب جائیں یہاں سے،،

بصائر اب ناچاہتے ہوئے بھی اپنی ٹون میں واپس آیا تھا تبھی اس کی اس دھاڑ سے باہر کھڑی آیت بھی تھر تھر کانپ گئی تھی۔

میں دیکھ لوں گا تم سب کو،،،

مرزا ہاشم نے دانت پیسے۔ اور سن گلاسز لگاتے جھٹکے سے باہر نکلے۔ مگر باہر نکل کر ٹھٹھک کر رک جانا پڑا۔ مرزا ہاشم نے خونخوار اور حقارت بھری نگاہوں سے سر تا پا اس حجاب والی لڑکی کو دیکھا۔

اے لڑکی سمجھا دو اپنے اس نئے عاشق کو،، کیوں اپنی اور تمھاری جان کا دشمن بن بیٹھا ہے،، دو دن صرف دو دن میں یہ گھر نہیں لوٹا تو میں اس فاؤنڈیشن کو طوائفوں اور جسم فروشی کا اڈہ ثابت کر دوں گا سمجھیں،،،

مرزا ہاشم دھاڑے تھے۔ اندر بصائر کے یہ سن کر کان کھڑے ہوئے تھے کہ آیت شاید باہر کھڑی تھی۔ آیت کا چہرہ حساس ذلت اور بے توقیری سے سرخ پڑ گیا تھا۔ آنکھیں لبالب پانی سے بھر گئیں۔ مرزا ہاشم زہر اگل کر جا چکا تھا۔

بصائر تیزی سے باہر آیا تھا۔

اس نے اسے بس ایک نظر دیکھا جو ہلکے سبز رنگ کے سادہ سے سوٹ میں ہم رنگ حجاب میں گم صم سی وہاں کھڑی تھی۔ اور بے آواز بے تحاشا آنسو بہا رہی تھی۔

آیت،،لیو ہم،،ان کی گیدڑ بھبھکیوں پر زیادہ غور کر کے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں،،کچھ نہیں ہو گا،،اٹس اوکے،،،

وہ ابھی بات کر رہا تھا اسے تسلی دینا چاہتا تھا اب آیت کے آنسو اسے اپنے دل پر گرتے محسوس ہوتے تھے۔جب گارڈ اس کی جانب بڑھا۔

فرید صاحب کا حکم ہے اب آپ یہاں نہیں رہ سکتے آپ کو جانا ہو گا یہاں سے،،

گارڈ نے سختی سے کہا تھا۔

میں خود ان سے بات کر لوں گا،،تم جاؤ اپنا کام کرو،،

بصائر نے لاپروائی سے کہا۔

آپ کو یہاں سے جانا ہو گا،،،

گارڈ دھاڑا۔ مگر اس کو اثر ہوتا تو تب ناں۔

میں کہیں نہیں جاؤں گا،،،وہ بھی جواباً چلایا تھا۔

بشیر انکل آپ جائیں میں ان کو سمجھاتی ہوں یہ چلے جائیں گے

یہاں سے،، آج انھیں جانا ہی پڑے گا،،،

آیت نے گارڈ کو کہا تو اس ڈھیٹ آدمی کو گھورتا گیٹ کی جانب چلا گیا۔ آیت نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو بھونچکارہ گئی وہ اطمینان سے اندر چلا گیا تھا۔

آیت تلملاتی اندر آئی اور سوپ کا باؤل ٹیبل پر پٹخا۔ (غم و غصے میں وہ یہ بھی نا غور کر پائی کہ آج اس کے ہاتھ میں یہ سوپ کا باؤل دیکھ اس کے پچھلے تین دن کی چھپن چھپائی کا بھانڈا بیچ چوراہے پھوٹ چکا ہے۔)

بصائر نے ایک نظر اسکا غصّے سے سرخ تپاتپا حسین ترین چہرہ دیکھا اور نگاہ چرا لی۔

اپنے بارے میں، اس فاؤنڈیشن کے بارے میں، اپنی نیک نیتی، پردے اور حجاب کے بارے میں اتنی گندی غلیظ باتیں سن کر آیت کا پوری طرح دماغ گھوم چکا تھا اور جانے کہاں سے آئی تھی اس میں اتنی ہمت کے اس نے لپک کر کمرے کا دروازا بند کیا تھا۔

بصائر نے حیرت سے اس کی حرکت ملاحظہ کی۔ مگر اس کی اگلی حرکت پر وہ دم بخود رہ گیا اور ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے تھے۔ کیونکہ وہ اپنا حجاب اَن پِن کر رہی تھی۔

مجھے تسخیر کرنا ہے،، کریں،، میں ایک چیلنج لگ رہی ہوں آپ کو یا تھرل یا پھر ایڈونچر تو کرلیں مجھے تسخیر،،

آیت نے چلاتے اپنا حجاب نوچ کر زمین پر پھینکا اور بصائر نے اتنی ہی تیزی سے اس کی جانب سے اپنا رخ پھیرا تھا۔

میری ایسی کوئی اٹینشن نہیں ہے آیت،، اسی لئے بہتر یہی ہے کہ یہ حجاب اٹھائیں اور فوراسے پہلے اسے پہن لیں،، کیونکہ میں یہ کبھی برداشت نہیں کروں گا کہ کسی نامحرم کے سامنے آپ حجاب اور پردے کے بغیر آئیں اور ابھی میں بھی نامحرم ہی ہوں آپ کا،،

وہ انتہائی سرد و بے تاثر لہجے میں غرایا تھا۔

بند کریں اپنا یہ ڈرامہ،، اب کیوں رخ پھیر لیا بصائر احمد،، اب کریں اپنی حسرت پوری اور جائیں یہاں سے،، مگر میرے بابا کی

نیک نیتی اور خون پسینے کی ایک ایک بوند سے قائم کردہ اس فاؤنڈیشن پر آنچ بھی آئی تو میں کبھی معاف نہیں کروں گی آپ کو،،

آیت نے چلاتے ہوئے کندھے سے اس کی شرٹ دبوچ کر جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب موڑنا چاہا جب اتنی ہی تیزی سے بصائر نے اپنے قریب دیوار پہ لگے سوئچ بورڈ سے اس کمرے کی لائٹ آف کی تھی۔(کیونکہ کمرا چاروں طرف سے بند تھا تو باہر سے آنے والی ناکافی روشنی کی وجہ سے دن میں ہر وقت کمرے کی لائٹ جلانی پڑتی تھی)

پھر آیت کی سختی آئی تھی کیونکہ طیش واشتعال سے پاگل ہوتے بصائر نے اپنے ہاتھ سے اس کا جبڑا دبوچا تھا اور خود سے فاصلہ رکھ اسے دیوار سے پن کیا۔

میرا خیال میری بات سمجھ میں نہیں آئی آپ کو،، جس حجاب کو آپ نے زمین پر پھینکا میری نظر میں اس حجاب کی حرمت جانتی ہیں آپ،، اگر کبھی ایسا ہو کہ اس دنیا میں حجاب کم پڑ جائیں،، ارے میں تو اپنی کھال کھینچ کر اس کا حجاب بنادوں آپ کو آپ کا سر ڈھانپنے کو،، آپ سمجھ کیا رہی ہیں مجھے،، یا سمجھنا ہی نہیں چاہتیں،، اور اس حجاب کی بے حرمتی کرنے کی اجازت تو آپ کو

بھی نہیں ہے آیت،، آپ کی ہمت کیسے ہوئی اس یوں نوچ کر پھینکنے کی،،،،،،، کہا ہے ناں،،،،،،؟؟؟؟؟؟؟ کہا ہے کہ نہیں کہا،،،،؟؟؟؟ میں یہ برداشت نہیں کروں گا کہ کسی نامحرم کے سامنے آپ خود کو بے حجاب کریں،، تو ہمت کیسے ہوئی ایسا کرنے کی،،،

وہ دھاڑا تھا۔ آیت کو لگا اس کا جبڑا ٹوٹ جائے گا۔ آیت کے آنسو اس کے ہاتھ پر گرے تھے۔ بصائر نے وہ نمی محسوس کر کے ایک دم اپنا ہاتھ واپس کھینچا تھا۔

تب وہ جھکا اور وہیں زمین پر ٹٹول کر عقیدت سے وہ حجاب اٹھایا۔ ملگجے اندھیرے میں بصائر نے دوپٹہ کھول کر اس کے سر پر اوڑھا

دیا تھا۔ آیت دم بخود اسے دیکھے اور سنے گئی آیت نے غور کیا وہ تعوذ پڑھ رہا تھا۔ اور مسلسل پڑھ رہا تھا۔

یعنی اسے اس بات کا بھی احساس تھا کہ کوئی انسان دنیا پر فرشتہ نہیں ہوتا۔ انسان کے نفس کا کام ہے بہک جانا اور تنہا مرد و عورت کے بیچ تیسرا ہمیشہ شیطان ہوتا ہے۔

بصائر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور دوبارا لائٹ جلائی تھی۔ اور اس کی جانب سے پھر اپنا رخ موڑ لیا کہ وہ مسلسل رونے کا شغل فرماتی اب تک صحیح طرح حجاب پن نہیں کر سکی تھی۔

جائیں یہاں سے آیت،، اور یاد رکھنا کہ یہ تو طے ہے کہ ایک نا ایک دن آپ کو پوری طرح میرا ہونا ہے،، میں ہی آپ کا محرم بنوں گا مگر تب تک آئندہ تنہائی میں مجھ سے بھی ملنے سے گریز برتئیے گا،،،

اس کے سرد و سپاٹ لہجے نے آیت کو پھر جھنجھوڑ ڈالا تھا تبھی وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی وہاں سے نکل آئی۔

بصائر نے ایک سرد سی آہ بھری۔ عصر کی اذان ہوئی۔ وہ واش روم وضو کرنے چلا گیا۔

ایک سجدہِ شکر بھی تو ادا کرنا تھا اسے اس کے ایمان میں ثابت قدمی بخشے جانے کے لیے۔ نہیں تو نفس نے تو چیخ چیخ کر اسے بے

حجاب بانہوں میں بھر لینے کی التجائیں کیں تھیں۔ مگر وہ اس کی چیخ و پکار کو دبانے اور شیطان کے وار سے بچنے کے لیے مسلسل تعوذ پڑھتا رہا تھا۔

اب بھی باوضو ہو کر باہر آیا اور جائے نماز پر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگا۔

ارقم رات کو ڈنر کے بعد اپنے کمرے میں اپنے لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھا کسی کام میں مشغول تھا جب پاکیزہ بیگم نے اسے اپنے کمرے میں بلایا تھا۔ وہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر ان کی بات سننے گیا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ صوفے پر بیٹھیں اسی کا انتظار کر رہیں تھیں۔

جی مام آپ نے بلایا تھا مجھے ؟

ہاں مجھے تم سے کچھ خاص اور ضروری بات کرنی ہے،،

پاکیزہ بیگم کا سنجیدگی میں ڈوبا لہجے سن وہ الرٹ ہوا۔

جی مام کہیں میں سن رہا ہوں،،؟ ارقم نے ان کے پاس بیٹھ کر ان کا ہاتھ تھاما۔

آج سے برسوں پہلے تمھارے نانا نے تمھارا نکاح کیا تھا تم اچھی طرح جانتے ہو،، اس کا نورِ مدینہ ہے،، ہم اسے ڈھونڈ رہے تھے مگر اس کے رشتے دوراوں نے ہمیں اس تک پہنچنے نہیں دیا،۔ پھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ ہر مصیبت سے بچتی خود یہاں تک چلی آئی اور جانتے ہو وہ کون ہے؟

پاکیزہ بیگم کی بات سن کر وہ دم سادھ گیا تھا۔

یہ جو ہمارے گھر میں موجود ہے یہی تمھاری منکوحہ نور مدینہ ہے،، آج میں اور وہ فاؤنڈیشن گئے تھے تو اس کے ان کمینے اور بیغیرت رشتے داروں نے پھر ہمارا پیچھا کیا اور اسے اشاروں سے دھمکاتے

رہے اور گندے اشارے کرتے رہے،، گارڈز نے ان کا پیچھا کیا مگر وہ چکما دے کر فرار ہو گئے،، وہ بہت خوفزدہ ہے اور آگے پڑھنا بھی نہیں چاہتی تو میں چاہتی ہوں تم رخصتی لے لو،، اور اپنی امانت کی خود حفاظت کرو،،،

طویل ترین بات کر کہ پاکیزہ بیگم خاموش ہوئیں تھیں اور سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو پر سوچ سا کسی غیر مرئی نقطے کو گھورے جا رہا تھا۔

پھر ارقم چوہدری نے کچھ ایسا کہا کہ پاکیزہ بیگم کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں تھیں۔وہ دیر تلک اپنے بے حس بیٹے کو دیکھتیں رہیں۔

یہ اگلے دن کی بات تھی جب رات کو ڈنر کے بعد پاکیزہ بیگم نے مدینہ کو دودھ کا گلاس لے کر اپنے کمرے میں آنے کو کہا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں گئیں۔ تبھی ارقم جھنجھلایا سا ان کے کمرے میں گیا تھا وہ جو کہہ رہا تھا پاکیزہ بیگم کسی بھی قیمت پر ماننے کو تیار نہیں تھیں۔تو وہ بری طرح تلملا رہا تھا۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتی پاکیزہ بیگم کے لیے دودھ کا گلاس لے کر جارہی تھی جب ان کے کمرے کا دروازا کھولتے ہوئے اندر سے آتی آواز میں آپنانام سن کر ٹھٹھک کر رک جانا پڑا۔

نورِ مدینہ،، سریسلی مام،، آئی مین لک ایٹ ہر،،، کوئی جوڑ نہیں ہمارا،، وہ جاہل ان پڑھ گنوار دیہاتن لگتی ہے مام،، اور شاید آپ کو یاد ہو جب میں نے پہلی مرتبہ اسے اس گھر میں دیکھا تھا تو وہ مجھے اپنے حلیے سے اس گھر کی میڈ لگی تھی،، میڈ سمجھتی ہیں ناں آپ نوکرانی،، اور آپ میرے ریسیپشن کی بات کر رہی ہیں،، آپ نے ایساسوچ بھی کیسے لیا،، کہ اتنے بڑے بزنس ٹائیکون کی بیوی ایک

تھرڈ کلاس جاہل گنوار ہو گی،، جیسا ہمارا ماحول ہے ہائی سوسائٹی میں کیا وہ میرے ساتھ موو کر سکتی ہے جسے ڈھنگ سے کسی کے سامنے بولنا تک نہیں آتا،، میں نے ڈائیورس کے پیپرز بنوا لیے ہیں اور کل میں ان پر سائن کرنے والا ہوں،، اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے،، میں اسے ڈائیورس دے دوں تو آپ جتنی چاہے خدمت خلق کرنا چاہی کر سکتی ہیں،، مگر مجھے ایسا کوئی شوق نہیں،، میں محض ہمدردی میں اپنی پوری لائف سپوئل نہیں کرنے والا،،

وہ بول کر خاموش ہوا تھا۔

مدینہ نے دیوار کا سہارا لیا تھا۔ نانا نے سر اٹھا کر جینا سکھایا تھا اتنی ہتک، ذلت اور بے عزتی کا احساس تو اس وقت نہیں ہوا تھا جب سگے رشتوں نے اس کی تزلیل کی تھی۔

میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گی ارقم چوہدری یہ بات اپنے دماغ میں بٹھا لو،،

او کم آن مام،، اب یہ ٹیپیکل ماؤں کی طرح اموشنل بلیک میل کرنے کی تو کوشش ہی مت کیجئے گا،، کیونکہ میں اپنا فیصلہ نہیں بدلنے والا،، میں صبح اسے ڈائیورس دے رہا ہوں،، وہ بلکل میرے ٹیسٹ کے مطابق نہیں ہے،، میرا اسٹینڈرڈ،،،،،،،،،،

وہ اور بھی بہت کچھ بول رہا تھا مدینہ تیزی سے اپنے کمرے میں آئی تھی۔ اسے اس بے حس، بے غیرت، بے مہر دولت پرست اور حسن پرست کے لیے تو ایک بھی آنسو نہیں بہانا تھا۔ہاں وہ اتنی قابل ضرور بنے گی کہ ایک دن اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی ہو کر بات کر سکے۔تب قابلیت کی اونچائی کی مسند پر پہنچ کر وہ اسے ضرور کہے گی کہ

اب دو مجھے ڈائیورس،،

پھر وہ وقت ایسا ہو گا کہ ارقم چودھری چاہے ایڑھیاں رگڑے۔ مگر وہ پیچھے مڑ کر اس کی جانب دیکھنا تک گوارا نہیں کرے گی۔

اپنے چھوٹے سے بیگ میں اپنے تمام ڈاکومنٹس اور ضروری چیزیں،، صرف وہ دو جوڑے جو وہ گاؤں سے لائی تھی رکھے۔ اپنا بیگ باہر لے کر نکلی۔ چوکیدار نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر اس نے اسے بری طرح جھٹکا دیا۔ رات کے اندھیرے میں اس گھر کی دہلیز پار کر گئی تھی۔ وہ بے تحاشا روتی ہوئی مین سڑک پر آئی۔ جہاں پہلے سے ایک رکشے والا کھڑا تھا۔

وہ اتنی حواس باختہ تھی کہ فورا رکشے میں بیٹھ گئی۔

باجی کہاں جانا ہے؟ رکشے والے نے رکشہ سٹارٹ کیا اور پوچھنے لگا۔

عشقِ خاتم فاؤنڈیشن،،

مختصر جواب دے کر وہ باہر دیکھ کر بے آواز آنسو بہانے لگی۔

ابھی دن میں ہی تو وہ آیت فاطمہ سے ملی تھی۔ فاؤنڈیشن کا وزٹ کرتے ہوئے اور آیت سے باتوں کے دوران وہ از راہ مزاق بولی تھی کہ اگر کبھی مجھے میرے شوہر نے پریشان کیا تو وہ سیدھا عشقِ خاتم کا ہی رخ کرے گی۔ اس کا کہا ہوا یوں اور اتنا جلد پورا ہو گا اسے اندازا ہی نہیں تھا۔ آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ فاؤنڈیشن کے گیٹ کے سامنے کھڑی تھی۔

جانے کیوں مگر چوکیدار نے رکشے کی آواز سن کر گیٹ کھول دیا۔

بلک بلک کر روتے وہ رکشے سے اتری کانپتے ہاتھوں سے اسے کرایہ دیا اور اپنا بیگ لے کر اندر بھاگی۔

آیت کے اپارٹمنٹ پہنچی تو وہ سامنے ہی کھڑی تھی۔ وہ آیت کے سینے سے لگی اور بری طرح رو دی۔ آیت اسے اندر لے گئی۔ جاتے وقت ایک نظر گیٹ کی جانب ضرور دوڑائی تھی۔